صدائے عظمتِ کبریائی

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی)، قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فی سبیلِ اللہ

NOT FOR SALE

Marfat.com

صدائے عظمتِ کبریائی

از فقیرِ چشتی

عاشقِ رسول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز: حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ نوریہ ۶۸-۶۷، بلاک ۷/۸ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی

Marfat.com

نام کتاب ــــــــــــ صدائے عظمتِ کبریائی

ترتیب و پیشکش ــــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ــــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
رجب المرجب ۱۴۳۷ھ اپریل ۲۰۱۶ء	۱۰۰۰

297-692

143180

۱۴۳۱۸۵

E-mail: arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پکارا، تو نے ہماری پکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے ڈرتے ڈرتے "صدائے عظمتِ کبریائی" کے عنوان سے اس موضوع پر اپنے مرشد شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم، فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ، حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل قادری، چشتی (صابری، نظامی) قلندری المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سرپرستی یہ کتاب پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین ! جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔

Marfat.com

میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کرلے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالِم حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرکے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اُس سے راضی ہوجائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلائے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

گُزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہو گی۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	باب نمبر	تاریخ	عنوانات	صفحہ نمبر
1	248	۱۹ اکتوبر ۲۰۱۲ء ۲ ذوالحج ۱۴۳۳ھ	حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ	9
2	249	۲۶ اکتوبر ۲۰۱۲ء ۹ ذوالحج ۱۴۳۳ھ	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سُنّت	21
3	250	۲ نومبر ۲۰۱۲ء ۱۶ ذوالحج ۱۴۳۳ھ	حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ	33
4	251	۹ نومبر ۲۰۱۲ء ۲۳ ذوالحج ۱۴۳۳ھ	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	45
5	252	۱۶ نومبر ۲۰۱۲ء یکم محرم الحرام ۱۴۳۴ھ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	58
6	253	۲۳ نومبر ۲۰۱۲ء ۸ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ	حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	71
7	254	۲۵ نومبر ۲۰۱۲ء ۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ	عاشورہ	85
8	255	۳۰ نومبر ۲۰۱۲ء ۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ	محبت کے تقاضے	100
9	256	۷ دسمبر ۲۰۱۲ء ۲۲ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ	حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ علی کرم اللہ وجہہ	111
10	257	۱۴ دسمبر ۲۰۱۲ء ۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ	جو عُمر کو مُفت گنوائے گا	124
11	258	۲۱ دسمبر ۲۰۱۲ء ۷ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ	ایک سالک کی زندگی	137

Marfat.com

نمبر شمار	باب نمبر	تاریخ	عنوانات	صفحہ نمبر
12	259	۲۸ دسمبر ۲۰۱۲ء ۱۴ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ	حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	150
13	260	۴ جنوری ۲۰۱۳ء ۲۱ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ	حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ	166
14	261	۱۱ جنوری ۲۰۱۳ء ۲۸ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ	وقت کا صحیح مصرف	180
15	262	۱۸ جنوری ۲۰۱۳ء ۵ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ	حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	193
16	263	۲۵ جنوری ۲۰۱۳ء ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ	۱۲ ربیع الاول	209
17	264	یکم فروری ۲۰۱۳ء ۱۹ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ	حضرت صابر پیا کلیری رحمۃ اللہ علیہ	226
18	265	۸ فروری ۲۰۱۳ء ۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ	حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ	241
19	266	۱۵ فروری ۲۰۱۳ء ۴ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ	حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ	256
20	267	۲۲ فروری ۲۰۱۳ء ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ	گیارہویں شریف	270

Marfat.com

حضرت شاہ محمّد عارف رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، جو تمام جہانوں کا "نُور" ہے۔ وہ حق ہے اور وہ سچائی ہے۔ وہ اُن سب کا ہے جن کے دلوں میں حق ہے اور جو اُس حق سے اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

درود و سلام سب سے زیادہ حَسین دِل پر جو رَبِّ کائنات کے محبُوب اور خلیل ہیں۔ بے شک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا جمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عاشقوں کے دلوں پر منعکس ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپکے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو راہِ عشق کے مُرشدین، حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ کے تمام عاشقین پر۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ کسی راہ سے بظاہر بھٹکے ہوئے آدمی کی رہنمائی کس طرح کی جائے۔ یاد رکھئے کہ ہدایت ہمیشہ اللہ کی طرف سے عطا ہے۔ آپ کا کام بس دُعا کرنا اور صحیح اور غلط کے بارے میں لوگوں کو بتلانا ہے۔

Marfat.com

کئی دفعہ دنیا والے اپنی کاروباری زندگی میں اتنے اتنے گم ہو جاتے ہیں کہ آج کل دنیا میں جو خاموش تبدیلیاں رُونما ہو رہی ہیں، اُنکا اُنہیں احساس تک نہیں ہوتا۔ دنیا میں نہایت چالاکی اور اچھی منصوبہ بندی سے ایک سازشی جال پھیلایا جا رہا ہے، کیا آپ کو نظر نہیں آ رہا ہے کہ کس طرح اخلاقیات اور اقدار کے نئے معیار تشکیل دیئے جا رہے ہیں۔ کل تک جن چیزوں کے بارے میں سوچنا یا بات کرنا معیوب تھا، آج وہ زندگی کا معمول بن چکی ہیں۔ آپ کے بچے آہستہ آہستہ ان تبدیلیوں کو اپنا رہے ہیں اور آپ کی قدروں پر سوال اُٹھانے لگے ہیں۔

یہی تو سازش ہے، یعنی ہر چیز پر سوال اُٹھانا، ہر چیز کے بارے میں شکوک پیدا کرنا اور اُن کے اطراف ہر چیز پر تنقید کرنا۔ بدقسمتی سے اس سازش کا مرکزی ہدف، مذہب اور وجودِ باری تعالیٰ ہے۔ دجّالی سازش چاہتی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ دنیا میں اُلجھے رہیں۔ یہ ملوّث ہونا اُنہیں اتنا تھکا کر چُور کر دیتا ہے کہ اُن کے پاس غور و فکر کی ہمّت ہی نہیں رہتی۔ پھر مختلف سوالات اُٹھائے جاتے ہیں، جیسے کہ: مذہب آپ کے لئے کیوں ضروری ہے، اور آپ مذہب کی پیروی کیوں کریں، جبکہ مذہب کے نام پر اتنی جنگیں لڑی گئیں ہیں، اتنا خون بہایا گیا ہے جھوٹی باتیں بنائی جاتی ہیں اور دجّال کے یہ چیلے اُنہیں بڑی بے شرمی سے ہر جگہ پھیلاتے ہیں۔ مذہبوں کی تکذیب کی جاتی ہے، الوہیت سے انکار اور اللہ کے وجود پر سوالات اُٹھائے جاتے ہیں۔

Marfat.com

پھر دلوں کو متاثر اور ذہنوں کو قبضے میں لینے کے لئے ٹیکنالوجی کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بس اس طرح لوگوں کے ایمان پر براہ راست حملہ کیا جا رہا ہے۔ وہ پختہ ایمان جو آپ کے دلوں کی زینت ہے، وہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی آنے والی نسلوں تک سلامتی سے نہ پہنچ پائے۔

یہ ساری سازش اس لئے کی جا رہی ہے تا کہ لوگ تمام مذاہب کو جُھٹلا کر رَد کریں، جب کوئی مذہب ہی نہیں رہے گا، تو ایمان نہیں رہے گا، اور جب ایمان نہیں رہے گا تو پھر کیا کوئی سچ اور حق کو سمجھ سکے گا؟ یہی وجہ ہے کہ یہ خفیف تبدیلی ذہنوں میں شک کے بیج بو رہی ہے خاص طور سے معصوم جوان ذہنوں میں یا اُن لوگوں کے دلوں میں جو اسلام سے قریبی نسبت نہیں رکھتے۔

یہ ایام (دن) وقت کے خاتمے کے ایّام ہیں اور دجّالی طوفان دنیا پر حاوی ہونے کے لئے تیار ہے۔ وہ جو چوکنا ہیں، اور مذہب کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں، وہی طوفانِ آخر کی تباہی سے بچ پائیں گے۔ لیکن وہ جو اپنے ایمان سے محروم ہوں گے ، دونوں جہانوں کی ہر چیز سے محروم ہو جائیں گے۔ وہ جو اپنے مرشد کے ہاتھوں کو تھامے رہیں گے اور جن کی ترجیح مرشد کی صحبت ہوگی، اُن میں یہ قوّت اور سمجھ ہوگی کہ کس طرح وہ خود کو طوفانِ آخر کے فِتنے سے بچائیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہم آپ کو آپ کے مُرشدین کی تعلیمات سے مُسلسل

Marfat.com

آگاہ کرتے رہتے ہیں، جو بِلا شُبہ آپ کے رہبر اور کشتیءِ نورِ نبی کے سوار ہیں۔ حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ وہ درویش فقیر تھے جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں، جن کا تعلق وَلیوں کے ایک خانوادے سے تھا۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے وَلی باپ نے آپ کو غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے سُپرد کرتے ہوئے عرض کیا تھا کہ: "یہ آپ کا غلام ہے۔ مقبول فرمائیں اور جب تک یہ جوان نہیں ہوتا میں اپنی آمدنی کا دسواں حصّہ آپ کے نام پر دیتا رہوں گا!" تو اس قول کو نبھایا گیا اور جب یہ دسوندی بیٹا بالغ ہو کر کمانے لگا، تو انہوں نے بھی اپنی آخری سانس تک اس وعدے کی لاج رکھی۔

جب ہم طوفانِ آخر کی سازش کی بات کرتے ہیں، تو یاد رکھیئے کہ اللہ نے بھی اُن سرکش دجّالی فوجوں کے خلاف ایک سازش تیار کر رکھی ہے۔ اللہ کی فوجیں بھی ہر قسم کے طوفان کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اُن کی روحانیت ہی دجّالی مکر و فریب کی برائی کی سرکوبی کے لئے کافی ہے، اور یہ روحانیت بھی نظامیہ نوریہ اور اُن سب عارفی نوریوں کو عطا کیا گیا ایک تحفہ ہے، جو دل و جان سے اپنے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے سے مدغم ہیں۔

حضرت شاہ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں یہ کہتے ہوئے برملا فرمایا تھا کہ: "میں اُن (شاہِ عارف رحمۃ اللہ علیہ) کے چہرے پر ایک جبر دیکھتا تھا، ایک اضطراب تھا۔ کیونکہ میں بھی درویشوں کے پاس جاتا تھا تو میرا گمان یہی تھا کہ یہ کیفیت اضطراب کی تھی، اور یہ گرہ تو مردِ کامل ہی کھولتا ہے۔ آپ لوگوں

Marfat.com

کو تو ہوا بھی نہیں لگی، کیا کسی سے مجاہدہ کروایا گیا؟ بڑے بڑے حلقے جو ہیں، وہاں بیس بیس برس سے بیٹھے ہوئے ہیں، نعرہ، ھُو، ہا، اور رقص تو بڑی چیز ہے۔ وَجد، تو بڑی چیز ہے۔ عزیزانِ من! میں اس لئے نہیں کہتا کہ غرور ہو جاتا ہے، لیکن آپ مَردوں، عورتوں اور بچوں میں ایسے بھی ہیں جن سے کام لیا جا رہا ہے، لیکن اُن کو پتہ نہیں ہوتا۔ آنکھ لگتی ہے، اور اُن کو پہنچا دیا جاتا ہے اُن کے روحانی دفتر میں۔" (بھولی بسری : صفحہ نمبر ۶)

اور حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کا حال یہ تھا کہ وہ خود فرمایا کرتے تھے: "جو تجلّی مجھ پر فرمائی گئی ہے میں اُس کے متعلق کیا کہوں، میں اپنا حال بیان نہیں کر سکتا۔"

آخر اُن کا ہاتھ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں کیوں دیا گیا؟ جب دونوں مُرشدین کے والد، حضرت شاہ عزن قادری، سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ابھی سات (۷) برس کے تھے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا ہاتھ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں دے دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: "آپ لوگ خوش قسمت ہیں۔ سلسلے کا آپ پر خیر ہے، شاہِ عارف کا آپ پہ کرم ہے، فقیر بھی اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ دے دیتا ہے۔ میری والدہ محترمہ کا آپ پر خیر ہے۔ اتنے اولیاء اور خواجگان ہیں کرم کے لئے۔ سب سلسلے مہربان ہیں۔"

تمام عارفی نوریوں کو جاننا چاہیئے کہ اُن کے مُرشدین اپنی زندگیاں

Marfat.com

کس طرح بسر کرتے تھے اور اُس طرز کی زندگی گزارنے کی کوشش کریں، نظم و ضبط کی زندگی، ایک پاکیزہ اور عزّت والی زندگی۔ بہت جلد آپ دیکھیں گے کہ ایسے اقدار سطحِ زمین سے مٹا دیئے جائیں گے۔ اس لئے انہیں سیکھیں اور اپنے بچّوں کو بھی سکھائیں۔

ایک مرتبہ حضرت شاہ محمّد عارف رحمۃ اللّٰہ علیہ کو محکمۂ مال میں سرکاری نوکری ملی، جو رشوت خوری میں مشہور تھا۔ جب کبھی بھی DC صاحب (ڈپٹی کمشنر) وہاں کیمپ لگاتے، تو وہ جگہ بارات کا منظر پیش کرتی، ہر طرف شامیانے اور کیمپ۔ ایک بار کوئی انگریز DC وہاں معائنے کے لئے آئے اور وہ حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللّٰہ علیہ سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ اُس کے قیام کے دوران حضرت عارف رحمۃ اللّٰہ علیہ نے اپنے نمبردار اور ضلع دار کو ہدایت کی کہ وہ اس دوران خریدی گئی تمام چیزوں کی رسیدیں اُن کے حوالے کریں۔ جب اُن لوگوں نے یہ سنا تو وہ کہنے لگے: "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ایسا تو ہر سال ہوتا ہے، یہ تو ہم پر DC کا حق بنتا ہے۔" اس پر حضرت شاہ عارف رحمۃ اللّٰہ علیہ نے فرمایا: "کوئی حق نہیں، میں حرام نہیں کھاتا اور کسی کو حرام کھانے نہیں دونگا۔" یہ قیام ۱۰ دن تک کا تھا، اور قیام مکمل ہونے پر اخراجات کا بِل ۱۱۰ روپے کا بنا جو اُن دنوں ایک بڑی رقم تھی۔ جب آپ DC کو رخصت کرنے لگے تو بِل اُسکے ہاتھوں میں دے دیا۔ اس سے DC کو بڑی حیرت ہوئی، وہ کہنے لگا: "ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔" اس پر حضرت شاہ عارف رحمۃ اللّٰہ علیہ نے فرمایا: "لیکن اَب کی بار یہ ہوا۔"

Marfat.com

DC نے حُجّت بازی شروع کی، لیکن حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ بار بار کہتے رہے کہ: ''نہ تو میں حرام کھاتا ہوں اور نہ کھانے دیتا ہوں۔ یہ پیسے آپ کو دینے پڑیں گے۔'' اس پر DC نے کہا کہ اُس کے پاس اِس وقت اتنے پیسے نہیں ہیں، لیکن اگر اُسے دس (۱۰) دن کی مہلت دیں تو وہ یہ پیسے ادا کر دیں گے۔ ہُوا ایسا کہ دس (۱۰) دن کے بعد بھی رقم کی ادائیگی نہ ہوئی تو حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ، اللہ کے اِس نڈر شیر نے اپنے اسٹاف سے کہا کہ وہ اپنے روزنامچے میں لکھ ڈالیں کہ بِل کی ادائیگی نہیں ہوئی ہے اور دُکاندار رقم کا تقاضا کر رہے ہیں۔ جب یہ رپورٹ اعلیٰ حُکّام تک پہنچی تو ایک کُہرام مچ گیا اور DC پر بِل کی ادائیگی کیلئے دباؤ ڈالا گیا۔

جب اللہ کسی شخص کو اپنا وَلی کہتا ہے، تو سخاوت اُس عاشق کی دوسری فِطرت بن جاتی ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں کہ انسانوں کے لئے حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں فیّاضی کا کیسا دریا بہتا تھا تو اسے سُنیئے: ''ایک مرتبہ کوئی شخص حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''قبلہ، میں حاجت مند ہوں۔'' حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ کی واسکٹ قریب ہی لٹکی ہوئی تھی، اسلئے ولی نے بس یہ کہا کہ: ''یہ واسکٹ ہے، اپنی حاجت پوری کر لے۔'' اُس شخص نے واسکٹ اُتاری اور مرشد کے پاس لایا۔ اس سے خَفا ہو کر آپ نے فرمایا: ''اگر مجھے پیسے خود نکالنے ہوتے تو میں آپ سے کیوں کہتا کہ نِکالیں۔'' اُس پر اُس نے کہا: ''میری ضرورت بہت زیادہ ہے۔'' اللہ کے ولی نے فرمایا: کتنی زیادہ؟'' اُس شخص نے کہا: ''دس ہزار (۱۰،۰۰۰) روپے۔'' ''تو پھر اُس

Marfat.com

میں سے نکال لو۔" اللہ کے ولی کا فراخ دِلانا جواب تھا۔ جب اُس شخص نے واسکٹ میں سے رقم نکالی تو وہ پورے دس ہزار (۱۰،۰۰۰) تھے۔

ایک باحیثیت صاحب تھے جسے حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ بہت چاہتے تھے۔ ایک بار اُس شخص کو پیسوں کی ضرورت پڑی تو وہ حضرت شاہ عارف رح کے پاس گیا اور اُن سے بیس ہزار (۲۰،۰۰۰) روپے مانگے۔ اُس کو مطلوبہ رقم دیدی گئی۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اُس نے ۳ یا ۴ مہینے تک آنا بند کیا۔ اس پر حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے پیغام بھجوایا: "اس بیس ہزار (۲۰،۰۰۰) پر تھوکو، ہم فقیروں سے محبّت نہ توڑو۔ ہم تمہارے اِنتظار میں رہتے ہیں۔ کیا ہم نے تقاضا کیا ہے، یا پوچھا ہے؟" مگر وہ شخص واپس نہیں آیا۔

سچّا دل ایک ذرخیز زمین کی مانند ہوتا ہے جو دُنیا سے کباڑ لیتا ہے، اور اُس کے بدلے مٹھاس اور ہری کھیتیاں دیتا ہے۔ یہ نورانی دل ہر ایک کے لئے یکساں دھڑکتے ہیں۔ وہ امیر اور غریب میں کوئی فرق نہیں کرتا، مراتب اور ناموں میں امتیاز نہیں برتتے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک بار کسی اعلیٰ آفیسر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رات کے کھانے کی دعوت دی۔ حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میں اس دعوت نامے کو صرف اپنے لئے قبول نہیں کرتا۔ جب میری اولاد، یعنی میرے مرید کھائیں گے، تب ہی کھانا میرے پیٹ میں داخل ہوگا۔" آفیسر نے کہا: "ٹھیک ہے حضور۔" اس پر حضرت صاحب نے فرمایا: "اُن میں غریب اور امیر سب

Marfat.com

ہوں گے۔" جب حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ اُس آفیسر کے یہاں پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے سامنے تو پلاؤ اور مُرغی رکھی ہوئی تھی جبکہ دوسری جانب معمولی طعام تھا۔ یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: "یہ پُلاؤ اور مُرغی سب کیلئے کیوں نہیں ہے؟" آفیسر نے جواب دیا: "حضور یہ صرف آپ کے لئے ہے۔" اس پر حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ نے پلیٹ دور ہٹاتے ہوئے فرمایا: "تمہاری ایسی کی تیسی۔ تمہاری دولت اور ثروت کوئی چیز نہیں۔ تم فقیر کو نہیں سمجھتے، تمہارا کیا مطلب ہے، میرے دسترخوان پر غریب اور غذا کھائے اور میں اور غذا کھاؤں۔" یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ اُٹھے۔ آفیسر نے معافی مانگی، مگر آپ "نہیں" کہہ کے چلے آئے۔

دیکھا آپ نے کہ ایک ولی کا دل ہر ایک کے لئے کس قدر محبّت اور تواضع سے لبریز ہے، وہ رہبر ہیں، رکھوالے ہیں اور دوسروں کا بوجھ اُٹھانے والے ہیں۔ ایسے ہوتے ہیں سچّے مرشد۔ وہ ویسے تو دنیا سے بے خبر نظر آتے ہیں، لیکن اُن کی اپنی نگاہیں ہر وقت اپنے مُریدین اور محتاجوں پر لگی رہتی ہیں۔ اُن کا تصرّف نہ فقط اس دُنیا میں ہے بلکہ اُن عالمین میں بھی ہے جو آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ اُن کی رہنمائی اُن سب کیلئے ہے جن کی نسبت اللہ سے ہے۔

حضرت شاہ محمّد افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ایک مرتبہ ایک عجیب حالت حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ پر طاری ہوئی۔ آپ کے چہرے کا رنگ گہرا سُرخ اور آنکھیں بند تھیں۔ آپ قالین پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ کوئی غیر معمولی بات ہو رہی ہے۔ اِسلئے آپ نے ہر ایک کو وہاں سے

Marfat.com

نکل جانے کے لئے کہا اور پھر اپنے بھائی کے سرِ مبارک کو اپنی زانوں پہ رکھا۔ حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ کی سانس رُک چکی تھی اور اُن کے ہاتھ بالکل ٹھنڈے اور نرم تھے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ وہ دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح تھیں، آپ نے فرمایا: "افضل، میرے سامنے مت آنا، لیکن پشت کی طرف سے تم مجھ سے بات کر سکتے ہو۔" حضرت افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: "کیا آپ کچھ پینا پسند کریں گے؟" جواب میں فرمایا: "نہیں، وہاں پر پیاس اور بھوک جیسی کوئی شے نہیں ہے۔" ایک دوسرے موقع پر بھی یہ حال طاری ہوا۔ اس مرتبہ دل کی دھڑکن نہیں تھی، اور سانس بھی نہیں چل رہی تھی، لیکن ایک آواز اندر سے آ رہی تھی۔ کوئی خطاب جاری تھا۔ لیکن یہ آواز جو مرکز سے جُڑی ہوئی تھی، ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے کہیں دُور سے آ رہی ہو، ایک خوبصورت بازگشت کے ساتھ۔ اور یہ بھی لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی معاملہ شدت سے زیرِ بحث ہے۔ پھر جب ۱۰ یا ۱۱ دنوں بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے معمول کی حالت میں لَوٹ آئے، تو حضرت شاہ افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے کہا: "براہِ کرم ہمیں اپنی اُس کیفیت کے بارے میں بتائیے، جس وقت ایسی آواز آ رہی تھی، اگر آپ ہمیں (جاننے کی) اجازت دیتے ہیں۔" اس پر حضرت شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ سوچنے لگے اور پھر فرمایا: "ایک مقام تھا جہاں میں ملائیکہ کو دَرس دے رہا تھا جو تم سُن رہے تھے۔ وہ لاکھوں میل پر تھا، وہاں سے چونکہ مرکز تھا، ایکو (بازگشت) یہاں آ رہا تھا۔"

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ درویشِ کامل تھے جنہوں نے اپنی منازلِ پرواز کے ذریعے طے کیں، اور جب آپ محوِ پرواز تھے، تو بڑے دلکش تھے، آپ کے ہاتھ حرکت کیا کرتے تھے اور ایسے لگتا تھا کہ جیسے آپ فضا کو چیرتے جا رہے ہوں۔

لوگ اپنی زندگی بِتا دیتے ہیں ایسے کامل مرشدوں کی تلاش میں تاکہ اُنہیں اُن کی چند گھڑیوں کی صحبت نصیب ہو، لیکن ایسے مُرشدوں کا ملنا محال ہے۔ لیکن، تمام عارفی نوریوں کو اللہ نے بڑی فیّاضی سے آپ کے مرشدین کی نورانیت سے نوازا ہے، اِن محفلوں کی نورانیت سے نوازا ہے، علم الفتح یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم کی نورانیت سے نوازا ہے۔ فتنے اور فساد کے اِس دَور میں بھلا کوئی اِس کے علاوہ کیا مانگ سکتا ہے؟

آپ سب کو چاہیئے کہ حضرت عارفِ لاثانی، ریحان القُلوب، قطب الاقطاب، حضرت خواجہ محمد عارف، قادری، چشتی، صابری، نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے آج کے عرس والے دن اُن کا شکرانہ ادا کریں، کیونکہ اُن کی تعلیمات جُھلسا دینے والے صحرا میں ایک سایہ دار درخت کی مانند تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محبّت سالکانِ راہِ حق کے پیاسے حلقوں کے لئے یخ پانی (ٹھنڈا پانی) کی مانند ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت سے وہ سنہرے الفاظ برملہ ہوئے ہیں جو اپنی شدّتِ عشق سے طالب کے دل کو چیرتے ہیں۔ آپ نے ایک بار فرمایا: "اہلِ طریقت کا اوّل مقام ایثار ہے، دوسرا مقام محبّت ہے، تیسرا مقام مشاہدہ ہے، چوتھا مقام فنا ہے اور پانچواں مقام بقا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن

Marfat.com

کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی راہ میں ایثار کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔جو ایثار کے مالک ہیں، درحقیقت وہی اہلِ محبّت ہیں، اور اپنی محبت میں صادق ہیں ، اور اللہ کریم کی بارگاہ میں مقبول ومحبوب ہیں۔

اے اُمّتِ محمّدی! اے عارفی لوریو! اپنے مرشدین کے ہاتھوں کو تھامیئے جو آپکو کشتیءِ آخرالزّمان میں کھینچ رہے ہیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ سب جو اس کشتی کے سواری ہوں گے، اُن کو طوفانِ آخر کے فتنے سے بچایا جائے گا۔ اُن کے مبارک ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامیئے اور اُن لوگوں میں شامل ہوجایئے جنہیں اہلِ محبت کہتے ہیں۔

اللہ ہمارے مُرشدین کے درجات کو بلند فرمائے، اور اُن کا سایہ ہم سب پر تا حشر اور اس کے بعد تک بھی قائم رہے۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

۲۶ر اکتوبر ۲۰۱۲ء
۹،ذوالحج ۱۴۳۳ھ

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی سُنّت

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو عالمین کے لئے کرم اور رحمت ہے۔ جس کی تسبیح تمام آسمانوں اور زمین میں ایک دائمی صدا ہے۔

درود و سلام رحمۃ اللعالمین پر۔ مبارک لبوں سے نکلتی ہوئی اُنکی حمد و ثناء کی آواز تمام جہانوں کی آوازوں پر غالب ہے۔

ھُو

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن تمام پاکیزہ دلوں کے لئے جو اس دنیا میں رہتے ہیں اور پاکبازی کو اپنا قیمتی اثاثہ جان کر اپنی ساری چیزوں سے زیادہ قدر کرتے ہیں۔

یہ ایک تاریک رات تھی، چاند چھُپا ہوا تھا، اور تارے بھی بہت دُور تھے۔ ایک چھوٹے سے کمرے میں ایک نہایت حلیم اور نرم مزاج شخص گہری نیند سو رہے تھے۔ اُنکی نیند نہایت پُرسکون تھی اور یہ سکینت اُن کے دل میں بھی موجود تھی۔ رات کے آخری پہر میں اِس مردِ حق نے اپنے بستر پر کروٹیں بدلنی شروع کیں اور کچھ دیر بعد اُن کی آنکھیں کھل گئیں۔ پسینے کی بوندیں اُن کی پیشانی سے ٹپکنے لگیں اور اُن کے دل نے زور زور سے دھڑکنا شروع کیا۔

Marfat.com

وہ اِن احساسات کے عادی تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اُن کا خواب محض خواب نہ تھا۔ یہ ایک پیغام تھا اُن کے محبوب، اُن کے ربّ کی طرف سے جس سے وہ زندگی بھر پیار کرتے رہے تھے۔ اُنہیں خواب صاف طور سے یاد تھا۔ وہ خواب سے زیادہ حقیقت کی طرح تھا۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اُن سے کہہ رہا ہے کہ: "اے ابراہیم، اُٹھو، اور قربانی دو۔"

تو جب دن شروع ہوا، پہلا کام جو اللہ کے دوست نے کیا وہ، اللہ کی راہ میں دو سو (۲۰۰) اُونٹ قربان کئے۔ دوسری رات اُنہوں نے دوبارہ وہی خواب دیکھا۔ اِس خواب میں بھی وہی الفاظ دُہرائے گئے۔ تو اللہ کے نبی نے پھر دو سو (۲۰۰) اونٹوں کی قربانی دی۔ لیکن خواب آنے کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ تین دنوں تک ایک ہی خواب آتا رہا اور ہر بار آپ نے دو سو (۲۰۰) اُونٹوں کی قربانی پیش کی۔ لیکن چوتھی رات آواز نے حقیقی قربانی مانگی۔ فرمایا: "اپنے بیٹے اسماعیل کی اعلیٰ ترین قربانی پیش کریں۔"

انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ یہ ایک کڑی آزمائش تھی اللہ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے کہ وہ اپنے اُس اکلوتے بیٹے کی قربانی پیش کریں جو اُن کے یہاں بڑھاپے میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ علیہ السلام اس سے پہلے بھی ایک مشکل صورتِ حال سے دوچار ہوئے تھے جب آپ کو حکم ہوا تھا کہ آپ اپنے بیٹے اور بیوی حاجرہ کو بنجر صحرا میں چھوڑ آئیں، لیکن آپ نے دیکھ لیا تھا کہ اللہ نے ان کی نگہبانی کی تھی اور اُن کی مشکل آسان

۱۴۳۱۸۵

Marfat.com

کر دی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے، جو ایک عظیم نبی تھے، سرِ تسلیم خم کیا، اور خود کو اس نئے امتحان کے لئے تیار کیا۔ لیکن چونکہ اس عمل میں ایک اور کی زندگی ملوث تھی، اِس لئے آپ نے اُس خواب کا ذکر اپنے بیٹے سے کیا اور کہا : "اے میرے بیٹے ! میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ میں تمہاری قربانی پیش کر رہا ہوں، تو مجھے بتاؤ کہ اس میں تمہاری کیا رائے ہے"۔ (۳۷ : ۱۰۲) اِس سعادت مند بیٹے نے یہ کہہ کر اپنے والد کا دل خوش کر دیا کہ : "ابا جان ! وہی کریں جس کا حکم آپ کو دیا گیا ہے۔ آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے"۔ (۳۷ : ۱۰۲)۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی کے پاس گئے اور فرمایا : "اسمٰعیل کے بال سنوار و مُشک اور عنبر سے۔ اُس کی آنکھوں میں سُرمہ لگاؤ اور اُسے پاکیزہ کپڑے پہناؤ کیونکہ میں اِسے دعوتِ الٰہی میں لے جا رہا ہوں"۔

تو اس طرح بیٹے کو تیار کیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک تیز چُھری آستین میں چھپائی اور اپنے بیٹے کو ساتھ لیا۔

شیطان یہ سب دیکھ رہا تھا۔ پہلے تو وہ ماں کے پاس گیا اور کہا: "آپکا بیٹا اسماعیل آج کہاں ہے ؟" بی بی حاجرہ نے جواب دیا کہ : "وہ اپنے والد کے ہمراہ ایک ضیافت میں گیا ہوا ہے"۔ اس پر شیطان نے کہا : "کتنے افسوس کی بات ہے، وہ دراصل ذبح ہونے جا رہا ہے، اپنے باپ کے ہاتھوں"۔

Marfat.com

بی بی حاجرہ نے کہا: "معاذ اللہ، کیا تم نے کبھی یہ سُنا ہے کہ کسی باپ نے خود اپنے ہی بیٹے کو مار ڈالا ہو؟" ابلیس نے کہا: "اللہ نے اُنہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔" اس پر بی بی حاجرہ نے کہا: "واقعی خدا کا فرمان ہے تو میں بھی راضی ہوں!" اِس طرح ابلیس کو اُس باہمت خاتون کے اِن الفاظ سے شکست ہوئی۔

اس کے بعد ابلیس حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس آیا یہ سوچ کر کہ یہ ابھی چھوٹا بچہ ہے جسے آسانی سے گمراہ کیا جاسکتا ہے۔ اُس نے کہا: "آپ کہاں جارہے ہیں؟" حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا: "میں اپنے والد کے ساتھ ایک ضیافت میں جارہا ہوں۔" یہ سُن کر شیطان نے کہا: "لیکن آپ کے والد تو آپ کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے جارہے ہیں۔" حضرت اسماعیلؑ نے فوراً ہی جواب دیا کہ: "پھر تو ہزار جانیں بھی میری خدا کی راہ میں فِدا ہیں اور میں بخوشی اس کی راہ میں قربان ہونا چاہتا ہوں۔"

پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے والد کے قریب آکے کہنے لگے کہ: "مہربانی کر کے جلدی کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ تاخیر کی وجہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈال دے یا سیدھی راہ سے ہمیں بھٹکادے۔" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: "اُس لعین پر پتھر مارو۔" پھر باپ بیٹے دونوں نے شیطان مردود پر پتھر پھینکے۔ یہ وہ سُنّتِ ابراہیمی؛ اور سنّتِ اسماعیلی ہے جس کی پیروی کرتے ہوئے ہر سال حاجی حج کے ایام میں جمارات کرتے ہوئے شیطان پر پتھر پھینکتے ہیں۔

Marfat.com

اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام منیٰ پہنچے۔ باپ بیٹا پھر اُس ویرانے کے ایک گوشے میں گئے۔ اُس تنہا گوشے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کے ہاتھ پاؤں باندھے، چھری تیز کی، اور اپنے بیٹے کو پیشانی کے بَل لِٹا کر گردن پر چھری پھیرنے کے لئے تیار ہوئے۔ اس سے پہلے بیٹے نے تین چیزوں کا تقاضہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا: "اے ابّا جان، میری تین درخواستوں کو یاد وصیّت کو منظور فرمائیں۔

۱۔ پہلی درخواست یہ کہ میرے ہاتھ پاؤں باندھ لیں، رسّی سے خوب اچھی طرح سختی سے باندھ لیں، تاکہ چھری کے زخم لگتے وقت میں حرکت نہ کروں جس سے آپ کے کپڑوں پر خون کی چھینٹیں پڑیں اور مجھے یومِ حساب پر اس کا جواب دینا پڑے۔

۲۔ دوسری بات یہ کہ میرا چہرہ زمین کی طرف کیجئے، تاکہ آپ میرا مُنہ نہ دیکھ سکیں اور میں آپ کا چہرہ نہ دیکھ سکوں تاکہ آپس میں محبّت جوش نہ کرے اور آپ کے درمیان قصور کا سبب بن جائے۔

۳۔ اور تیسری درخواست یہ کہ میری خون آلودہ قمیض میری ماں کے پاس لے جایئے تاکہ وہ نشانی کے طور پر اُن کے پاس رہے۔"

والد نے یہ تینوں درخواستیں منظور کیں تھیں۔ پھر اُنہوں نے بڑی آہستگی سے چھری کو اپنے پیارے بیٹے کی گردن کی طرف بڑھانا شروع کیا۔ والد نے اپنی آنکھوں پر بھی ایک پٹی باندھی تاکہ بیٹے کی محبّت کسی بھی طرح اُن پر غالب نہ آجائے۔ باپ نے چھری کو ذرا زیادہ دبایا لیکن ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے چھری اتنی کُند تھی کہ وہ اپنا

Marfat.com

کام سرانجام نہیں دے رہی تھی اور کچھ بھی نہیں کٹ رہا تھا۔ حضرت اسماعیلؑ کو اُس جگہ سے ہٹا دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہاں جنّت سے ایک بھیڑ لا کر رکھ دیا گیا، جب باپ نے اپنی آنکھوں سے پٹّی اُتاری تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں تو ایک بھیڑ کو قربان کیا جا رہا تھا۔

پھر ربّ العالمین کی جانب سے ایک صدا گونجی کہ: "اے ابراہیم! بے شک تم نے اپنا خواب سچ کر کے دکھایا۔" (۱۰۵-۱۰۴ : ۳۷) : اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○ جس کا مطلب ہے کہ: اس امتحان کا مقصد پُورا ہُوا، یعنی آپ علیہ السلام کی تسلیم، آپ علیہ السلام کی آزمائش اللہ کی راہ میں، اور یہ دیکھنا کہ آپ اللہ کے حکم کی پذیرائی کس طرح کریں گے، جیسے کہ اس امتحان میں جس میں اپنے اکلوتے بیٹے کو اللہ کے لئے قربان کرنے کو کہا گیا تھا۔ بے شک یہ ایک عظیم الشان آزمائش تھی۔ (۱۰۶ : ۳۷)" اور ہم نے ایک بڑا ذبیحا اُس کے فدیہ میں دے کر اُسے بچا لیا۔" (۱۰۷ : ۳۷)۔

اللہ نے اُمتِ محمدی پر بڑا کرم کیا کہ اُسے سنّتِ ابراہیم کی قربانی سے نوازا، جو نہ صرف حج پر دی جاتی ہے، بلکہ ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ اس سے آپ انبیاء کے لئے احترام کا اظہار کرتے ہیں، اور اس واقعے کو عید الضحیٰ کے نام سے مناتے ہیں۔ اس میں ایک سبق بھی ہے، یعنی اس قربانی سے جو سبق سکھایا گیا ہے، اُس کی اگر مناسب طریقے سے پیروی کی جائے تو اس سے آپ کو دنیا کے مصائب کا مقابلہ کرنے کے لئے قوّت

Marfat.com

ملتی ہے۔ یہ تسلیم ورضا کا سبق ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کسی شخص کے مراتب جتنے بڑے ہوں گے اُس کے مصائب اتنے ہی زیادہ ہوں گے۔

نبی ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے؛ انہوں نے خود کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا۔ آپ کی ہر ایک آزمائش سے یہ ظاہر ہوا تھا کہ آپکے ایمان اور یقین اتنے مضبوط تھے کہ آپ نے اللہ کے تمام احکامات کو فوراً ہی تسلیم کیا تھا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اس دنیا میں ہر ایک آدمی کے کندھے پر مصیبتوں کا ایک بوجھ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ آزمائش مالی ہو، صحت کی ہو، خاندانی ہو، یا اُس کی اپنی ذات سے متعلق کوئی امتحان ہو۔ یہ تو صرف آپ کا اپنے خالق پر یقین ہے جو مشکلات سے لڑنے کے لئے آپ کو قوت عطا کرتا ہے۔

طریقت والوں کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کہانی میں کئی معنی پوشیدہ ہیں: جب کوئی شخص خود کو دل وجان سے پیش کرتا ہے تو اسکے پاس کوئی دلیل یا سوالات نہیں ہوتے اللہ کے کسی احکام کے خلاف۔ یہ تسلیم زبردست ہمت واستقلال کا ذریعہ ہے اس لئے کہ جب آپ اپنے اللہ کے لئے میدان میں آتے ہیں تو درحقیقت آپ اللہ کی طاقت سے سینہ سپر ہوتے ہیں۔ اور جب کسی کے پاس یہ طاقت ہوتی ہے تو وہ کس طرح لوگوں یا واقعات سے گھبرائے گا۔

قربانی دینے کے معنی ہیں کہ آپ ایک ایسی چیز دے رہے ہیں جو آپ کے لئے پیاری اور قیمتی ہے۔ کسی کے لئے اُس کے بیٹے سے بڑھ کر کیا

Marfat.com

شے سے زیادہ قیمتی ہوسکتی ہے۔ اللہ کے خلیل نے اس پر دوبارہ سوچا تک نہیں اور نہ ہی اس قربانی کے بارے میں کوئی سوال کیا اور، وہ اور اُن کے بیٹے، دونوں حکم کی تعمیل کے لئے آگے بڑھے۔

یہ ہیں اللہ کے طریقے۔ جب آپ اپنی سب سے زیادہ قیمتی چیز صرف اسلئے خوشی سے دیتے ہیں کہ یہ آپکے اللہ نے مانگی ہے، تو پھر مصائب کے بوجھ کو اتنی ہی جلدی سے کیوں نہیں اُٹھایا جائے جس طرح کہ آپؑ کے بیٹے کو ہٹا کر بھیڑ رکھ دیا گیا تھا۔ تو اس طرح مصائب کے بوجھ کو اگلی دنیا کے انعامات سے بدل دیا جائے گا۔ آپ کا رب اس دنیا میں بھی آپ کے مصائب کا خیال رکھتا ہے۔

ذوالحج ۱۴۳۳ ہجری سال کا آخری مہینہ ہے، ایک اور ہنگامہ خیز سال کا آخری مہینہ۔ ہمیں چاہیئے کہ آخری ماہ کو توبہ کے مہینے کے طور پر لیں۔ یعنی گزشتہ ۱۱ ماہ کے دوران کئے گئے گناہوں کے لئے معافی طلب کریں۔

۱۰ ذوالحج کو آپ کی قربانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنا پیسہ بلا ہچکچاہٹ کے دے دیتے ہیں، یا اپنے بہترین جانور کو قربان کرنے میں کوئی تکلف نہیں برتتے صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے۔ اللہ تعالیٰ صرف آپ کے دل کی نیت کو دیکھتا ہے، وہ تو آپ کے عمل تقویٰ کو دیکھتا ہے، اور وہ یہ دیکھتا ہے کہ آپ اپنے اللہ کی خاطر کس قدر دُنیا قربان کرسکتے ہیں۔ آپ اِسکے احکامات پر کس حد تک عمل کرتے ہیں، اپنے نفس کے احکامات کے مقابلے میں۔ اور اور اُس کی عبادت اور رضا کی خاطر آپ اپنا آرام کس حد تک چھوڑ سکتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ کا ہر عاشق یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ صرف آپ کے الفاظ کو نہیں دیکھتا ہے۔ آپ کو اپنی تابعداری کے الفاظ کو اپنی زندگی کی آزمائشوں اور سختیوں سے ثابت کرنا ہوگا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی ایک بڑے سمندر میں ایک چھوٹی سی کشتی میں سفر کر رہا ہو۔

بڑے سمندر کو اپنی دنیاوی حیات سمجھیں جب ہوا آپ کے موافق ہو تو کشتی کی سواری مزیدار اور مسحور کُن ہوتی ہے، لیکن جیسے ہی مخالف ہوا چلنی شروع ہوتی ہے تو کشتی کی سواری بہت ہی پُر خطر ہو جاتی ہے۔ سفر دشوار اور خطرناک ہو جاتا ہے۔ اب وہ وقت ہے کہ لوگ مشکلات سے گھبرا جاتے ہیں اور اُن کے ایمان میں کمی آنی شروع ہو جاتی ہے۔ وہ شکایت کرنا اور رونا دھونا شروع کرتے ہیں، اور مایوسی کے بادل اُن کے دلوں پر چھا جاتے ہیں۔

جب پانی ناہموار اور پُر خطر ہو لیکن اگر اللہ پر آپ کا توکل بہت مضبوط ہو، پھر حالات چاہے کیسے ہی ہوں، آپ کا ایمان اور اللہ پر بھروسہ کبھی متزلزل نہ ہوگا۔ ایسے ہوتے ہیں وہ لوگ جو اللہ کے دیئے ہوئے اسباق سے سیکھتے ہیں۔ وہ ہر وقت سفید کپڑے کے دو (۲) اَن سِلے ٹکڑے اپنے سامنے رکھتے ہیں تاکہ اُنہیں یاد رہے کہ اُنہیں ایک دن ایسے ہی دو کپڑوں میں کفنا کے زمین میں دفنایا جائے گا۔ ایسے لوگ یہ بات نہیں بھولتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی شیطان نے بھٹکانے کی کوشش کی تھی، لیکن اُسے اللہ کے ان دو عاشقوں نے فوراً پتھر مار کر

Marfat.com

اپنے راستے سے ہٹادیا تھا۔

جمارات کے پتّھر ہر وقت اپنے پاس تیار رکھیئے۔ یہ در حقیقت حصار کی آیتیں ہیں جو اس ملعون کو فوری طور سے بھگانے میں مددگار ہوتی ہیں۔ وہ جو اس آفت سے اپنی توجّہ ہٹا دیتے ہیں، بدقسمتی سے وُہی لوگ آسانی سے اُس کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔

لیکن اللہ کے عاشقین ہر وقت چوکنا اور تیار رہتے ہیں شیطان کے تمام وَاروں کو پسپا کرنے کے لئے۔ وہ اس نامُراد کو کبھی اپنے قریب آنے نہیں دیتے۔ اللہ کے عاشقوں کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بہترین پیغام بھی یاد ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر دیا تھا، اور وہ جانتے ہیں کہ پوری اُمّت ایک وحدت الوجود ہے۔ اگر اُس کے کسی ایک حصّے کو تکلیف ہے تو پورا جسم اُس دَرد کو محسوس کرتا ہے۔ اُنہیں یاد ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کس طرح فرمایا تھا: ”اے لوگو! میری بات کو اچھّی طرح سمجھنے کی کوشش کرو۔ بے شک میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اِنکو مضبوطی سے پکڑے رہو گے، تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت۔ اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور اُسے سمجھو۔ تمہیں یہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے مال سے اس کی رضامندی کے بغیر کوئی چیز لے۔ پس تم اپنے

Marfat.com

آپ پر ظلم نہ کرنا۔ کسی بھی عمل کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرنا۔ مسلمانوں کی جماعت کیساتھ شامل رہنا۔ جس کی نیّت طلبِ دُنیا ہو، اللہ اُس کے فقر و افلاس کو اُس کی آنکھوں کے سامنے عیاں کر دیتا ہے اور اُس کے پیشے کی آمدنی منتشر ہو جاتی ہے۔ اور نہیں حاصل ہوتا اُس کو اُس سے مگر اتنا جو اُسکی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔ اور جس کی نیّت آخرت میں کامیابی کرنا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اُس کا پیشہ اُس کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور دُنیا اُس کے پاس آتی ہے اس حال میں، وہ اپنی ناک گھسیٹ کر آتی ہے۔"

اے اُمّتِ محمدی! ایک اور ذوالحج اِس دنیا سے رخصت ہو رہا ہے، لیکن یہ ذوالحج جاتے جاتے طوفان زدہ پانی میں مزید طوفان اُٹھتے دیکھ رہا ہے۔ آدم خور شارکیں بڑی خاموشی سے لکڑی کی بنی اُس کشتی کے چاروں طرف منڈلا رہی ہیں۔ کیوں آپ سب اپنے نفس کی اُس پرانی اور شکستہ کشتی کو نہیں چھوڑتے اور نورِ نبی والی کشتی میں سوار نہیں ہوتے، اس لئے کہ کشتیٔ نوح علیہ السّلام کی طرح صرف یہی ایک مقام ہے جو زمانۂ آخر کے طوفانِ آخر کے تھپیڑوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

ایک نیا سال بس شروع ہونے والا ہے جس میں نئے عزم کی ضرورت ہے، وہ عزم جو دل و جان اور تسلیم و رضا کے لئے چاہیئے۔

وقت بڑا کڑا ہے لیکن اللہ کی طاقت تمام طوفانی پانیوں پر غالب

Marfat.com

آسکتی ہے۔ اور زندگی کے تمام بھاری بھرکم بوجھوں کو دور پھینک سکتی ہے۔

بس اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے اپنی محبت کی نسبت کو مضبوطی سے قائم رکھیئے، اور بہت جلد ہی آپ کو اُفق پر ایک نیا دن طلوع ہوتے دِکھائی دے گا۔

حج مبارک اور عیدالضحیٰ کی مبارک باد آپ سب کے لئے اور باقی پوری اُمتِ محمدی کے لئے۔!

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

(۲۵۰) ۲ر نومبر ۲۰۱۲ء
۱۶ ذوالحج ۱۴۳۳ھ

حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس نے وقت کو پیدا کیا اور جو تمام زمانوں کا مالک ہے، وہ جو خاتمۂ وقت کی گھڑی کو توڑے گا اور جو اُس وقت کا بھی مالک ہے جب وقت کا کوئی وجود نہیں رہے گا، یعنی روزِ جزا کا۔

درود و سلام اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، رءُوف الرّحیم نبی پر، جو اپنی پوری اُمّت کے محبوب ہیں، جو یومِ جزا کے شافعی ہیں۔

ھُو

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اللہ کے عاشقین کے لئے، اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقین کے لئے اور اُن کے اہلِ بیت سے محبّت کرنے والوں کے لئے۔

کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ اللہ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی پُشت کے ایک اہل بیت کو اتنی دُور کیوں بھیجا ہے، یعنی سرزمینِ سندھ کی طرف جو عربوں کے لئے معمول کی جگہ نہیں تھی؟ وہ اہلِ بیت حضرت سید عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہیں عبداللہ الاشتر بھی کہتے ہیں، جو سیّد محمد نفس زکیاء رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے جو سیّد عبداللہ عمہاز رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے تھے جو

Marfat.com

حضرت سید حسن مُثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے تھے۔ سید حسن مُثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند تھے جن کی شادی سیدہ فاطمہ صُغریٰ بنتِ سیدنا امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تھی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت سید عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ حسنی اور حُسینی سید ہیں۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے قدمِ مبارک برصغیر، یعنی آپ کے ملک سندھ، تک پہنچنے کے اسباب کیا ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ:
اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اِس حصّے کو اس لئے چُنا کہ یہ علاقہ فتنۂ دجّال کے وقت نہایت اہمیت کا حامل ہوگا۔ قوّتِ محمّدی، یعنی اللہ کی وہ فوج جسے اس فتنے کا مقابلہ کرنے اور اُسے شکست دینے کے لئے چُنا گیا ہے وہ دُنیا کے اِسی حِصّے سے اُٹھے گی۔ یہی وجہ ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے قدمِ مبارک نے اِس سرزمین کو چُھوا۔ یہ تو صرف اللہ اور اُس کے نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ کچھ ہی صدیوں کے دوران اُمّت کو مذہب کے نام پر بڑی سختیوں کا سامنا کرنا پڑے گا، اور دین کے جملہ مَردانِ حق کو اِسی طرح کے ظلم و جبر کا سامنا ہوگا جیسے کہ اہلِ بیت کو ہوا تھا۔ خاص طور سے خلیفہ منصور کے دَور میں۔

آیئے، ماضی میں جا کر حضرت سید عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے پر نظر ڈالیں کہ اِس ابنِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کیسی تھی، اور پھر اُس کا موازنہ آج کے حالات کے ساتھ کریں۔

بنی اُمیّہ کے آخری دنوں میں خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک کمیٹی

Marfat.com

بنائی گئی تھی۔ جب اِس کمیٹی کا اجلاس ہُوا تو منصور بھی وہاں موجود تھا، جس نے حضرت محمد بن عبداللہ بن حسن مُثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت کی جو سیّد عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے والد تھے۔ کمیٹی کے تمام اراکین نے اِس چناؤ پر اتفاق کیا اور حضرت محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی، جنہیں مہدی یا نفس زکیا بھی کہا جاتا تھا۔ یہ واقعہ عبّاسی خلیفہ عبداللہ سفّاح کے دَور میں ہوا جو عام طور سے علویوں کی حمایت کرتا تھا۔

لیکن جب منصور خلیفہ بنا تو اُس نے سفّاح کی تقلید نہیں کی، سال ۱۳۶ھ میں جب منصور حج پہ گیا ہوا تھا تو اُس نے سفّاح کی موت کی خبر سُنی۔ اُس نے سب سے پہلے مہدی یا نفس زکیا، یعنی حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کے والد کے بارے میں دریافت کیا جو (اُن دنوں) روپوش تھے اپنے بھائی ابراہیم کے ساتھ کیونکہ اُنہیں منصور کے ارادوں کا علم ہو چکا تھا، جو علویوں کا سخت دشمن بن چکا تھا۔ منصور اہلِ بیت کی طاقت سے آگاہ تھا، یعنی وہ جانتا تھا کہ وہ کس طرح لوگوں کے دِلوں پر حکمرانی کرتے ہیں اور دین کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔

حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹے تھے: سیّد ابُو محمد عبداللہ الاشترؒ یعنی حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم۔ جب منصور نے یہ حکم جاری کیا کہ حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں بیٹوں کو بھی اُس کے سامنے حاضر کیا جائے، تو باپ نے اُن کو خاموشی سے چھپا لیا اور منصور کے جاسوس اُن کو نہ

Marfat.com

پاسکے۔ رباء بن عثمان کو مدینے کا گورنر بنا کر بھیجا گیا۔ اُس نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر معروف علویوں کو گرفتار کر لیا۔ یہ قیدی (حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا) عبداللہ بن حسن مُثنیٰ، اُن کے دادا کے دو بھائی اور آٹھ (۸) چاچا تھے۔ جب علویوں کی گرفتاری کی خبر منصور تک پہنچی تو اُس نے محمّد کو بھی گرفتار کرنے کا حکم جاری کیا، جو حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے تھے، کیونکہ اُن کی ماں اور حضرت حسن مُثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ایک تھیں (حضرت فاطمہ بنتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے پوتے تھے۔ منصور کے احکام پر فوری عمل ہوا۔

سال ۱۴۴ھ میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام اہل بیت کو گرفتار کر کے مدینہ میں قید کیا گیا۔ منصور نے حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے والد اور اُن کے چاچا کو ڈھونڈنے کی سر توڑ کوشش کی لیکن اِن دو بھائیوں نے خود کو چھپائے رکھا اور چھپنے کی جگہیں تبدیل کرتے رہے۔ منصور نے پھر تمام علوی قیدیوں کو عراق بھیجنے کا حکم دیا۔ اس پر حضرت مہدی نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ (یعنی، حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے والد) نے اپنے بھائی ابراہیم کو عراق اور خراسان بھیج دیا کہ وہ لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کریں عباسیوں کیخلاف۔ وہ خود حجاز میں ہی رُکے رہے۔

منصور نے حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ کے حامیوں کے نام کئی جعلی خطوط ارسال کیئے جن میں وہ خود کو حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ ظاہر کرتا تاکہ دونوں بھائیوں

Marfat.com

کا سُراغ مل سکے، لیکن وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا۔ جب منصور کو خراسان میں بغاوت کرنے کی سازش کا علم ہوا، وہ غصّے میں اس قدر بھپر گیا کہ اُس نے محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو، جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے تھے اور جنکی دادی بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، طلب کر کے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ پھر اُس نے اُن کا سرِ مُبارک عبرت کے طور سے خراسان بھیجا۔

اُس کے بعد اُس نے حضرت حَسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خانوادے کے ایک ایک فرد کو نہایت ظلم اور بے دردی سے قتل کروایا حالانکہ علوی، عبّاسیوں کے حمایتی تھے۔ لیکن ہَوسِ اقتدار، منصور جیسے لوگوں کے تمام احساسات کو مغلوب کر دیتی ہے۔

جب منصور کے ظلم کا حال حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا تو وہ اپنے ۱۵۰ باغیوں کے ہمراہ مدینہ پہنچے اور وہاں کچھ ایسے قیدیوں کو چھڑا لیا جو اُن کے ہمراہی تھے جس کے باعث اُنہیں قید کر لیا گیا تھا۔ اُس کے بعد انہوں نے مدینہ کے گورنر کو گرفتار کیا اور پھر مسجدِ نبوی گئے اور وہاں مدینہ والوں سے خطاب کیا جس میں انہوں نے منصور کے ظلم کو بے نقاب کیا۔ شروع میں مدینہ کے لوگوں نے آپ کی حمایت کی۔ اسی دوران حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کچھ لوگوں کو مکّہ کے گورنر کو ہٹانے اور شہر پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا۔

منصور نے اِس سرکشی کو بھی دبانے کی کوشش کی اور عیسٰی بن موسیٰ

Marfat.com

کو مدینہ پر لشکر کشی کے لئے بھیجا۔ حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ کو جب عیسٰی بن موسیٰ کی مدینہ میں آمد کی خبر پہنچی تو انہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کا فیصلہ کیا، انہوں نے خندق کھدوائی بالکل اُسی طرح جیسے غزوہِ احزاب کے وقت کھودی گئی تھی۔ یہ خندق پورے شہر کے گرد کھودی گئی، مگر حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ سے ایک غلطی ہوئی، یعنی انہوں نے مدینہ کے لوگوں کو ضرورت پڑنے پر شہر سے باہر جانے کی اجازت دے دی۔ اس کی وجہ سے مدینہ والوں کی اکثریت اپنے بال بچوں کے ساتھ شہر چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے گئے اور شہر میں صرف چند لوگ رہ گئے۔ اس طرح حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مختصر سی فوج رہ گئی جس نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا مگر شکست کھا گئی اور حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ کو اس لڑائی میں شہادت نصیب ہوئی۔

جس وقت حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ منصور کے خلاف برسرِ پیکار تھے تو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بھائی ابراہیم کے پاس بصرہ بھیج دیا۔ وہاں اپنے چاچا کی ہدایت پر حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ نے ایک تیز رفتار اونٹ پر سوار، سندھ جانے کا فیصلہ کیا، جہاں کا حاکم عمر بن حفص تھا۔ جب گورنر کی ملاقات حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو اُس نے آپ کے ہاتھ پہ بیعت کی، اپنے عبّاسی لباس کو پھاڑ ڈالا، اور حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ کا نام اپنے جمعہ والے خُطبات میں شامل کر لیا۔

جن دنوں میں حضرت نفس زکیا رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کی خبر اُن تک پہنچی،

Marfat.com

اُنہیں یہ محسوس ہوا کہ اب سندھ میں حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام اُن کی زندگی کے لئے خطرناک ہے۔ اُس زمانے میں سندھ پر چھوٹے چھوٹے راجاؤں کی حکمرانی تھی، جو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ عمر بن حفص نے حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کو مشورہ دیا کہ وہ اُن میں سے ایک ایسے راجا کے پاس جائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار تھے۔ تو اس طرح حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ اُس راجہ کی ریاست جا پہنچے جہاں اُس راجہ کی بیٹی سے آپ کی شادی بھی ہوئی اور آپ وہاں ۱۵۱ھ ہجری تک رہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وہاں قیام کے دوران تقریباً چار سو (۴۰۰) عرب آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ جب منصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو سب سے پہلے اُس نے سندھ کے گورنر کو تبدیل کر کے اُسکی جگہ ہشام بن امیر طغلیبی کو گورنر مقرر کیا۔ ہشام نے سر توڑ کوشش کی کہ حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ آئیں، لیکن سندھی حاکم نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ دونوں فریق جنگ کے لئے آمادہ تھے۔ ہشام بن امبر کے بھائی نے ریاست کے اُس حصے پر حملہ کیا جہاں حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ قیام پذیر تھے۔

ایک دن حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دس (۱۰) سواروں کے ساتھ دریائے سندھ کے کنارے سیر کو نکلے جہاں اُن کا سامنا اُن سپاہیوں سے ہوا جو اُنہیں گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ اِس لڑائی میں

Marfat.com

حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا، لیکن اس لڑائی کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور اپنے گھوڑے سے گر پڑے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ٥

منصور کو اس واقعے کی اطلاع دی گئی اور یوں سندھ پھر اُس کے قبضے میں چلا گیا۔ اُس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیوی بچوں کو مدینہ بھیج دیا۔

آج، حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ آپ سب کے درمیان موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ جگہ آرام کیلئے اس لئے دی گئی ہے کہ یہ جگہ آپ کے نانا کی تھی، یعنی زمانۂ آخر کے پیغمبر کی۔ تو اس طرح حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے قدمِ مبارک صحرائے سندھ پر دراصل اس بات پر مُہر ثبت کر رہے تھے کہ یہ علاقہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے، بالخصوص زمین کے آخری ایام میں۔

آنے والے سالوں میں ہندوستان صُوفی بزرگوں کا مُسکن بنتا گیا۔ اس سرزمین نے کئی بزرگوں کے قدموں کو چُوما۔ اگرچہ اُن میں سے کئی یہاں جسمانی طور پر موجود نہ تھے تاہم اُن کی رُوحانی موجودگی نے ہندوستان کو شرف بخشا، خاص طور سے اُس علاقے کو جس کے پاک نام سے آپ کا ملک وجود میں آیا۔ اِسی وجہ سے بھی برِصغیر کے مسلمانوں نے لاکھوں بے گناہوں کے خون کا نذرانہ پیش کر کے یہاں اپنا وطن حاصل کیا۔ یہ وطن اللہ کے عاشقین کے لئے ضروری تھا تاکہ وہ اپنے مذہبی اقدار اور اعتقادات کے ساتھ زندگی

Marfat.com

بسر کر سکیں۔

جس طرح آپ نے حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال سے جانا کہ شر اُس وقت تک خاموش نہیں رہ سکتا جب تک کہ خیر کی تمام روشنیوں کو بُجھا نہ دے۔ لیکن یہ تو محض خام خیال ہے کیونکہ اگرچہ خیر جسمانی طور سے موجود نہیں، لیکن خیر یا وہ نُور جو شہدائے کے جسموں سے پھُوٹ رہا ہے وہ اتنا ہی روشن اور بابرکت ہے جتنا کہ آسمانوں سے برستا نُور۔

حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت سے برِصغیر میں اولیاء اللہ کی آمد کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوا، جنہوں نے اپنے نُور کی روشنی آپ کی سرزمین پر موجود حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے نُور سے حاصل کی۔

تقسیمِ ہند کے بعد اسلام کے دشمن یہ سمجھتے تھے کہ اِس چھوٹے سے علاقے پر آسانی سے قبضہ کیا جاسکے گا، کیونکہ اس نئے ملک پاکستان کے لوگ نہتے (خالی ہاتھ) اور غریب تھے، اور اُن میں اکثر لوگ ایک بہت بڑے صدمے سے گزرے تھے۔ لیکن آزادی کے ۶۵ برسوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس سرزمین کو کوئی غیبی ہاتھ تحفظ فراہم کر رہا ہے۔ آج جو اتنا چھوٹا دکھائی دے رہا ہے، وہ کل اتنا چھوٹا نہیں رہے گا اور آج جو اتنا کمزور نظر آرہا ہے، وہ کل اتنا کمزور نہیں رہے گا۔ ہزاروں دجّالیوں کی فوج پر جوابی حملے کے لئے عاشقانِ الٰہی کے صرف ۳۱۳ کے لشکر کی ضرورت پڑے گی۔

وقت کم رہ گیا ہے، یہ تیزی سے گزر رہا ہے۔ وقت کو، اور دشمن

Marfat.com

چاہے کتنی ہی کوشش کرے، اس چھوٹی سی سرزمین نے ہمیشہ کُفّار اور مشرکین کی بدنیتیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ پاکستان کے لوگوں کو جسمانی طور پر سے مغلوب نہیں کر سکتے تو دشمن نے اپنی حکمتِ عملی تبدیل کر دی۔ انہوں نے خاموشی سے آپ کے مذہبی قدروں کو بدلنا شروع کیا۔ انہوں نے نوجوان ذہنوں کو ہدف بنایا اور اُن کو دنیاوی لذّتوں کی طرف مائل کیا اور اُن کی دنیاوی سخت کاوشوں کے انعام میں اُنہیں عیش و آرام کی ترغیب دی اور اِن معصوم ذہنوں میں یہ بات بِٹھادی کہ کامیابی کا راز بیرونی ملکوں میں جا کر اپنی زندگیاں بنانے میں مضمر ہے۔ اِس طرح اچھے ذہن والوں نے ملک سے باہر جانا شروع کیا اور نہ صرف وہ اپنے وطن سے دُور ہو گئے بلکہ وہ اپنے مذہب سے بھی پَرے ہو گئے۔ آپ کے ملک کی عمارت نے بے شک ہلنا شروع کیا، لیکن کوئی بھی عمارت جس کی بنیاد مضبوط ہو، یعنی وہ بنیاد جس کو ہزاروں معصوم جانوں کے لہو سے سینچا گیا ہو، وہ بنیاد جسے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہہ کر کھودا گیا ہو، وہ کمزور نہیں ہوتا۔ ایسی عمارت کو کون گرا سکتا ہے؟ حق پرست لوگوں پر ہمیشہ ظلم ڈھایا گیا ہے جس طرح کے آپ نے حضرت عبداللہ شاہ غازی رح کے معاملے میں دیکھا، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ کی افواج نے ہمیشہ ایسی ظالمانہ کاروائیوں پر جوابی حملے کیئے ہیں۔

آج دشمن ایک دفعہ پھر اپنے مکر و فریب اور اپنی ٹیکنالوجی کے ہتھیاروں سے حملہ آور ہے۔ لیکن اِن دشمنوں کو یہ علم نہیں کہ اللہ نے خُوب منصوبہ بندی

Marfat.com

کی ہوئی ہے، اور بے شک یہ منصوبے دنیا کے وجود میں آنے سے بہت پہلے بنائے گئے ہیں۔ آپ کا ملک اللہ کی فوجوں کو اُبھرتا دیکھے گا۔ یہ شمال سے اُبھریں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاہ پرچم اُٹھائے ہوئے۔ وہ جو انکا ساتھ دینگے انہیں بچالیا جائے گا اور وہ جو اُن سے منہ موڑینگے اُنہیں طوفانِ آخر بہالے جائیگا۔ یہ فوج تمام سچے دلوں کو اپنے دامن میں سمیٹے گی اور اس فوج کی قوت اسکے رہبروں کی رُوحانیت میں ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہوں گے اور وہ اُن کے زیرِ کمان ہوں گے، تو اُن کو کون روک سکتا ہے؟ زمانۂ آخر کے گلے کا ہار ۵ سال پہلے، ۲۰۰۰ء میں، ٹوٹ چکا ہے۔ اِس ہار کے دانے زمانۂ آخر کے واقعات ہیں جو، ایک ایک کر کے، گرنا شروع ہو چکے ہیں۔ شروع میں، قدرے سست رفتاری سے، لیکن ۲۰۱۵ء کے بعد اِن کے گرنے کی رفتار تیز تر ہو جائیگی۔

سلسلۂ نظامیہ، نوریہ، اور تمام سلسلے کشتیٔ نورِ نبی ہیں، زمانۂ آخر کی کشتی، جس پر عَلَم والفتح یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم لہرا رہا ہے، اور ۲ نومبر ۲۰۰۰ء وہ تاریخ ہے جس دن اس جہاز نے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا، اور رفتہ رفتہ یہ مکّہ اور مدینہ جا کر رک جائے گا۔ یہ وہ وقت ہو گا جب عَلَم والفتح بیت المقدس پر لہرایا جائے گا، یہ وقت کب آئے گا، اس کا علم صرف اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔

جو واقعات ہونے ہیں، وہ ہو کے رہیں گے۔ یہ طلوعِ سحر جیسا ہے یا رات ڈھلنے جیسا۔ کوئی بھی دن کے ظہور اور رات کے ڈھلنے کو روک نہیں

Marfat.com

سکتا۔ اِسی طرح سازش، جھوٹ، فریب، نفرت اور مفاد پرستی کی رات بہت جلد ختم ہونے کو ہے۔ لیکن یہ ہزاروں جانیں لے کر ختم ہو گی۔ ٹمٹماتی شمع اپنے آخری مرحلے میں ہے۔ بس چند روز، چند ماہ یا چند سالوں کا انتظار اور کیجئے، جب یہ اپنی پوری روشنی ختم کر دے گی۔ یہ وہ وقت ہو گا جب صرف اللہ کی روشنی باقی رہے گی، صرف اُسی کا نور ہو گا جو زمین اور آسمانوں کو جگمگائے گا۔

اے اُمتِ محمدی! اپنے مُرشدین کے ہاتھ تھامیں، تمام ولیوں کے ہاتھ اور اپنے پیارے نبیءِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ تھامیں، جو ابدی نور ہیں۔ یہ روشنی اُن کے دِلوں سے لے لیں اور اپنے ربّ کا شکر ادا کریں جس نے آپ سب کو نوری کا نام عطا کیا ہے۔

اِس ۲ نومبر ۲۰۱۲ء کے خوبصورت دن پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں آپ سب پر ہوں۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

(۲۵۱)

۹ نومبر ۲۰۱۲ء
۲۳ ذوالحج ۱۴۳۳ھ

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو پروردگارِ عالمین ہے، اور جس کا اختیار اس زمین اور تمام آسمانوں کے ہر ایک ذرّے پر ہے۔ اُس کا حُکم ہر جگہ جاری ہے اور جو اُس کے حکم سے سرتابی کرتا ہے اُسے اُس کی رحمت سے محروم کیا جاتا ہے۔

دُرود و سلام اُن ذاتِ گرامی پر جن کی نگاہ کرم اپنی اُمّت کے ہر ایک فرد کی بہبود پر ہے اور اُن کی رہنمائی کرتی ہے تاکہ وہ گمراہ نہ ہو جائیں۔

ھُو

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو جُملہ عارفی نوریوں کے لئے جو محبّت کو اپنا عزیز ترین اثاثہ سمجھتے ہیں۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حیاتِ مبارکہ میں ایک بھاری بوجھ کا سامنا تھا جو نہ صرف خطرناک، بلکہ مشکل بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ایک معزز خانوادے سے تھا، لیکن یتیم اور خاموش طبع ہونے کے

Marfat.com

باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن دوسرے بچوں سے مختلف تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہوئے اور آپ کی شادی ہوئی تو تب بھی آپ کی خاموش طبعی برقرار رہی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانتداری اور سچائی جیسی مخصوص خوبیوں کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں نمایاں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں نرمی اور اپنے اِرد گرد ہر ایک کی مدد کرنے پر آمادگی جیسے صِفات سب کو پسند تھیں۔

لیکن یہ سب کچھ اُس وقت بُھلا دیا گیا جب اُن مبارک لبوں نے "اَللّٰہُ اَکبَرُ" سب کے سامنے کہا، اور کل کی سب وفاداریاں آنے والے دلوں کی دشمنیوں میں تبدیل ہوگئیں۔ یہ وہ وقت تھا جب دوست اور دشمن کا فرق واضح ہوا اور یہ ظلم و زیادتی اس قدر بڑھ گئی کہ پاک دلوں والے خانوادے کو گھاٹی شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔ اُن ایّام کے دوران اور اُس کے بعد بھی ایسے چار اشخاص تھے جو باقیوں سے مختلف تھے۔ اُن کے دل رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے بڑی مضبوطی سے پیوست تھے، اور انھوں نے دُنیا پر یہ بات ثابت کر دِکھائی کہ رشتے کا ہونا ضروری نہیں ہے، کیونکہ سچی دوستی کا رشتہ کبھی نہیں ٹوٹتا۔ یہ رشتے تو کبھی دنیا کے کسی بھی خونی رشتے سے زیادہ پائیدار ہو سکتے ہیں۔

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت عثمانِ غنی رضی

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، وہ چار وفادار دوست تھے، وہ اوّلین جنہوں نے توحید کو اُس وقت فوراً ہی قبول کیا جب انہوں نے حق کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک نکالتے دیکھا۔ تو آج کیوں نہ ہم اُن میں سے ایک تابناک ستارے کے بارے میں بات کریں، یعنی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں، جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد، دو مرتبہ بنے تھے، جن کا مہربان اور نرم دل اور اپنے دوست سے وفاداری مصائب والم کے اُس دور میں مثالی تھے۔

آج، ۱۴۰۰ سال بعد، آپ کو آسانی سے نظر آئے گا کہ آج کی دوستیاں، دوستی سے زیادہ تجارتی سودے کی طرح ہیں جن میں آدمی جب اپنا منافع دیکھتا ہے تو جا کر دوستی قائم کرتا ہے، اور جب اُس کا مطلب پُورا ہو جاتا ہے تو اپنی آنکھیں پھیر لیتا ہے۔ آج کے زمانے میں کون کسی ایسے شخص سے دوستی کرنے کا سوچ بھی سکتا ہے جس کے پاس دنیاوی دولت نہ ہو اور جو ہر وقت دشمنوں کے نرغے میں ہو، اور جو حق کی بات کرتا ہو اور اُس پر استقامت سے ڈٹا رہے۔ مگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چاروں یار ایک لمحے کے لئے بھی دنیا کے کسی بھی دباؤ میں نہیں آئے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کو دونوں جہانوں کے روشن و تاباں چاند کے گرد چار ستارے قرار دیا گیا ہے۔ اِن چار ستاروں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذُوالنُّورین کہا جاتا تھا، یعنی وہ جن کے پاس دو نُور ہیں، کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف

Marfat.com

حاصل تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے دو مرتبہ داماد رہے ہیں۔ بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ کا عقد بی بی اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادی تھیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک نہایت معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، اور اُن کا نسب پانچویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پُشت سے جا ملتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے والد کا نام عفّان اور والدہ کا نام عروہ تھا اور آپ کے دادا اُمیہ بن عبدِ شمس تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ قریش کے امیر ترین لوگوں میں سے ایک تھے۔ "عقاب" یعنی قریش قبیلے کا پرچم اس گھرانے کے پاس رہتا تھا۔ عقبہ بن معیط اور ابُوسفیان بن حرب کا تعلق اِسی اُمیہ قبیلے سے تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے عربوں کے عام رویئے کے بر خلاف پڑھنا لکھنا سیکھ لیا تھا، اور جب آپ بالغ ہوئے تو آپ نے تجارت کو اپنے پیشے کے طور اختیار کیا۔ جب آپ چونتیس (۳۴) برس کے تھے تو آپ نے پہلی بار مکہ میں اسلام کا غلغلہ سنا۔

اگرچہ یہ سب آپ کے لئے نیا تھا، لیکن یہ سب آپ کی فطری ہوشمند اور زاہدانہ عادتیں تھیں، جن کے باعث آپ اپنے ارد گرد رُونما ہونے والے حالات کو جذب کرتے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار، حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اسلام قبول کر چکے تھے اور اس پیغام کو پھیلانے میں مصروف تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو

Marfat.com

اچھی طرح جانتے تھے اور اس سے قبل اُن سے مختلف معاملات پر گھنٹوں بات چیت کیا کرتے تھے۔

ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ملنے گئے اور اور اُن سے توحید پر بات شروع کی۔ یہ بات اتنی خوبصورتی سے کی گئی کہ قلبِ عثمانی اس دولتِ حق کی جانب فوراً مائل ہوا اور دل کی بے قراری آپ کو فوراً ہی کاشانۂ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ حضرت عثمان پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عثمان! اللہ کی جنّت قبول کریں، میں آپ کی طرف بھیجا گیا ہوں اور پوری دُنیا کی قوموں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے۔" بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے خود بتایا کہ: "مجھے نہیں معلوم کہ اُن صاف اور سادہ جملوں میں کیا جادو تھا جس نے مجھ پر گہرا اثر ڈالا اور میں نے اُسی وقت کلمۂ شہادت پڑھا اور اپنا ہاتھ (بیعت کے لئے) پیش کیا اور وہیں کے وہیں مُرید بن گیا۔"

یہ ایک بہت بڑا قدم تھا کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا بنو اُمیّہ سے تعلق تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلے، بنو ہاشم کے سیاسی حریف تھے۔ بنو اُمیّہ والے ہمیشہ بنو ہاشم والوں سے حسد کرتے تھے، خاص طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوّت ملنے کے بعد، کیونکہ اُن کو خوف تھا کہ عربستان کی سیاسی قوّت اُمیّوں سے ہاشمیوں کو منتقل ہو جائے گی۔ اسی سبب سے عقابہ بن مُعیط، اور ابوسفیان ہمیشہ اسلام کی تحریک کو دبانے میں پیش پیش رہتے تھے، لیکن

Marfat.com

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل خاندان کی اِن تعصبات سے پاک تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مرضی سے خاندانی بندھنوں سے بغاوت کی اور اصحابِ حق کے گروہ میں شامل ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ایک ایسے وقت میں کیا جب ابھی صرف ۳۶/۳۵ لوگوں نے دائرہِ اسلام میں آنے کی ہمت کی تھی۔

ابنِ اساکر کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قد درمیانہ تھا، نہ زیادہ لمبا تھا نہ پستہ قد۔ چہرہ خوبصورت اور اعضاء دراز، سینہ چوڑا، رانیں پٹھے دار اور بازو لمبے تھے جن پر بال تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بال پیچ دار تھے، دانت نہایت خوبصورت، آپ کے گیسو دراز اور کانوں سے نیچے تک تھے، جن پر ہلکے پیلے رنگ کا خیزاب لگا ہوا تھا، اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے دانت سونے کے تار سے جڑے ہوئے تھے۔

عبداللہ بن حزم مزینی سے روایت ہے کہ: "میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے جو عفان کے بیٹے ہیں، لیکن میں نے اُن کے چہرے سے زیادہ حسین چہرہ کبھی کسی عورت یا مرد کا نہیں دیکھا ہے۔" اس کے علاوہ عثمان بن ظلفات نے بھی کہا ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک پیالہ گوشت کا دے کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بھیجا اور جب میں وہاں اندر داخل ہوا تو حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں اَب باری باری رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہروں کو دیکھنے لگا، اور جب میں وہاں سے واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا: "کیا تم اُنکے

Marfat.com

گھر کے اندر گئے تھے؟" میں نے عرض کیا: "جی ہاں!" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: "کیا تم نے اُن سے زیادہ خوبصورت میاں بیوی پہلے کبھی دیکھے ہیں؟" میں نے عرض کیا: "نہیں، یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ بیشک، یہ حضرت عثمان رضی ہی تھے، اوّلین اسلام لانے والوں میں، جنہوں نے اپنے گھرانے کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے بارے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ: "خدا تعالیٰ اِن کے ساتھ ہے بے شک حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، حضرت لُوط علیہ السلام کے بعد پہلے شخص ہیں جس نے اپنے اہل کو ساتھ لے کر ہجرت کی۔"

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے گھرانے کے ساتھ دوسری ہجرت مدینے کی طرف تھی جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اویس بن ثابت کے مہمان رہے (جو حضرت حسان بن ثابت کے بھائی تھے) جنہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا بھائی قرار دیا۔ یہ برادرانِ رفاقت اس قدر مضبوط تھا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پائی تو حضرت حسان بن ثابت نے زندگی بھر اُن کا سوگ منایا اور اُن کی شہادت پر کئی پُرسوز اشعار لکھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت روایتی تھی اور اسلام کے نئے سماج کے لئے بڑی مددگار ثابت ہوئی، خاص طور سے مکّہ سے آنے والے مہاجرین کے لئے۔ یہ وہ وقت تھا جب مدینے میں پینے کے پانی کا صرف ایک کنواں تھا۔ بیرِ روما جس کا مالک ایک یہودی تھا، اپنے کنویں کا پانی بیچا کرتا تھا۔ اس مشکل کو آسان کرنے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس

Marfat.com

کنوئیں کو خریدنا چاہتے تھے، لیکن وہ یہودی اس پر راضی نہ تھا۔ بڑی کوششوں کے بعد یہودی اُس کے آدھے حصّے کو بیچنے پر رضامند ہوا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضؓ نے (۱۲۰۰۰) بارہ ہزار درہم ادا کر دیئے۔ اور یہ طے ہوا کہ ایک دن اُس کا پانی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ استعمال کریں گے اور دوسرے دن یہودی اُسے استعمال کرے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی باری والے دن مسلمان اس قدر پانی ذخیرہ کرتے تھے کہ وہ پانی اگلے روز تک کے لئے کافی ہوتا تھا۔ جب یہودی نے محسوس کیا کہ اُس کی آمدنی کم ہوگئی تو اس نے کنوئیں کے دوسرے حصّے کو بھی فروخت کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو اس طرح کنوئیں کا دوسرا حصّہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سخی دوست نے (۸۰۰۰) آٹھ ہزار درہم میں خرید لیا۔ اور اس طرح مسلمانوں کو بلاقیمت پانی ملنے لگا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ زندگی بھر ہر آزمائش میں اپنے بہترین دوست کے ساتھ رہے۔ جب کبھی بھی مسلمانوں کو مالی مشکلات کا سامنا ہوتا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے درہم اُن مالی دشواریوں کو حل کیا کرتے تھے۔ چاہے اپنے محبوب دوست کے لئے لڑنا ہو یا اللہ کے نام پر، کبھی کسی نے اللہ کے اس بہادر سپاہی کو پس و پیش کرتے نہیں دیکھا۔ سوائے ایک جنگ میں جو آپ رضؓ شریک نہ تھے جو جنگ بدر تھی، جس میں آپ کو اپنی بیوی رُقیّہ کی بیماری کی وجہ سے شامل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود آپ رضؓ کو مجاہد قرار دیا گیا اور اگرچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جنگ میں حصّہ نہیں لیا، لیکن

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مالِ غنیمت میں سے حصّہ دیا۔ بدر کے بعد کفّار کے خلاف ہر جنگ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حصہ لیا۔ آپ نہ صرف ایک بہادر سپاہی تھے بلکہ عسکری معاملات میں ایک اچھے مشیر بھی تھے۔

بیعتِ رضوان کے وقت، جب یہ افواہ پھیلی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ والوں نے شہید کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے بیعت لیا، جن کی تعداد (۱۴۰۰) چودہ سو تھی۔ یہ بیعت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کے لئے لی گئی تھی، اور یہ بیعت ایک درخت کے سائے میں لی گئی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بیعت لینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دوسرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک پر رکھا اُسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ قرار دیتے ہوئے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''کیا یہ درست ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رضوان کے موقع پر بیعت نہیں کی تھی؟'' جواب ملا کہ: ''جی ہاں! لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کے بدلے میں ایک ایسے ہاتھ نے بیعت کی جس کا بدل پوری دُنیا میں موجود نہیں۔'' یہ چھ (۶) ہجری کا واقعہ ہے۔ نویں (۹) ہجری میں ایک زبردست افواہ گردش میں آئی کہ قیصرِ روم پورے عربستان پر حملہ کرنے جارہے ہیں۔ اس صورتحال پر قابو پانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو چندہ دینے کے لئے کہا۔ اُس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تجارتی قافلہ شام سے بھاری منافع کے ساتھ لوٹا ہی تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خرچے پر ایک

Marfat.com

تہائی لشکر کو ساز و سامان سے لیس کرنے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ یہ فوج جو جنگ کے لئے تبوک جانے والی تھی، اس میں تیس ہزار (۳۰،۰۰۰) پیدل اور دس ہزار (۱۰،۰۰۰) سوار تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار (۱۰،۰۰۰) لوگوں کو ہتھیاروں سے لیس کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لئے ایک ہزار (۱۰۰۰) اُونٹ، ستر (۷۰) گھوڑے اور ایک ہزار دینار نقد پیش کئے۔ اِس دریا دِلی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خوش ہوئے کہ سونے کے سکّے کو اپنے ہاتھ میں اُچھالتے ہُوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج کے بعد عثمان کو کسی بھی تجارتی سودے میں نقصان نہیں ہوگا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہمیشہ کی طرح صحیح ثابت ہوئے بالکل اُسی طرح جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی آپ کی شہادت کے بارے میں صحیح ہوئی۔

حضرت ابنِ عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''ایک دن عثمان میرے پاس سے گزرے اور اُس وقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا تو اُس نے کہا کہ: یہ شخص قتل ہوگا۔ اُس کی قوم اسے شہید کرے گی اور میں اس سے حیاء کرتا ہوں۔''

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے ۳ دن کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پہ بیعت ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ۱۱ سال میں پہلے ۶ سال امن و سکون میں گزرے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

Marfat.com

دورِ حکومت میں کئی فتوحات ہوئیں، جیسے کہ قبرص، ارجان، طرابلس، الجزائر، مَراکش اور اسپین۔ اِن فتوحات کے زمانے میں دولت کی ریل پیل ہوگئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری دَور میں جو انتشار پیدا ہُوا، اُسے زیادہ تر اسی دولت کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ تخت واقتدار کے لئے بھی وہ لوگ سازشوں میں مصروف تھے جن کے اپنے سیاسی عزائم تھے۔ سازشوں کا ایک پُورا جال اسلام کے اِس تیسرے خلیفہ کے گرد بُنا گیا اور سترہویں (۱۷) ذوالحج ۳۵ ہجری میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ باغیوں نے خلیفہ کے گھر پر حملہ کر دیا، اور اس میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی زخمی ہوئے جو وہاں گھر کے دَروازے پر گارڈ (محافظ) کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ چار باغی مکان کی پچھلی دیوار پھاند کر چھت تک پہنچ گئے۔ اُن میں سے ایک، جس کا نام کنانہ بن بشر تھا، اُس نے لوہے کی ایک سلاخ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر اتنے زور سے ضرب ماری کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیچے گر پڑے۔ اُس وقت بھی، جب وہ گر پڑے، اُن کی زبان پر تھا: "اللہ کے نام پر، مجھے فقط اللہ پہ بھروسہ ہے۔" صادن ابنِ حمزہ مُرادی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دوسری جانب سے ضرب ماری اور خوُن کے فوّارے چھُوٹ پڑے۔ امر بن الحماق نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نیزے سے حملہ کیا اور آپ کے جسم پر نو (۹) گھاؤ چھوڑے۔ ایک اور نابکار (خبیس) نے اپنی تلوار لہرائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گلا کاٹ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نائلہ جو موقع

Marfat.com

پہ موجود تھیں، چاہتی تھیں کہ اُن کی جان بچائیں، لیکن (اس کوشش میں) اُن کی اپنی انگلیاں کٹ گئیں۔

یہ شہادت بظاہر ایک بے بسی کے عالم میں ہوئی، لیکن یہ دراصل آغاز تھا اُس فتنہ و فساد کا جو آج دن تک ختم نہیں ہو پایا۔ بُخاری شریف میں ہے کہ: "آج کی یہ خون آلود تلوار پھر کبھی بھی میان میں نہیں ڈالی جائے گی اِس دُنیا کے خاتمے تک۔ شرارت اور خانہ جنگی کے جو دروازے آج کھولے گئے ہیں، یہ روزِ حشر تک کُھلے رہیں گے۔"

کتنے صحیح تھے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اور کتنی دُرست ہیں وہ آیتیں جن پر لہو نے اپنے نشان چھوڑے تھے، کیونکہ شہادت کے وقت قرآن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کھلا رکھا تھا۔ سورۂ بقرہ کی جن آیتوں پر خون گرا تھا وہ کہتی ہیں: "اُن کے مقابلے میں اللہ ہی کافی ہے، وہ سب سُنتا ہے، وہ سب جانتا ہے۔"

جو کچھ ہو گزرا وہ زمانۂ آخر کی زنجیر کی کڑی تھا۔ اُمت پہ ماضی میں نہایت کڑے وقت آئے ہیں اور اِسے مستقبل میں بڑے ہنگامہ خیز وقتوں کا سامنا کرنا ہے۔ یہ صرف یہی اُمت ہے جو اس بوجھ کو اُٹھائے گی، مگر اس کے انعامات بے شمار ہیں، کسی کے بھی گمان سے بڑھ کر۔

اللہ کا سلام اور اُس کی رحمتیں ہوں یارِ محبوبؐ حضرت عثمان غنیؓ پر، ہر لمحہ، ہر لحظہ، شرمیلے نرم مزاج اور خوش شکل عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر۔

Marfat.com

اللہ کی رحمتیں ہوں، اُن پر اور اُن کے پیاروں پر۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

۱۶ نومبر ۲۰۱۲ء
یکم محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

(۲۵۲)

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سارے جہانوں کا حکیم ہے،
جو تمام دلوں پر حکمران ہے، اور جو اُن تمام رازوں سے آگاہ ہے جو اُن میں پوشیدہ ہیں۔

درود و سلام رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر، وہ جنہیں اپنی اُمت کا خیال ہے اور جو اپنی اُمّت کی بہتری کے لئے اپنے شب و روز صَرف کرتے ہیں۔

ھُو

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی تمام سچے دلوں کے لئے۔ اللہ کرے اُن کے دِلوں کی پاکی کبھی تبدیل نہ ہو چاہے اُن کی زندگیوں میں اُن کے حالات کچھ بھی ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ ایک شخص کو چُنا جاتا ہے، اُس کی ساخت کو موڑا جاتا ہے، اور اُسے اُس کام کے لئے تربیت دی جاتی ہے جو اُس کیلئے مُقدّر کیا ہوا ہوتا ہے۔ یہ اللہ کے عاشقوں کے معاملے میں بالکل واضح ہے۔ جب آپ اُن سے بات کرتے ہیں تو عام طور سے کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ

Marfat.com

دوسروں سے مختلف محسوس ہوتے تھے۔ اُن کی زندگی میں انہیں عجیب حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے، اور اُن کی شخصیت کے اُتار چڑھاؤ عام لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں۔

دراصل اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ اُنہیں اپنے کام کے لئے چُنتا ہے، اور بے شک جو اللہ کا کام کرتے ہیں وہ بہت ہی خاص حیثیت والے ہوتے ہیں۔ مثلاً جنہیں تبلیغ کرنی ہے، وہ مُبلّغ بھی ہوتے ہیں؛ جو علم کے راستے کیلئے ہیں، اُن کا حافظہ اچھا ہوتا ہے اور حصولِ علم کیلئے ثابت قدم رہتے ہیں۔ وہ خود کو میدانِ جنگ کیلئے وقف کرتے ہیں، وہ اپنی شجاعت کا مظاہرہ کمسنی میں ہی کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح وہ پارسا جنہیں اُمّت کی حکمرانی کے لئے چُنا جاتا تھا، انہیں جملہ شہنشاہی خوبیاں عطا کی جاتی تھیں اور اُس کے علاوہ نبی پاک کی صُحبت بھی ملتی تھی جنہوں نے اپنی موجودگی سے پوری دنیا کو تبدیل کیا۔

جب آپ چاروں خلفاء کی شخصیت پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ وہ اُس کام کے لئے مثالی تھے جو اُنہیں سونپا جانے والا تھا۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت اُس وقت سامنے آئی جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ حق بلند کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اس سچائی کو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر، پہچان کر قبول کیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں ہمیشہ ہمت و شجاعت موجود

Marfat.com

تھی، حتیٰ کہ اُس وقت بھی جب وہ ایک بچے تھے۔ دوسرے خلیفہ کی یہ خصوصیت مسلمانوں کے لئے عظیم اثاثوں میں سے ایک تھی۔ نرم دل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ دینِ اسلام کے لئے ایک بڑی حمایت و مدد ثابت ہوئے۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی شجاعت تھی، وہ قوّت جس کی مشکل وقت میں ضرورت تھی، اور جو آج تک مثالی مانی جاتی ہے۔

اسلام کے ابتدائی دن مسلمانوں کے لئے انتہائی سخت تھے۔ کلمۂ حق اُن لوگوں کے سامنے کہا جا رہا تھا جو زیادہ تر تلوار کی زبان سے بات کیا کرتے تھے۔ اُس زمانے میں اہلِ قریش نہایت مغرور تھے اور اُن کی اَنا انہیں کسی کے آگے سَر جُھکانے نہیں دیتی تھی۔

محمد ابنِ عبداللہ، جن سے وہ پیار کرتے تھے اور جو اپنی سچائی اور دیانت داری کی وجہ سے مشہور تھے، راتوں رات وہ آپ کے جانی دشمن بن گئے۔ قریش کے اِن سنگ دلوں نے حق کی اس آواز کو دبانے کی سَر توڑ کوشش کی اور اخلاقی طور اتنے گِر گئے کہ انہیں اُس وقت ذرّہ بھر شرم محسوس نہیں ہوئی جب انہوں نے بنو ہاشم کے مَردوں، عورتوں اور بچّوں پر پابندی عائد کر کے انہیں شعب ابی طالب کی گھاٹی میں محصور کر دیا تھا، یعنی ایک ایسی جگہ میں جہاں ضروریاتِ زندگی بالکل ہی نہیں تھیں۔

اللہ کے نام میں وہ قوّت ہے کہ اگر اُسے کسی پہاڑ پر بھیجا جائے، تو وہ پہاڑ اُس نام کی ہیبت سے پارہ پارہ ہو جائے۔ تو اِس طرح

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم دلی، اور آپکے ارادے کی استقامت اُن پہاڑ نُما دلوں میں داخل ہونا شروع ہوئے۔ اللہ کا اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کرم، رسول اللہ ؐ کے چار دوستوں کی صُورت میں بھی سامنے آیا۔ ہر دوست نبوّت کے تاج پہ ایک نگینہ تھا۔

ان چار دوستوں میں سے ایک کے لئے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دُعا مانگی تھی۔ حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس دُعا کا اثر تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن الفاظ میں مانگی تھی۔ " اے اللہ! عمر بن خطّاب اور عمرو بن ہشام میں جو تجھے زیادہ محبوب ہے اُسے مسلمان کر کے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔" چنانچہ اللہ نے اُس دن اِس بارے میں اپنی ترجیح (یا پسند) ظاہر کی جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی بہن اور بہنوئی پر آنے والا غصہ اُن پہ اللہ کی رحمت ثابت ہوا۔ جب انہوں نے اپنے گھرانے کے ان دو افراد کی زبان سے قرآن کے مقدّس الفاظ سُنے، تو اُن کے دل نے فوراً ہی حق اور باطل، سچ اور جھوٹ کے فرق کو محسوس کیا، اور اللہ نے بھی اُن کی زندگی میں اُسی وقت ایک فرق پیدا کر دیا اور " اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه " کے الفاظ نے اُنہیں مکمل طور سے تبدیل کر دیا۔ اُن کا قلب کشادہ ہوا اور وہ آخری سانس تک نورِ نبی کے امین رہے۔ یہ وہ مبارک دن تھا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارقام کے گھر میں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بہن اور بہنوئی کے گھر سے سیدھے ارقام ؓ کے مکان پر پہنچے اور دروازے پہ دستک دی۔ کئی لوگ اُن کے گرد جمع

Marfat.com

ہوئے جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کیا کر رہے تھے۔ حضرت حمزہ رضی
نے دروازے کے اندر سے پوچھا کہ یہ کیوں یہاں آئے ہیں۔ لوگوں نے
جواب دیا کہ "یہ عمر ہیں"۔ اس پر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا: "عمر آئے ہیں"۔
فرمایا کہ: "دروازہ کھول دیئے، اگر یہ مناسب طریقے سے آئے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ
انہیں قتل کر دیا جائے گا"۔ یہ گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سن رہے تھے اور
آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے آپ کا ہاتھ تھام کر کلمۂ
شہادت پڑھ لیا۔ جب وہاں موجود مسلمانوں نے یہ منظر دیکھا تو انہوں نے
"اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کا ایسا نعرہ بلند کیا کہ اس کی آواز مکہ کے پہاڑوں نے
بھی سنی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس پر اکتفا نہیں کی اور انہوں نے نبی پاک ﷺ
سے عرض کیا کہ: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: "کیوں نہیں؟" پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا: "تو پھر ہم کیوں چھپے
رہیں؟" یہی وہ دن تھا جب مسلمان دو قطاروں میں باہر نکلے۔ ایک کے
آگے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تھے اور دوسری کے آگے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تھے،
اور اسی طرح وہ مسجد میں داخل ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں
کہ: "اس دن جب قریش نے مجھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو دیکھا تو انہیں
نہایت صدمہ ہوا۔ اس دن سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام فاروق رکھا
کیونکہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق اور باطل میں فرق ہو گیا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک دراز قد

Marfat.com

انسان تھے۔ آپ کا رنگ صاف لیکن قدرے سرخی مائل تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گال ذرا پچکے ہوئے تھے۔ آپ کی مونچھیں بڑی اور سُرخی مائل تھیں۔ آپ اپنے دونوں ہاتھ یکساں صورت میں استعمال کر سکتے تھے، یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بائیں ہاتھ سے بھی آسانی سے کام کر سکتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر صرف ۲۷ سال تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش عام الفیل کے ۱۳ سال کے بعد ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشرف القریش میں سے تھے۔ ایام میں بھی جب کبھی کسی جگہ قریش اور کسی اور قبیلے کے درمیان کوئی جھگڑا ہوتا، تو آپ کو قریش کے سفیر کے طور پر وہاں بھیجا جاتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو اُس وقت تک تقریباً ۴۰ مرد اور خواتین مسلمان ہو چکے تھے، جن میں آپ رضی اللہ عنہ خود بھی شامل تھے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین اوّلین عشرہ مبشّرہ، خلفاءِ راشدین میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر بھی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریباً ۵۳۹ احادیث کے راوی بھی ہیں۔

اس بزرگ صحابی کے آگے بھلا کون کھڑا ہو سکتا تھا، کیونکہ جس راستے سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ہوتا، وہاں سے تو شیطان بھی ہٹ جاتا تھا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "اے ابنِ خطاب، مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جس راستے سے تم چلو گے، شیطان اُس راستے سے کبھی نہیں گزرے گا۔ اور شیاطین، جن وانس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

سے بھاگے جاتے ہیں۔" ایک مرتبہ نبی ءِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے اپنا خواب بیان کیا کہ: "میں نے خواب میں دیکھا لوگ مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں، اور اُن پر کرتے ہیں جن سے بعض کے کرتے سینوں تک پہنچتے ہیں اور بعض کے اس سے اوپر تک یا نیچے تک، اور عمر ایسے حال میں میرے سامنے پیش ہوئے کہ اُن کا کرتا بہت لمبا تھا، حتیٰ کہ وہ اُسے زمین پر گھسیٹتے جاتے تھے۔" صحابہ کرام نے عرض کیا، "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کی کیا تعبیر نکالی؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دین!" (یعنی کہ یہ کرتے ہر ایک کے دین کے بارے میں بتا رہے تھے، اور بے شک عمر کے دل میں دین سے لگاؤ سب سے بڑھ کر تھا)'

اگر آپ کو کسی شخص کی عظمت کو جانچنا ہو تو یہ دیکھیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کی نسبت کتنی قریب ہے۔ جو لوگ مقامِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو سمجھ نہیں سکتے، اُنہیں چاہیئے کہ وہ یہ دیکھیں کہ اُن کا ربّ اُن کے الفاظ کی کتنی مان رکھتا تھا۔ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مطابق: "اگر لوگ کسی مسئلے پہ اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے، اور حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی اپنی رائے دیتے، تو قرآن (وحی) حضرت عمر کی رائے کے مطابقت میں نازل ہوا کرتی تھی۔" جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے دُعا کی: "اے اللہ! مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنا دے"، تو سورۃ البقرہ کی آیت ۱۲۵ نازل ہوئی جس میں فرمایا: "اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بنا لو۔" ایک اور موقع پر جب حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دِل نے چاہا کہ ازواجِ مطہرات کو پردے میں رہنا چاہیئے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے

Marfat.com

دِل کی خواہش کے مطابق سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۹ نازل ہوئی، جس میں فرمایا: "اے نبی! اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی چادروں کا ایک حصّہ اپنے مُنہ پر ڈالیں رہیں۔ یہ اُس سے نزدیک تر ہے کہ اُن کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ چاہتے تھے کہ شراب پر پابندی ہو، تو شراب کی تحریم کی آیت نازل ہوئی۔ بالکل اسی طرح بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی رائے وہی تھی جو قرآن میں ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی رائے کہ بدر کی جنگ شہر سے باہر لڑی جائے، قرآن میں وحی کے ذریعے نازل ہوئی۔

خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اپنے نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت مثالی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سورۃ البقرہ کی آیت ۹۸ کا ہُوبہُو ترجمہ تھے، جس میں فرمایا کہ: "جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اُس کے فرشتوں کا اور اُس کے رسولوں کا اور جبرائیل اور میکائیل کا، تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔" اور جب سورۃ النسآء کی آیت ۶۵ نازل ہوئی تو فرمایا: "تو اے میرے محبوب! تمہارے رب کی قسم کہ وہ مسلمان نہ ہوں گے کہ اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں۔ پھر جو کچھ تم فرمادو، اپنے دلوں میں اس میں رکاوٹ نہ پائیں اور جیسے مان لیں۔"

اس آیت کے نزول سے پہلے بھی یہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہی تھے جو

Marfat.com

اس حکم کی اطاعت تسلیم کر چکے تھے اور اس کے نافذ کرنے میں لمحہ بھر توقف نہ کیا۔ ابنِ ابی حتیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''دو شخص اپنا جھگڑا آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کر دیا۔ جس شخص کے خلاف فیصلہ ہوا تھا' اُس نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ اُن کے پاس آئے تو دوسرے شخص نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ فرما دیا تھا لیکن اُس نے مجھے کہا کہ: ''عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں''۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے شخص سے پوچھا کہ ''کیا یہ بات ٹھیک ہے؟'' اُس نے جواب دیا، ''ہاں''۔ اس پر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے کہا کہ ''ٹھہرو، میں ابھی آتا ہوں''۔ پس! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لیے ہوئے باہر آئے اور اُس شخص کو قتل کر دیا جس نے کہا تھا۔ ''چلو عمر کے پاس چلتے ہیں''۔ پہلا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ: ''یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے خیال نہیں تھا کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک مومن کو قتل کرنے کی جُرأت کرینگے!'' اِس پر یہ سورۃ النساء کی آیت نازل ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس الزام سے بری ہوئے''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس شخص کو اس لئے قتل کر ڈالا کہ یہ کسی کے لئے بھی ممکن نہیں کہ وہ مسلمان ہو اور پھر بھی جب رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسئلے پر اپنا فیصلہ دیں تو وہ اُسے نہ مانے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار نے اُس شخص کی گردن اُڑا دی جس نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی جُرأت کی۔ اس لئے اُسے دائرۂ اسلام

Marfat.com

سے فوراً خارج کر دیا گیا۔

یہ ایک ایسا سبق ہے کہ جسے آج کے زمانے میں بھی فراموش نہیں کیا جانا چاہیئے، یعنی اس عظیم فتنہ و فساد کے وقت میں جبکہ لوگوں کو یہ احساس تک نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔ تضحیک کا ایک چھوٹا سا لفظ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی جسارت کسی بھی شخص کے لئے ابدی دُکھ کا باعث بن سکتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے پیارے دوست سے محبت اور اللہ کے حکم کی تعمیل اس واقعہ سے صاف واضح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حکمرانی میں نہایت سخت تھے اور یہ سختی بلا امتیاز سب کے لئے برابر تھی، خواہ وہ گھرانے سے ہو، دوست ہو یا عام مسلمان ہو۔ یہ اُمت کی فلاح کے لئے تھا۔ لیکن اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل اتنا نرم اور خوفِ خُدا سے معمور تھا کہ جب کبھی بھی آپ سُورۃ الاحزاب کی کوئی آیت پڑھتے، تو خوفِ خدا سے اس طرح نیچے گر تے کہ کئی کئی دن تک لوگ آپ کی عیادت کو آتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کی محبت میں فنا تھے، لیکن تاہم اپنے دل میں بسنے والے خوف کی وجہ سے وہ کہا کرتے: "کاش، میں ایک تنکا ہوتا۔ کاش، میں کچھ بھی نہ ہوتا۔ کاش، کہ میری ماں مجھے نہ پیدا کرتی۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے امیر المومنین تھے اور اپنے دورِ خلافت میں آپ نے عراق کی وہ مُہم مُکمل کی جسے حضرت ابُو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع کی

Marfat.com

تھی۔ یہ مہم طویل تھی، لیکن جنگِ قادسیہ، کسریٰ کے شاہی خاندان کے جنازے کی آخری کیل ثابت ہوئی۔ کیان کا پرچم زمین بوس ہوا اور اسلام کا جھنڈا پورے عراق (ملک) کی سرزمین پر لہرانے لگا۔ اس کے بعد کئی اور جنگیں لڑی اور جیتی گئیں، جیسے کہ نہاوند، دمشق، حمص، بصرہ، اُردن اور طبریہ۔ جنگِ یرموک بھی ۱۵ ہجری میں لڑی گئی رومیوں کے خلاف۔ ۱۶ ہجری میں مدین اور اہواز بھی فتح ہوئے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلسطین کی مہم میں مصروف تھے اور ۱۶ ہجری میں انہوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا۔ بیت المقدس کے عیسائیوں نے محاصرے کو کچھ وقت تک تو برداشت کیا، لیکن بعد میں انہوں نے اس شرط پر جنگ بندی کی پیش کش کی کہ اس کا معاہدہ خلیفہ خود اپنے ہاتھ سے تحریر کریں۔ یہ رجب ۱۶ ہجری تھا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس سلطنت کے امیر المومنین تھے جو مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی تھی، اسکے باوجود انہوں نے بیت المقدس کی طویل مُسافت بغیر کسی لشکر یا محافظوں کے طے کی۔ آپ کے ہمراہ بس ایک خادم تھا اور سواری کا ایک اُونٹ۔ دونوں نے آپس میں طے کیا تھا کہ باری باری کچھ فاصلے تک خلیفہ اُونٹ کی سواری کریں گے اور کچھ فاصلے تک خادم۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جب وہ بیت المقدس پہنچے تو اس وقت اونٹ پر سواری کی خادم کی باری تھی۔ چنانچہ اُس نے عرض کیا: "یا امیر المومنین! آپ اُونٹ پر بیٹھ جائیے کیونکہ اب شہر قریب ہے"۔ لیکن خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کی

Marfat.com

یہ پیشکش قبول نہیں کی۔ اُس دن بیت المقدس کے لوگوں نے یہ منظر دیکھا کہ خادم اُونٹ پر بیٹھا تھا اور پوری عرب دُنیا کے خلیفہ اونٹ کی مہار پکڑے اونٹ کے ساتھ ساتھ پاپیادہ چل رہے تھے۔

یہ وجہ تھی مُسلم دُنیا کے پھیلاؤ کی، یعنی اللہ کے سادہ دل مومنین کی وجہ سے۔ یاد رکھیئے کہ حاکم ہمیشہ اپنی قوم کی عکاسی کرتے ہیں۔ اِس عظیمانہ واقعے سے ایک سبق سیکھنے کا ہے۔ ماضی کے مسلمان نہ صرف نورِ نبی سے منوّر تھے لیکن اُنکو یہ نور چاروں خلفاء سے بھی ملا تھا، اُن کے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد بھی۔ اُس دَور کے لوگوں کے عجز اور زُہد نے انہیں ایسے انعامات سے نوازا جیسے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تمام زمانوں کے فاروقِ اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے جسم سے کبھی کوئی نرم و ملائم کپڑا مَس نہ ہُوا۔ آپکا کرتا کپڑے کے ۱۲-۱۲ ٹکڑوں کو آپس میں سی کر بنایا جاتا تھا، اور آپ پھٹا ہُوا عمامہ پہنا کرتے تھے۔ آپکے جوتے پُرانے ہوتے تھے۔ اِسی حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیصر و کسریٰ کے سفیروں سے ملاقات کرتے تھے۔ آپ کی غذا فقط روٹی اور روغنِ زیتون تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المال سے اپنے گھرانے کے لئے صرف ۲ درہم لیتے تھے۔

یہ تھے حضرت عمر فاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مُسلم دنیا کے دوسرے خلیفہ بے شک اُن کی عظمت و شان کے تاج پر زہد و قناعت کا نگینہ جڑا ہوا تھا۔

۱۰ سال، ۶ ماہ، ۵ دن کی خلافت کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک فارسی

Marfat.com

غلام فیروز نے شہید کیا، جس کی کنیت ابولُولُو تھی، جس نے اپنی ذاتی بغض و حسد کے مارے اس رفیقِ نبی پر حملہ کیا اور خنجر کے ۶، وار کئے۔ ۳، دن زخمی حالت میں رہنے کے بعد مسلمانوں کے یہ روشن آفتاب ۲۴ ہجری، یکم محرم میں جنت الفردوس چلے گئے اور اپنے محبُوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں ابدی نیند سو گئے۔

اللہ کی رحمتیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے محبوب دوستوں پر برستی رہیں۔

اے اُمتِ محمدی! نورِ نبی کو اپنے دلوں میں روشن رکھیں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسیّوں کو مضبوطی سے تھام کر، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام نبیوں سے بے انتہا محبت کریں۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

۲۳ نومبر ۲۰۱۲ء
۸ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

(۲۵۴)

حضرت بابا فریدُ الدّین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی رحمت اُس کی صفت ہے، اور عظمت اُس کا جمال ہے۔ اپنے محبوب پر دُرود و سلام بھیجنا اس کا اظہارِ محبت ہے۔

دُرود و سلام دلوں کے رکھوالے پر، جو لفظِ "محبت" کی سچی تصویر ہیں۔

ھُ

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو مہربان دلوں پر اور عاجز سَروں پر جنہوں نے تسلیم کا سبق پڑھا ہے۔

محرم ایک انتہائی محترم مہینہ ہے۔ وہ سب جو اس مہینے کا احترام کرتے ہیں اور اپنے شب و روز یادِ حسین میں گزارتے ہیں، وہ صحیح معنوں میں مبارک لوگ ہیں۔ یہ یاد ایک خزانہ ہے، اَبدی سفر کے لئے ایک زادِ راہ ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ہر مومن کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے۔ کربلا محبت ہے، اور محبت عاشقوں کے

Marfat.com

لئے ایک کربلا ہے کیونکہ محبت یعنی سچّی محبت کو اہلِ دُنیا سمجھ نہیں سکتے، اِسی لئے تو وہ اس کا مذاق اُڑاتے ہیں، اُس پہ مذاق کرتے ہیں اور اس خود غرض دنیا میں اس کی تضحیک کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سچی محبّت عاشق کے دل میں بے آواز، خاموش اور لطافت سے رہتی ہے۔ یہ درد سے کراہتی ہے، تڑپتی ہے اور ایک چنگاری کی طرح اپنے محبوب کی ایک جھلک کے لئے بے قرار رہتی ہے۔ یہ محبّت، زیادہ تر، پوشیدہ رہنا پسند کرتی ہے، لیکن جب کبھی بھی یہ دُنیا کے سامنے ظاہر ہوتی ہے تو یہ پُوری شدّت سے جلتی ہے، اور پھر اس کے بھڑکتے شعلوں اور شدتِ جذبات کی حِدّت کو کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ حِدّت حضرت منصور حلّاج رحمۃ اللہ علیہ کا "انا الحق"، تھا؛ یہ حضرت سچّل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کی سرمستی تھی؛ یہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا دھمال تھا؛ یہ قرن میں رہنے والے کی خود سُپردگی بھی تھی اور سوزِ اذانِ بلالی بھی تھی۔ لیکن محبّت کے وہ شعلے جو کربلا میں موجود بہتّر (۷۲) نفوس کو آغوش میں لئے ہوئے تھے، اُس جذبے کے شعلوں کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اِن شعلوں نے اُمّت کو "قربانی" اور "محبّت" کے سبق سِکھلائے وہ دو الفاظ جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں؛ اور پھر اُس وقت سے لے کر یہ سَبق سینہ در سینہ اُن سب کو سِکھلایا جاتا رہا جو اِن تعلیمات کے لائق تھے۔ صدیوں سے اولیاءِ کرام نے اپنی زندگیاں اس

Marfat.com

سبق کے عملی نفاذ کرتے ہوئے گزاری ہیں۔ جب کبھی آپ کسی سچے سلسلے کے قریب جائیں، یعنی وہ سلسلہ جس کی نسبت اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو، آپ کو محبت کے یہی الفاظ نظر آئیں گے، یہی جذبے اور یہی تجربے نظر آئیں گے۔ چشتی وہ ہیں جو دُنیا کو اپنے یہ جذبات دکھانے سے پس وپیش نہیں کرتے۔ اُنکے الفاظ معین الدّین کی طرح نرم وملائم، فریدالدّین کی طرح شیریں، یا نظام الدین کی طرح مسحورکُن ہوسکتے ہیں۔ خوبصورت دلوں کے خوبصورت اظہار۔ یہ وہ اسباق ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیکھائے، امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نافذ کئے اور جنہیں راہِ وفا کے اولیاء نے پھیلائے ہیں۔

آیئے! آج محرّم کے اِس مہینے میں اُن اسباق میں سے چند کا تذکرہ آپ سے کرتے ہیں جن پر زندگی بھر حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے پیارے مُرید اور حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرشد نے عمل کیا اور دوسروں کو سِکھلائے، یعنی حضرت بابا فریدالدّین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے سِکھلائے ہوئے اسباق۔

نسب کے اعتبار سے بابا صاحب فاروق تھے اور خواجہ سلیمان کے صاحبزادے تھے جن کا تعلق ایک انتہائی بزرگ خاندان سے تھا اور آپ کی والدہ حضرت بی بی قرسن خاتون تھیں، جو خود درجہ ولایت پہ فائض تھیں۔ اِن بزرگ خاتون کے بارے میں کہا جاتا ہے

Marfat.com

کہ ایک مرتبہ یہ اپنی تہجّد کی نماز پڑھ رہی تھیں کہ ایک چور اُن کے گھر میں داخل ہوا۔ جونہی آپ کی نظر اُس پر پڑی اُس کی بینائی ضائع ہو گئی۔

چور نے زار زار روتے ہوئے کہا: "جس نیک بخت کی بددُعا سے میری بینائی سَلب ہوئی ہے، میں اُس سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر میری بینائی مجھے واپس مل جائے تو میں عمر بھر چوری نہیں کروں گا۔" اس آہ و زاری سے بی بی صاحبہ کا دل پسیج گیا اور انہوں نے اللہ سے دُعا مانگی کہ وہ اُس آدمی کی مدد کرے۔ آپ کی دُعا فوری طور سے قبول ہوئی، اور اُس شخص کی بینائی بحال ہوئی۔ دوسرے دن صبح کے وقت وہی آدمی، ایک گٹھڑی سَر پہ اُٹھائے، اپنے بیوی بچّوں کے ہمراہ، وہاں کھڑا تھا تاکہ وہ سب مسلمان بن جائیں۔ بی بی قرسن رحمۃ اللہ علیہا نے اُنکا نام عبداللہ رکھا اور مخلصانہ عبادات سے وہ بھی درجۂ ولایت تک پہنچا۔

حضرت جمال الدّین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور بی بی قرسن رحمۃ اللہ علیہا کے یہاں تین بچّے ہوئے: دو بیٹے اور ایک بیٹی۔ بیٹوں کے نام: حضرت عزیز الدّین محمود رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بابا فریدالدّین مسعود رحمۃ اللہ علیہ، اور بیٹی کا نام بی بی جمیلہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا جو حضرت صابر پیاؒ کی والدہ تھیں، رکھے گئے۔

ایسا اکثر ہوتا ہے کہ اولیاء کو کمسنی سے ہی سختیاں جھیلنی پڑتی ہیں اور زیادہ تر مائیں اپنے بچّوں کی پرورش بہترین طریقے سے کرتی ہیں۔ یہی کچھ بابا فریدالدّین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا۔ اُس عمر میں جب

Marfat.com

بچّے لکھنا پڑھنا سیکھتے ہیں، بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآن شریف حفظ کر چکے تھے اور ابتدائی دینی کتب پڑھ چکے تھے۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں سے ایک میں فرماتے ہیں کہ: "غزنی میں ایک آدمی تھا جو سات (۷) قرأت سے قرآنِ مجید پڑھنا جانتا تھا اور اللہ نے اِسے ایک کرامت یہ بھی دی تھی کہ جو شخص قرآن کی ایک سورۃ اُس کے سامنے پڑھ لیتا، اللہ تعالیٰ پُورا قرآن اُس کو یاد کرا دیتا۔ چنانچہ میں نے بھی ایک سورۃ اُس کے سامنے پڑھی تھی اور اُس آدمی کی برکت سے پُورا کلامِ پاک مجھ کو زبانی یاد ہو گیا۔"

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے مُرشد سے (پہلی) ملاقات ملتان کی مسجد میں اُس وقت ہوئی جب آپ فقہ کی مشہور کتاب "نافع" پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک درویش اُن کے قریب آ کے کھڑے ہو گئے اور آپ سے پوچھا: "بیٹے کیا پڑھ رہے ہو؟" بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: "نافع"۔ درویش اِس پر مُسکرائے اور فرمانے لگے: "انشاء اللہ، نافع تمہارے لئے نفع ہو گی۔" جب بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر اُٹھایا تو اُن کی نظریں اُس بزرگ کی روشن آنکھوں سے جا ملائیں۔ اُن آنکھوں کا اثر ایسا ہوا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہی اپنا سر اُن بزرگ کے پیروں پہ رکھ کے فرمایا: "نافع تو آپ ہی کی نظرِ فیض سے اثر ہو گی۔" یہ درویش حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو اُوش سے دہلی جا رہے تھے

Marfat.com

اور وہاں جاتے ہوئے کچھ دیر کے لئے ملتان ٹھہرے تھے۔ تو اس طرح اُس نصیب والے دن دلوں کا تبادلہ ہُوا، محبت اور تسلیم کے عہد و پیمان ہوئے جس سے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابدالآباد تک اپنے مُرشد کے غُلام بن گئے۔

جب قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور کیلئے روانہ ہُوئے تو بابا صاحب رح آپ کے ساتھ تین منزلوں تک گئے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ دینیہ کے حصول کے لئے اچھا خاصہ وقت صَرف کیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سیاحت بھی کی اور کئی بزرگوں سے ملے جیسے کہ شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ سیف الدین ہزرمی، حضرت شیخ کرمانی، حضرت شیخ فرید الدین عطّار، حضرت بہاؤالدین زکریا اور دیگر بزرگ۔ یہ سیاحتیں اکثر اولیاء کرام کی تربیت کے لئے ہوتی ہیں۔ اِن سیاحتوں میں وہ جن بزرگوں کی صحبت اُٹھاتے ہیں، اُن سے سیکھتے اور علم حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً، بابا فرید گنجِ شکر رح اپنی کتاب راحتُ القلوب میں فرماتے ہیں کہ اُن کی ملاقات حضرت عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جو حضرت ذوالنور مصری رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے/پوتے تھے۔ آپ ایک غار میں رہتے تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: "میں حضرت عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ غار میں تھا کہ افطار کے وقت میں نے ایک طباق دیکھا جس میں کچھ دُودھ اور کھجوریں تھیں جو اُس بزرگ کے سامنے آگیا۔ خُرمہ (کھجوریں) ۱۰ ر تھیں۔ حضرت عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرمانے

Marfat.com

لگے کہ: "میرے لئے صرف ۵ عدد کھجوریں آتی ہیں، آج یہ ۱۰ ہیں آپ کی وجہ سے۔ آیئے یہ دودھ پیجئے اور افطار کیجئے۔" ہم نے افطار کیا اور اُسی وقت بدخشاں کے خلیفہ نے آکر اس ولی کی خدمت میں پیش ہو کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "آپ کو کیا حاجت یہاں لائی؟" انہوں نے جواب دیا کہ: "والیءِ سیوستان نے میرے مال پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ مجھے اُس سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔" شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ مُسکرا دیئے اور ایک لاٹھی اُٹھا کر اُسے سیوستان کی طرف کرتے ہُوئے فرمایا: "میں مارے دیتا ہوں۔" پھر خلیفہ واپس چلے گئے۔ کچھ عرصے کے بعد لوگ اُس خلیفہ کے مال کو واپس لائے، اور اُن کو بتایا کہ ایک روز والیءِ سیوستان اپنا دربار لگائے بیٹھا تھا اور حکم صادر کر رہا تھا کہ اچانک ایک لاٹھی دیوار سے نمودار ہوئی اور اُس کی پیٹھ پر اتنے زور سے ضرب لگائی کہ وہ فوراً ہی مر گیا۔ ایک غیبی آواز سنائی دی کہ: "یہ شیخ عبدالواحد بدخشانی کا ہاتھ ہے جس نے اِس کو (یعنی والیءِ سیوستان کو) مار ڈالا۔"

حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ جب باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملے تو انہوں نے باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اُن فیوض و برکات کی پیش گوئی کی جو باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نصیب تھے اور آپ کو "فریدالدین" کا خطاب عطا کیا۔ یہ خطاب دراصل دربارِ الٰہی سے بھیجا گیا تھا۔ اِسی طرح اللہ کے

Marfat.com

ایک اور عظیم ولی، حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس ولی اللہ کو اپنے فیض سے نوازا جب وہ ملتان میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: "اے فرید! آپ کا کام کہاں تک پہنچا ہے؟" بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: "اگر آپکی اجازت ہو تو میں اس کُرسی کو اُڑنے کا حکم دے سکتا ہوں جس پر آپ بیٹھے ہیں۔" ابھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ کی کُرسی نے اُڑنا شروع کیا۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ کُرسی پر رکھا اور اُسے نیچے فرش کی طرف دبایا اور فرمایا: "مولانا فرید! خوب مقام حاصل کیا ہے۔"

جب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتان سے دہلی گئے تو وہ ایک بار پھر اپنے مُرشد سے ملے۔ جو چیزیں آپ نے وہاں دیکھیں وہ آپ نے کہیں اور نہیں دیکھی تھیں۔ اپنی کتاب، "راحت القلوب" میں آپ نے لکھا ہے: "میں نے خود کو اُن کے دامنِ دولت سے وابستہ کر لیا اور بیعت کی نعمت سے مشرف ہوا۔ تین (۳) دن تک میرے مُرشد مجھ پر نعمت پر نعمت بخشتے رہے۔ اُس کے بعد فرمانے لگے، "مولانا فرید! تم نے اپنا کام پُورا کیا ہُوا تھا، پھر میرے پاس آئے ہو۔"

اُس کے کچھ عرصے بعد بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ، اپنے مُرشد کی اجازت سے ہانسی تشریف لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کامل تنہائی میں رہے۔ آپ دو۲ ہفتے

Marfat.com

ہانسی میں رہتے اور دو ہفتے دہلی میں اپنے مرشد کے پاس قیام کرتے۔ اُن ہی دنوں کے دوران حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے تشریف لائے۔ وہاں آپ نے جب بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے علم و ریاضت کے بارے میں سُنا، تو خود بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے اُن کے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ اُن پر نظر پڑتے ہی انہوں نے حضرت قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: "بابا بختیار! اس جوان کو کب تک مجاہدے میں جلاؤ گے، اِسے کچھ عطا کرو۔" پھر وہ قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دونوں بزرگوں کے بیچ میں کھڑے ہونے کے لئے کہا اور پھر اُن کے حق میں دُعا فرمائی۔ پھر حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "فرید ایک ایسی شمع ہے جس سے سارا خانوادۂ درویشاں روشن ہے۔"

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ہانسی بھی پُر شور ہو گیا اُن لوگوں سے جو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے چلے آتے تھے۔ اس لئے آپ نے ایک نئی جگہ تلاش کرنی شروع کی اور آخر کار اجودھن میں مقیم ہو گئے، جسے آج کل پاک پتن شریف کہتے ہیں۔ وہ جگہ، اُس زمانے میں، ایک جنگل کے قریب واقع تھی اور اُس کے اِرد گرد کی آبادی زیادہ تر غیر مسلمین پر مشتمل تھی، حتیٰ کہ مسلمان بھی اپنے دین پر قاعدے سے قائم نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جگہ اپنی مستقل سکونت کیلئے

Marfat.com

اختیار کی۔ (لیکن) اس جگہ قیام کرنا آسان نہ تھا۔ اِس وَلی کیخلاف بڑی منصوبہ سازیاں اور حسد کارفرما تھے۔ حتیٰ کہ وہاں کی مسجد کے امام بھی باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اتنے مخالف ہو گئے کہ سماع کے خلاف ایک فتویٰ جاری کرنا چاہتے تھے، جس کی محفلیں باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر منعقد ہوتی تھیں۔ جب ملتان کے علماء نے پوچھا کہ سماع کرنے والے شخص کون ہیں، اور جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں، تو انہوں نے فتویٰ جاری کرنے سے انکار کیا، اور کہنے لگے کہ: "ایسے کامل مَرد کے خلاف ہم فتویٰ نہیں دے سکتے۔" جادوگروں کو بھی باباصاحبؒ کو نقصان پہنچانے کے لئے استعمال کیا گیا، لیکن یہ لوگ بھی پکڑے گئے۔ یہاں تک کہ ایک شخص سے جو درویش کے روپ میں تھا، کہا گیا کہ وہ جا کے باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کر ڈالے۔ وہ بغل میں خنجر دبائے باباصاحبؒ کے پاس پہنچا۔ اُس وقت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ سجدے میں تھے۔ اپنا سر اُٹھائے بغیر اِس ولی نے فرمایا: "کیا یہاں کوئی ہے؟" اُس وقت حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حجرے میں موجود تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ: "آپ کا غلام نظام الدین یہاں موجود ہے۔" اس پہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سجدے کی حالت میں فرمایا: "کیا یہاں ایک ایسا درویش کھڑا ہے جس کے کانوں میں سفید مُندرے ہیں؟" حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ: "جی ہاں"، (اس پہ) باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اِس شخص

Marfat.com

کی کمر کے ساتھ ایک خنجر چھپا ہوا ہے اور میرے قتل کے لئے یہاں آیا ہوا ہے۔ اُسے بتادیں کہ وہ اپنی عاقبت کو تباہ نہ کرے اور یہاں سے چلا جائے۔" جب اُس جعلی درویش نے یہ سنا تو وہ کانپنے لگا اور دوڑتا ہوا قاضی کے پاس پہنچا اور کہنے لگا: "ایسے مردِ حق کو قتل کرنا میرے بس میں نہیں۔"

کہتے ہیں کہ اجودھن میں ایک جوگی تھا جو کافی جوگ مشقیں کیا کرتا تھا' اور حبسِ دم میں ماہر تھا۔ وہ ہر آٹھویں (۸) روز صرف گائے کا دودھ پیا کرتا تھا۔ اور جب اُس کے چیلے دودھ لاتے تو وہ سارا دودھ پی لیا کرتا تھا چاہے کتنا ہی دودھ کیوں نہ ہو۔ جب اُس نے باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سنا تو وہ آپ کو آزمانے کے لئے آیا۔ اُس نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ حضرت کامل ہیں تو میرے سونے کی مُندریاں میرے کانوں سے نکل کر زمین پر گر جائیں گی۔ جب باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نظر اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا تو اُس کی سونے کی مُندریاں کانوں سے نکل کر زمین پر گر گئیں۔ پھر اچانک ایک اور خیال اُس کے دل میں آیا کہ اگر یہ مندریاں بیج کی طرح زمین کے اندر جائیں گی اور اُن سے چھوٹی شاخیں اُگ آئیں گی، تو تب یہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہوگی۔ اللہ کے فضل سے وہ مُندریاں زمین میں دھنس گئیں اور یکایک زمین سے چھوٹی چھوٹی شاخیں اُبھرنا شروع ہوگئیں۔ جوگی، حضرت بابافرید رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کو اپنے دل میں تسلیم کر چکا تھا، لیکن

Marfat.com

وہ پھر بھی ایک آخری امتحان لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ اُس نے باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہاکہ، ''میں غائب ہو جاتا ہوں، آپ مجھے تلاش کریں۔'' یہ کہہ کر وہ زمین پر لیٹ گیا اور پھر جوگ مشقوں کے ذریعے اُس نے اپنی رُوح جسم سے باہر نکالی۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ مراقبے میں چلے گئے اور انہوں نے جوگی کی رُوح کو عالمِ ملکوت میں پایا جو اِدھر اُدھر بھٹک رہی تھی۔ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس رُوح کو روکا اور فرمایا: ''یہاں سے آگے نہ جاؤ ورنہ تجھے نقصان ہوگا۔ تم جو یہاں تک پہنچی ہو، وہ صرف اس لئے کہ تمہیں حق کی تلاش ہے۔ اگر تم یہاں سے آگے جانا چاہتی ہو، تو پہلے قوتِ ایمانی حاصل کرو۔'' جب آتما، یعنی رُوح، نے یہ بات سُنی تو وہ واپس لوٹی اور جوگی اُٹھ کھڑا ہوا اور باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر کلمۂ حق کا اعلان کر دیا۔ اُس کو ولایت عطا کر کے سیوِستان روانہ کر دیا گیا۔

باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فقر، فقرِ غیور تھا۔ ایک مرتبہ والئ اجودھن نے باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دو دھانوں کی مِسل اور ۲۰۰ ٹکے بھیجے جو باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہتے ہوئے واپس کر دیے کہ: ''میں یہ قبول نہیں کر سکتا۔ یہ میرے مشائخ کا طریقہ نہیں ہے۔ ان کے طالب بہت ہیں، یہ اُن کو جا کے دے دیں۔'' ایک بار ایک شخص ملتان سے آیا اور کہنے لگا: ''ایک دن حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے پورے شہر میں اعلان کرا دیا کہ، آج جو بھی میرا چہرہ دیکھے گا، وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔''

Marfat.com

پھر انہوں نے سواری پر تمام شہر کا چکر لگایا۔ جب باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سُنا تو آپ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: "اگر بہاؤالدین بھائی نے یہ اعلان کرایا ہے کہ جو اُن کا چہرہ دیکھ لے گا وہ دوزخ نہیں جائے گا، تو میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں، دُنیا میں مسلمانوں میں سے جو شخص میرا ہاتھ پکڑے گا، یا مجھ سے مصافحہ کرے گا، یا میرے فرزندوں کا، یا میرے مُریدوں کا، یا میرے خانوادے میں سے کسی کا ہاتھ تھام لے گا، وہ دوزخ میں نہیں لے جایا جائے گا۔ یہ مَیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میرے پیر حضرت قُطب الدّین بختیار کاکی نے مجھ سے ایک مرتبہ یہی فرمایا تھا۔ اِس کے بعد سے روزانہ ہزار مرتبہ میرے دماغ میں یہ آواز گونجتی ہے کہ "فریدالدین اجودھنی خدا کا نیک بندہ ہے۔"

تو اتنے سچے ہیں اللہ کے عاشق فرید کے الفاظ، وہ جنہوں نے کہا: "محبت میں سچّا وہ ہے جو ذکرِ دوست کے سوا کسی کو پسند نہیں کرتا۔ خوفِ خدا، اللہ کے عدل سے ہے اور رجاء اُس کے فضل سے ہے۔ اللہ کے دربار میں عزیز ترین آدمی وہ ہے جس میں یہ دونوں چیزیں موجود ہیں۔ اے درویش! تُو اپنے مالک کا طالب رہ تا کہ تمام چیزیں جو تیرے مالک کی مِلک میں ہیں تیری طلب گار ہو جائیں۔"

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اکثر یہ دُعا فرمایا کرتے تھے کہ: "اللہ تعالیٰ تجھے دردِ محبّت بخشے۔" اس کی وجہ یہ ہے کہ بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ ایک عاشق

Marfat.com

تھے، اور ایک عاشق کے لئے دردِ محبت سے بڑھ کر قیمتی شے اور کیا ہو سکتی ہے۔

اے اُمتِ محمدی! اولیاء اللہ کا دامن مضبوطی سے تھامیں اور اِس دردِ محبت کو محسوس کریں، کیونکہ یہ ہی حقیقت ہے، یہی اللہ کے تمام عاشقوں کی طلب ہے۔ اپنے آپ کو اس محبت سے تر بہ تر کرلیں اور اُس سبق کو یاد کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اُن کے اہلِ بیت، اُنکے حُسین علیہ السلام نے دنیا کو سیکھایا تھا۔ بے شک سیکھے جانے کے لائق یہ بہترین سبق ہیں۔

میری دُعا ہے کہ اللہ ہمارے دلوں کو دردِ محبت سے بھر دے۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

۲۵، نومبر ۲۰۱۲ء
۱۰، محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

عاشورہ

○ واقعۂ کربلا

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو نیتوں کا سب حال جانتا ہے، اور وہ سب کچھ بھی جانتا ہے جو دلوں کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہیں۔ وہ اُس سب کچھ کو دیکھتا اور جانتا ہے جو دونوں جہانوں میں ہو چکا ہے اور جو ہونے جا رہا ہے۔

درود و سلام اُس کامل بشر اور اُن معصوم پہ جو ہر وقت اپنی اُمت کے لئے دست بہ دُعا رہے ہیں اور جو اُس کے لئے روزِ جزا میں شافع ہوں گے۔

ھو

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن اُمتیوں پر جو اہل بیت سے بھی محبت کرتے ہیں۔ یہ کتنی خوبصورت نسبت ہے جو اِس انداز سے قائم ہوتی ہے۔

یہ سچ ہے کہ نسبتِ حُسینؑ ایک اعزاز ہے، یہ ایک انعام ہے کیونکہ یہ نسبت آدمی کو تفکرات اور تباہیوں سے چھٹکارا دلاتی ہے،

Marfat.com

اور آدمی کے ایمان میں قوت بخشتی ہے۔ لیکن یہ نسبت تو فقط نصیب والوں کو ملتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اِسے زندگی بھر اپنے سینے سے لگائے رہتے ہیں۔ واقعۂ کربلا اشکوں سے لکھی گئی ایک داستان ہے۔ صدیوں سے ہر وہ شخص جو سچی محبت کے معنیٰ جانتا ہے، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے المیہ پہ رویا ہے۔ یہ واقعۂ اہلِ بیت کے خلاف ستم گری کا واقعہ ہے؛ اِس میں آنسو ہیں، اس میں غم ہے، اس میں اندوہ ہے، اور اِس میں غم و رضا کے خاموش الفاظ بھی ہیں۔ یہ خانوادہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ ہے، حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزا اور پیاروں کا واقعہ ہے۔ یہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نورِ نظر اور فخرِ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے، جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جانِ جاناں اور اُن کیلئے دائمی خوشی اور سکون کا باعث تھے، جنکو صرف اس لئے شہید کیا گیا کہ انہوں نے اُن لوگوں کے آگے اپنا سرِ مُبارک نہیں جھکایا جو عیش و عشرت میں پلے ہوئے تھے اور جن کے احساسات پر دنیا کی بے حسی کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ یہ دو طرفین کا واقعہ ہے: ایکطرف کالی اور دوسری طرف سفید۔ نیکی اور بدی کے درمیان جنگ، شر اور خیر کے مابین جنگ، فریب دینا، اور اُن لوگوں کی معصومیت کے درمیان جنگ جن کی نسبت دنیا سے نہیں۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کربلا کا نام لیں اور آپ کے دل میں

Marfat.com

چبھتا ہوا درد محسوس نہ ہو اور آپ کی رُوح دُکھ دینے والا غم محسوس نہ کرے۔ کربلا ایک درد ہے، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درد، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا درد، امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درد، ایک درد جو اُمت کی طرف سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔

میدانِ کربلا میں ہوا کارساز کون
گزرا ہے برچھیوں میں عبادت گزار کون
مسجد کی ہر دیوار سے آتی ہے یہ صدا
دیتے نہ سر حُسین تو پڑھتا نماز کون

دنیا نے ظلم و جبر کے کئی واقعات دیکھیں ہیں، لیکن کربلا میں ہونے والا دس (۱۰) محرم ۶۱ھ ہجری کا ظلم زمانوں کا سب سے بڑا ظلم تھا۔ معصوم امامِ عالی مقام کو اُن کے چند معصوم مرد، خواتین اور بچّوں کے ساتھ بائیس ہزار (۲۲،۰۰۰) شامی فوج کے ظلم کا نشانہ بننے پر مجبور کیا گیا۔ یہ تھا اُن یزیدیوں کا برتاؤ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت کے ساتھ۔ وہ رسولِ محترم جنہوں نے اُن کو اللہ کی جانب جانے والا راستہ دکھایا اور جو اُن کو ظلمت سے نکال کر نورِ حق کی جانب لے آئے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی صرف زبان سے کلمہ پڑھنے سے مسلمان نہیں بنتا۔ کلمہ تو اُس کے دل کی گہرائی سے آنا چاہیئے۔ یہ ہی تو اصل ایمان ہے۔ وہ دل جن میں ایمان داخل نہیں ہوتا، شیطان

Marfat.com

اور اُس کے چیلوں کا بسیرا بن جاتا ہے۔ ایسا شخص زندگی بھر اُس بدگمانی میں رہتا ہے کہ وہ مسلمان ہے، لیکن اُس کی خودغرضی اُس کے نامۂ اعمال کو تباہ کرتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اُس کی بدکاریاں اُسے اُس کے ابدی عذاب تک پہنچاتی ہیں جس کے لئے وہ اپنی آخرت کی زندگی میں مسلسل پچھتاتا رہے گا۔

کربلا کے دو پہلو ہیں: ایک پہلو دُنیا ہے، یعنی وہ لوگ جنہوں نے دنیا سے محبّت کی، اُس میں رہے تاکہ اُس کے ثمرات سے مستفیض ہوں؛ اور دوسرے پہلو والے وہ بے لوث اور معصوم لوگ تھے جنکی نسبت اُن کے رَبّ سے تھی، اور جو اللہ کی خوشنودی کے طلب گار تھے۔ وہ دن جو دس (۱۰) محرّم کو طلوع ہُوا تھا، ایک نہایت باہمّت دن تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اُس دن کیا ہونے والا ہے۔ اُن سب کو معلوم تھا جو اُس دن وہاں موجود تھے، اُن سب کو جن کی نسبت اللہ سے تھی۔ آسمان کے دروازے اور دریچے کُھلے تھے اور کئی آنکھوں نے بڑے دُکھ اور دَرد سے دیکھا جو کچھ اُس دن واقعہ ہُوا۔ انہوں نے امام عالی مقام کی آنکھوں میں عزم کو دیکھا اور اُن کی آواز میں اُن کے جذبات کو محسوس کیا جس وقت وہ ابنِ زیاد کے بائیس ہزار (۲۲،۰۰۰) بُزدلوں سے خطاب کرتے ہوئے فرما رہے تھے: ”لوگو! میری بات سنو! جلدی نہ کرو، مجھے نصیحت کر لینے دو۔ لوگو! میرے حسبِ نسب

Marfat.com

پر غور کرو اور دیکھو میں کون ہوں۔ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں؟ اُن کے عم زاد کا بیٹا نہیں؟ کیا سیّد الشہدا حمزہ میرے باپ کے چچا نہیں؟ کیا جعفر طیار میرے چچا نہیں؟ کیا تم نے میرے اور میرے بھائی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سُنا کہ ہم دونوں جوانانِ جنت کے سردار اور اہلِ سُنّت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں؟ تم میرے بیان کی تصدیق کرو جو کہ یقیناً سچا ہے کیونکہ بخدا میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔"

کربلا وہ جگہ ہے جس نے یہ منظر دیکھا کہ: دلوں کی طمع نے کس طرح اُن رشتوں اور وعدوں کی گردن پر چُھری پھیر دی جو اُنہوں نے اپنے نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے تھے۔ کیا یہ وہی لوگ نہیں تھے جن سے کہا گیا تھا کہ وہ زندگی بھر اللہ کی رَسّی کو مضبوطی سے تھامیں۔ یعنی قرآن کو، سُنّت کو اور اہلِ بیت کو؟ ان ساری باتوں کو صرف کچھ چاندی اور سونے کے سکّوں کی چمک کی خاطر بُھلا دیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ یہاں تک کہ وہ ہمشکل نبی یعنی شہزادہ علی اکبر کے حَسین چہرے کو بھی دیکھ نہیں سکیں تھیں۔ یعنی ہم شکلی بھی اُس تلوار کو روک نہ سکی جو لختِ جگرِ امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آن گری تھی۔ شہزادۂ ہاشمی، جن کی زبان پیاس کے مارے سُوکھ چکی تھی، اور جنکا جسم اُن تلواروں کی ضربوں سے چھلنی ہو گیا تھا، جو ہر طرف سے لگائے جا رہے تھے، لیکن پھر بھی اِس ابن رسول نے اپنے بازوءِ حیدری کے

Marfat.com

زور سے کئی حملہ آوروں کو واصل با جہنم کیا۔

اگر معصوم لشکرِ حسین کے حوصلے کو دیکھنا ہو، تو اپنی آنکھیں کھولیں اور چھوٹے عون اور محمد کو دیکھیں، جو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھوں کے تارے اور اپنے والد کے دل کی ٹھنڈک تھے، کہ کس طرح یہ دو چھوٹے فرشتے اپنے ماموں کے پاس آئے اور بڑوں کی طرح اُن کے پاس کھڑے ہو کر اُسی جرأت سے بولے جس جرأت سے اُنکی ماں کہہ رہی تھیں: ماموں جان! ہماری کمسنی پر نہ جائیں۔ ہمارے رگوں میں بھی شیرِ خُدا کا خون ہے۔" ذرا اِن دو شہزادوں کی آنکھوں کی وہ چمک ملاحظہ کریں جب اُن کے ماموں نے انہیں بھاری دِل کے ساتھ اپنا سر ہلاتے ہوئے اجازت دی۔ تو اس طرح جب یہ دونوں باہمت نوجوان گھوڑوں پر سوار ہو کر گئے تو ابنِ سعد نے کہا: "یہ حُسین کے بھانجے ہیں، گرد و غبار بیٹھنے سے پہلے ہی اِن کو ختم کر دیا جائے۔ کوئی اِن پر ترس نہ کھائے۔" پھر اُس نے اِن بچّوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے کہا: "دیکھو فرات ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور تم تین[3] دن کے پیاسے۔" مگر اُس کے خیالات کبھی بھی ان بچوں کے مقام تک نہیں پہنچ سکے ہوں گے۔ (علی کرم اللہ وجہہ کا گھر کیا گھر ہے، جس گھر کا ہر اِک بچہ جسے دیکھو وُہی شیرِ خدا معلوم ہوتا ہے)۔ تو اِن بچّوں کے وعدے بھی پُورے ہوئے۔ اُن کی خون آلود لاشیں اُن کی ماں سیدہ زینبؓ

Marfat.com

کی گود میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہتے ہوئے ڈالیں کہ: "بہن! تیرے بیٹے بھی قربان ہو گئے۔" اور یہ دونوں حَسین پھول بھی کربلا کے لالہ زار کا حصّہ بن گئے۔

وہ دن کیسا دن تھا؟ اُس کی منظر کشی کون کر سکتا ہے، کون اُس کے بارے میں لکھ سکتا ہے؟ کوئی نہیں، بالکل ہی کوئی نہیں! جی ہاں، آسمان سے دیکھنے والی وہ آنکھیں خاموشی سے یہ خونی کھیل دیکھ رہی تھیں۔ وہ دیکھ رہی تھیں کہ بائیس ہزار (۲۲،۰۰۰) سپاہی، بہتّر (۷۲) معصوموں کو دریائے فرات کے کنارے گھیرے ہُوئے تھے۔ وہ دریا جو آہ و بقا کر رہا تھا۔ دریا کی موجیں اہلِ بیتِ رسول تک پہنچنے کے لئے مچل رہی تھیں کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ خیمہ گاہ میں معصُوم بچے اور طفل پیاس کی حالت میں موجود ہیں۔ وہ خیموں میں سے معصوم آنکھوں کو جھانکتی دیکھ سکتی تھیں۔ منہ کھلے اور زبانیں سُوکھیں، مگر کسی سے شکوہ کا ایک لفظ کہے بغیر۔ یہ تھا بیتِ رسُول کا صبر۔

لیکن یزیدیوں کے لئے یہی کچھ کافی نہ تھا، اُن کی خون آشام تلواروں کو مزید معصومیت کی طلب تھی، وہ اہلِ بیت کے خون کی پیاسی تھیں۔ تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور اہلِ جنّت کی چمکتی آنکھوں کو دیکھا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیچے دیکھا اور اپنی والدہ کی موجودگی کو محسوس کیا، اُن کی جانی پہچانی خوشبو محسوس کی، اُس وقت اُن کو معلوم تھا کہ اُنہیں ابھی کیا قربانی دینی ہے۔ وہ جانتے تھے کہ اُن کی

Marfat.com

ماں اس قربانی پر کتنا فخر کریں گی۔ اب چھوٹے علی اصغر کی قربانی کی باری تھی، وہ طفل جس کے خون میں ابھی شیرِ مادر تازہ تھا۔ لیکن پھر بھی اس کا چھوٹا پیٹ خالی تھا کیونکہ پچھلے تین (۳) دن سے اُس کی زبان پانی کے چند قطروں کے لئے ترس رہی تھی۔ حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس معصوم سی جان کو اللہ کی راہ میں دینے سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ہچکچائے۔

؎ اکبر وہ سو رہا ہے ، یہ اصغر کی قبر ہے
شبیر چُپ کھڑا ہے ، یہ معیارِ صبر ہے

جی ہاں! یہ ایک بڑا جُرأت والا دن تھا۔ آسمان پر بھلا ایسی کونسی آنکھ اس پہ اشک بار نہ ہوتی، کس طرح کوئی دل کربلا کے زخموں سے بچے بغیر رہ سکتا تھا، ہر طرف خون ہی خون تھا۔ علی اکبر کا خون، علی اصغر کا خون، قاسم دولہا اور محمد اور عون کا خون، اور عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون، وہ عباس علمدار جنہیں اپنی بھتیجی سکینہ سے دنیا کی ہر شے سے زیادہ محبت تھی۔ تو اُس دن جب آپ اُن کے خیمے میں گئے تو بھتیجی نے بڑی معصومیت سے اُن کے گلے میں اپنی باہیں ڈالتے ہوئے کہا: چاچا دیکھو میرا حلق کس طرح خشک ہے، کہیں سے دو گھونٹ پانی لا دو۔"

یہ سُن کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموشی سے باہر آئے، اپنی تلوار اُٹھائی، اور جونہی اپنے گھوڑے کی جانب بڑھے، حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں روکا اور فرمایا: "تم کہاں جا رہے ہو؟ تم تو اس چھوٹی سی جماعت

Marfat.com

کے علم بردار ہو۔" حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: "جب تک عباس کے جسم میں جان ہے، حق اور صداقت کے اس عَلَم کو گرنے نہیں دونگا۔" اِس پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اچھا عباس! جاؤ۔ پہلے دشمنوں سے پانی طلب کرو، شاید کسی اَولاد والے کے دل میں رحم آجائے اور وہ بچّوں کے لئے پانی دے دے۔" پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مشکیزہ اپنے کاندھے پہ لٹکایا اور کچھ لمحوں میں آپ دریا کے اندر تھے۔ ٹھنڈے پانی کے چند قطرے آپ کے چہرے پر پڑے تو جونہی آپ کا ہاتھ نیچے گیا تاکہ ایک گھونٹ پی لیں، اچانک آپ کو اپنی پیاری سکینہ یاد آگئی جو کہہ رہی تھی: "دو (۲) گھونٹ پانی ہی لا دو۔" وہ بھلا اپنے بچّوں سے پہلے کس طرح پی سکتے تھے؟ اس لئے آپ نے اپنے ہاتھ سے پانی پھینک دیا اور مشکیزے کو بھرا، جونہی آپ دریا سے باہر آئے سپاہی آپ کی جانب جھپٹ پڑے اور اُس بازو پہ شدید وار کیا جس سے آپ پانی اُٹھائے ہوئے تھے۔ آپ کو چونکہ مشکیزہ بچانا تھا، اس لئے آپ نے فوراً ہی دوسرے بازو سے اُسے پکڑ لیا۔ لیکن آپ پر دوبارہ حملہ ہوا اور آپ کا دوسرا بازو بھی کٹ گیا۔ آپ نے جلدی سے مشکیزہ اپنے منہ سے پکڑ لیا۔ اور اپنے بچّوں کے پاس جانے کے لئے کوئی راہ تلاش کرنے لگے۔ مگر یزید کے ظالمان نے آپ کو گھیرے میں لیا ہوئے تھا، اور پھر ایک تیر نے مشکیزے کو چیرا اور سارا پانی آپ کی آنکھوں کے سامنے ہی بہہ گیا۔ عین اُسی وقت سکینہ کا

Marfat.com

معصوم چہرہ آپ کی آنکھوں کے سامنے آیا اور پھر آپ نے اپنی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند کر لیں۔

ے پیاسوں کو ایک بوند بھی پانی نہ مل سکا
حالانکہ اس زمین پر سمند ر بنے رہے
خون بہا عباس کا پانی کے ساتھ
لاش سے بوئے وفا آتی رہی

وہ ایک عجیب دن تھا دیکھنے والی آنکھوں کے لئے۔ گلشنِ فاطمہ کے تمام شگفتہ پھول اور ادھ کھلی ننھی کلیاں کربلا کے میدان میں پڑی ہوئی تھیں۔ امام عالی مقام ایک ایک کر کے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو بارگاہِ عالی میں پیش کرتے جارہے تھے اور ایک ایک کر کے قربانیءِ حسین کو ان کا رب قبول فرمارہا تھا۔ اگر آپ اس دن وہاں موجود ہوتے تو آپ دیکھ سکتے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کس شان و شوکت سے اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے نرم و ملائم گیسو شانوں پر لہرا رہے تھے اور آپ کے نانا جان کا دستار آپ کے سرِ مبارک پر سجا ہوا تھا اور آپ بالکل اپنے نانا جان کی طرح نظر آرہے تھے، چودھویں کے چاند کی طرح نور افشانی کرتے ہوئے۔ آپ کی جبینِ مبارک بھی نور سے دمک رہی تھی، وہ جبین جو ہر وقت اپنے اللہ کے آگے جھکی رہتی تھی۔

وہ دن اللہ کے امام حسین رضؓ کا تھا، اُس دن آپ کی آنکھوں میں

Marfat.com

ایک ایسی چمک تھی کہ دشمنوں میں سے کوئی بھی اُن آنکھوں میں جھانک نہیں سکتا تھا۔ وہ آنکھیں چمکتی، دمکتی اور پُرنم ہوئیں جب اُنکے سامنے نانا جان کا چہرہِ اقدس آیا، جو میدان کے کنارے امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ اور والد کے ہمراہ کھڑے تھے۔ ایک عجیب فخر اُن کے چہروں پر عیاں تھا کربلا کے اُس بدنصیب دن پر۔ حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اپنا گھوڑا شامی فوج کی طرف موڑا اور ایسے لگا کہ فسق و فجور کے اندھیروں میں حق و صداقت کا آفتاب طلوع اُٹھا جس کی تجلّی سے کربلا کے ذرّے ذرّے چمک اُٹھے۔ جلالِ حیدری جوش میں آگیا جس کے رعب و دبدبہ سے لشکرِ یزیدی میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ شیرِ خدا کے لال نے للکارا۔ "اے کوفہ کے دغاباز انسانوں میں اپنی خوشی سے نہیں آیا، تمہارے بلانے پر آیا ہوں۔ تم نے میرے ساتھ وعدے کئے تھے، وہ اَب کہاں ہیں۔ یہ دھوکہ ہے، فریب ہے۔ تم نے دنیا کی لالچ میں میرے بال بچوں کو بھوکا پیاسا شہید کر دیا۔ تم نے اہلِ بیت پر ظلم کیا۔ تم نے چند روز کے عیش کی خاطر اپنی عاقبت خراب کر دی۔ میں تم سے نہیں ڈرتا اور نہ تمہاری تلواروں سے ڈرتا ہوں۔ البتہ میری وجہ سے تم پر جو قہر نازل ہونے والا ہے اُس سے ڈرتا ہوں۔ اَب بھی وقت ہے، سنبھل جاؤ اور یزید کی باطل حکومت کے جال سے نکل جاؤ۔" یہ سنان بن عوص تھا جس کے تیر نے شہنشاہِ کربلا کو جواب دیا۔ لیکن اُسی لمحے امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں موجود تیغِ علی لہرائی

Marfat.com

اور منٹوں میں آٹھ (۸) یزیدی واصلِ با جہنم ہو گئے۔ تین ۳ دن کے پیاسے امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شیر جیسی شجاعت تھی۔ جہاں بھی آپ کی تلوار اُٹھتی تو بجلی کی تیزی سے کامل قوت کے ساتھ دشمن پر پڑتی۔ جہاں جہاں یہ ہاشمی شیر جاتے، صفوں کو تہہ و بالا کرتے گئے۔ پھر ایک تیر حُسین بن فہیم کی جانب سے چلایا گیا جو امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روشن چہرے پہ آ کے لگا، اور جب امامِ عالی مقام نے اُسے کھینچ نکالا تو خُون کا فوّارہ چھُوٹا۔ پھر آپ پر تیروں کی بارش شروع ہوئی۔ لیکن اُس کے باوجود شیرِ مصطفیٰ کے قریب جانے کی کسی میں ہمت نہ تھی۔ تب جا کے سنّان بن عوص آگے بڑھا اور امام پہ ایک برچھی سے حملہ کیا۔ اس سے امام عالی مقام گھوڑے سے گر پڑے۔ پھر شمرِ لعین اُس سینے پر بیٹھ گیا جو کبھی آغوشِ رسالت میں ہوا کرتا تھا۔ اس لعین نے اپنا خنجر بلند کیا، مگر امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے روکا اور فرمایا: "رُک جاؤ، پہلے مجھے اپنی نماز پڑھ لینے دو۔" امام حسین رضؓ اپنے لہو سے وضو کئے ہوئے تھے، قبلہ رُخ ہو کے بیٹھ گئے اور پھر اپنی پیشانی سرزمینِ کربلا پر رکھ دی۔ اس رُوئے زمین پر آپ کا یہ آخری سجدہ تھا۔ شمرِ لعین کا خنجر پھر بلند ہوا اور قربانیِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری شخص نے خود کو بارگاہِ ربّ میں پیش کر دیا۔

ے سجدہ تو سب نے کیا، تیرا عجیب انداز ہے
تو نے وہ سجدہ کیا، جس پر خدا کو ناز ہے

Marfat.com

اے اُمتِ محمدی! اُمتِ محمدی اپنے اللہ کے حضور کئی تحفے بھیجتی ہے اپنی حمد و ثناء، اپنی نیکیاں، اپنی عبادات کی صورت میں، لیکن ایک تحفہ جو کربلا کے اُس دن اللہ کو پیش کیا گیا تھا، وہ سب سے خوبصورت اور قیمتی ہدیہ تھا، جسکا موازنہ کسی دوسرے ہدیے سے نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یہ تھا اُس خون کا پہلا قطرہ جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی گردن سے ٹپکا تھا، وہ گردن جسے رسول اللہ ﷺ نے چوما تھا اور جو ہمیشہ اللہ کے دین کے لئے سیدھی اُٹھی ہوئی رہتی تھی۔ خون کا وہ پہلا قطرہ جو اُس مقدّس گردن سے ٹپکا تھا، اُمتِ محمدی کی طرف سے پیش کردہ سب سے قیمتی تحفہ ہے۔ اُس میں رسول اللہ ﷺ کی خوشبو تھی، اُس میں شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی جُراُت تھی، حضرت فاطمۃُ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفا تھی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے وہ عہد و پیمان تھے جو انہوں نے اُس عاشورہ کے دن پُورے کئے۔

کیا کوئی دوسرا تحفہ اس تحفے کی برابری کر سکتا ہے جسے آپکے رَبّ نے خود اُٹھایا تھا۔ اُس نے اُسے زمین پر گرنے نہیں دیا۔ اگر وہ گر جاتا تو یہ دنیا اس شدت سے ہل جاتی، زلزلہ اور قوّت کے ساتھ کہ یزیدی فوج کے سارے کے سارے (۲۲،۰۰۰) لوگ اُسی لمحے میں زمین میں دھنس جاتے۔

لیکن اللہ کس طرح اُس قطرے کی بے حُرمتی کر کے اُسے زمین

Marfat.com

پر گرنے دیتے ؟ اِسلئے اُس نے خود ہی اُسے فوراً اُٹھا لیا اور اپنے عرش کے نیچے رکھ لیا۔ اور وہاں سے خون کے اُسی قطرے سے دریائے کربلا نے بہنا شروع کیا۔ یہ وہی دریا ہے جو تمام اہلِ بیعت کے خون کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جن پر ظلم ہوا ، اور اُن تمام شہدائے کے خون کو جو اپنا لہو راہِ خدا میں بہاتے ہیں۔ اُس دریا کی موجیں زیادہ بپھر رہی ہیں، زیادہ غصیلی ہو رہی ہیں جیسے جیسے وقت اپنے خاتمہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ وہ اپنا بدلہ لینے کے لئے بے چین ہیں اور وہ بدلہ روزِ جزا میں لیا جائے گا ، اُس وقت جب دریائے کربلا دنیا کو دکھایا جائیگا۔

واقعہ کربلا قربانی کا ایک خوبصورت واقعہ ہے ، وفاداری اور اور وفا کا ، اور سب سے بڑھ کر عشق کا۔ یہ واقعہ اُمت کو دکھاتا ہے کہ کس طرح فنائیت دائمی بقاء عطا کرتی ہے اور کس طرح عشق اپنے جامِ سُرور سے نشہ طاری کرسکتا ہے ، اَبدی نشے کا جام۔ دس محرم کا وہ دن ایک جنگ نہیں تھا ، وہ دراصل ایک رقص تھا۔ رقصِ بسمل۔ اللہ کے بہتر (۷۲) قلندروں کا رقصِ بسمل جو انہوں نے اپنے اللہ کے سامنے پیش کیا۔ یہ بے خودی اور جذب کا رقص تھا۔ یہ حال اور مستی کا رقص تھا۔ یہ جامِ مصطفیٰ کا نشہ تھا جو جامِ وفائے اہلبیت سے پیا گیا تھا۔

یہ جام اَب بھی موجود ہے ، یہ پیالہ ابھی تک موجود ہے۔ بس اپنی آنکھیں کھولنے اور دیکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ جام تمام مرشدین کے

Marfat.com

پاس موجود ہے، اللہ کے تمام عاشقوں کے پاس۔ آیئے اور اسی جام سے پیجیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جام سے، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور امام حسینؓ کے جام سے پیجیئے، اور رقص میں شامل ہو جایئے جو اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک علم الفتح اس دنیا میں موجود ہے۔ آیئے اور اس رقص میں شامل ہو جایئے، رقصِ حسین میں، جو اُس دس محرم والے بدنصیب دن پر شروع ہوا تھا۔ آیئے اور یہ کہہ کر شامل ہو جایئے جو حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا:

ے زعشقِ دوست ہر ساعت درون نار می رقصم
گہے بر خاک می غلطم گہے بر خار می رقصم

(میں اپنے محبوب کے عشق میں ہر لحظہ آتشِ عشق پر ناچتا ہوں، وجد کرتا ہوں۔ کبھی تو میں خاک پر لوٹتا ہوں اور کبھی میں کانٹوں پر رقص کرتا ہوں)

اللہ تعالیٰ کی مبارک باد آپ سب کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے یوم الفتح پر۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

۳۰ نومبر ۲۰۱۲ء
۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

(۲۵۵)

محبّت کے تقاضے

• مُرشدین کی رَاہنمائی

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو ربّ العزّت ہے، جو زمین اور آسمان کا مالک ہے، وہ جس نے انسان کو بہترین رنگ وصورت میں تخلیق کیا، اور جس نے اُسے علم وحکمت سے نوازا، تو پھر کیا آپ کو اُس کی نعمتوں کا شکرگزار نہیں ہونا چاہیئے؟

درود وسلام اُس ذاتِ مقدس پر جن کا اِسمِ گرامی شکور بھی ہے اور عبداللہ بھی ہے؛ آخر زمان کے اُس پیغمبر پر جو کامل طور پر اپنے محبوب کے مُطیع ہیں۔

☆

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کیلئے اور آپکے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو سچّے دلوں کے نور پر، اُس پر جو اپنے اردگرد موجود سب چیزوں کو منوّر کرتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ کسی سے محبّت کرنا آسان نہیں۔ محبّت کے تقاضے بہت ہیں، بہت سی قربانیاں طلب کرتی ہے، وہ آپ سے کامل فدائیت

Marfat.com

مانگتی ہے۔ لوگ دراصل غلط نہیں کہتے اس لئے کہ کسی کے لئے لفظ "محبت" کا اظہار کرنے کے معنی ہیں کہ گویا آپ کہہ رہے ہیں، "ب مجھے آپ کا خیال باقی تمام چیزوں سے زیادہ ہے، میں آپ کی قدر باقی تمام قیمتی چیزوں سے زیادہ کرتا ہوں۔ میری نگاہ میں آپ ہی سب کچھ ہیں اور آپ کے بغیر میں نامکمل ہوں۔"

دیکھا آپ نے اس لفظِ "محبت" کے اصل معنٰی کی گہرائی؟ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو محبوب کے قدموں میں فنائیت کا تقاضہ کرتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ: "میں محبوب کے قدموں کی خاک ہوں اور میں اس قربت سے بہت خوش ہوں۔" تو یہ ہے محبت، ایک سچی محبت جو ایک سچے دِل کی قوّت ہے۔

کیا ہم یہاں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ نہ دیں، کیونکہ اُنکے خیالات دریا کو کوزے میں بند کرنا جیسے ہیں:

"آپ کے اور میرے درمیان کیا پردہ رہ سکتا ہے؟
پردہ تو صرف میں تھا اور آپ نے مجھے تو جلا کر نیست کر دیا۔
میرے محبوب، آپ نے میری راکھ پر اپنا نام لکھ دیا۔
اب تمام چیزیں دیوانی ہیں ہماری آگ میں رقصم۔"

محبت حسین ہے، محبت سحر انگیز ہے۔ اس کی نقشہ کشی یوں کی جا سکتی ہے کہ یہ چاندنی ہے جو سمندر کی دھیمی لہروں پر لطافت سے

Marfat.com

گرتی ہے۔ اس کا حُسن نہایت آرام دہ ہے۔ اس کی تشریح یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ یہ کسی بھی آگ سے نکلنے بھڑکتے شعلے ہیں جو لپک کر ہر اُس شخص کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں جس کے دل میں سُلگتے جذبات ہیں۔ اس قدر شدید ہیں اس کے احساسات۔ سچّی محبت دلوں کو تبدیل کرتی ہے۔ یہ دُنیا کی دُھول کو ہٹا کر اُسے صاف و چمکدار بناتی ہے تاکہ آئینۂ دِل اپنے محبوب کا عکس اپنے اندر سما سکے۔ جیسے کہ مولانا رومؒ نے فرمایا ہے کہ عاشق اور محبوب کے درمیان حائل واحد پردہ عاشق خود ہے۔ عاشق کو چاہیئے کہ وہ خود کو اپنے محبوب میں فنا کر دے تاکہ صرف محبوب رہے اور باقی سب کچھ فنا ہو جائے، عدم ہو جائے، نیست ہو جائے۔ صرف اسی طرح کوئی اپنے محبُوب کو پا سکتا ہے، اپنی سچّی محبت کو۔ "میں نشے میں چُور ہوں میں جانتا ہوں، لیکن اُس کے چہرے پہ ڈوبا ہوا؛ جی ہاں، لیکن اُس کے دریائے شراب میں غرق۔۔۔ یہ اُس کا شہد ہے، اُس کے پھُولوں کا باغ ہے جس نے مجھے کھلایا ہے۔ یہاں بول تو میں رہا ہوں، لیکن آواز اُس کی۔۔۔"

محبّت دیتی بہت ہے، اور یہ تقاضہ بھی کرتی ہے۔ محبّت بہت درد دیتی ہے، بالکل اُسی طرح جیسے ایک خوبصُورت گلاب کے دامن میں کانٹے۔ یہ نشہ دیتی ہے بالکل اُس شخص کی طرح جس کا جام کبھی خالی نہیں۔ چاہے وہ کتنا ہی پی لے، اُس کا جام لبالب بھرا رہتا ہے۔

Marfat.com

یہ دل میں نرمی پیدا کرتی ہے، وہ دل جو عاشق کے لئے کبھی وجود نہیں رکھتا تھا۔ تو اس طرح آپ کہہ سکتے ہیں کہ محبّت بہت کچھ دیتی ہے، لیکن اس کے بدلے یہ لیتی بھی بہت ہے۔ یہ وفا مانگتی ہے، یہ استقامت چاہتی ہے۔ یہ سُپردگی بھی چاہتی ہے اور کامل عقیدت کا بھی مطالبہ کرتی ہے۔ یہ عاجزی بھی مانگتی ہے اور کامل تسلیم بھی۔

تمام "کیوں"، "کس طرح" اور "کس لئے" جیسے الفاظ یہاں ختم ہوتے ہیں۔ تمام دلائل، تمام عقلی منطق کو بالائے طاق رکھنا پڑتا ہے، اور وہ سب کرنا پڑتا ہے جس کا محبّت تقاضا کر رہی ہے۔ اور وہ بیکایک، فوراً اور بلا کوئی سوال کئے کرنا ہے۔ یہ ہے اپنی سچّی محبّت کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کا مطلب، اپنی سچّی محبّت کے آگے خود کو پیش کرنا یا سپرد کرنا، یعنی اپنے مُرشد کے آگے، اپنے رسول کے آگے اور اپنے اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا، جو کہ طریقت میں اوّلین قدم ہے۔ مُرشد کے آگے خود کو سُپرد کرنے سے مُرشد آپکو سکھائے گا کہ اپنے رسُول کے آگے کیسے جُھکنا ہوتا ہے، اور صرف جب آپ اپنے رسول کے آگے سرِ تسلیم خم کریں گے تو تب ہی آپ اپنے اللہ کے آگے جھکنے کے قابل ہوں گے۔ یہ سُپردگی اُس "میں" کو بھی پاش پاش کر دیتی ہے جو آپ کے وجود میں بڑی مضبوطی سے نصب کیا گیا ہے، اور جس کا توڑنا بہت مشکل ہے۔ لیکن جب آپ اپنے مالک، اپنے مرشد اور اپنے رہنما کی تابعداری کرنا سیکھیں گے یعنی

Marfat.com

جب اُن کے احکام آپ کے لئے پہلی ترجیح بن جائیں گے، تو پھر باقی دنیا کی اہمیت نہیں رہے گی۔ اُس وقت ہی آپ اپنے اس ''مَیں،، کو کمزور کرنا شروع کریں گے۔ یہ ہے آپ کی رُوحانی تربیت جو ایک ایسے شخص کے ذریعے دی جائے گی جنہیں آپ دیکھ سکتے ہیں اور سُن سکتے ہیں۔

اگر آپ کا ''مَیں،، اب بھی آپ پر غالب ہوتا ہے، آپ کے مرشد کے احکامات پر غالب آتا ہے، تو آپ کو سمجھ لینا چاہیئے کہ آپ کی سپردگی کامل نہیں ہے۔ اگر آپ اپنے اُس مرشد کے آگے خود کو سُپرد نہیں کر سکتے جنہیں آپ دیکھتے، سُنتے اور اُن سے بات کرتے ہیں پھر آپ کس طرح اُن کے آگے جُھکیں گے جو آپ کی آنکھوں کو دکھائی نہیں دیتے اور جن سے آپ کا زیادہ تر رابطہ قرآن اور سُنت کے ذریعے ہوتا ہے؟ تو پھر آپ اُن کے احکام کو کس طرح مانیں گے یا اُن کے آگے کس طرح سرِ تسلیم خم کرینگے؟ آپ کا دنیاوی مُرشد تو یہاں آپ کی رہنمائی کے لئے، اور آپکو یہ سیکھانے کے لئے موجود ہیں کہ محبت کس طرح کی جائے یا خود کو سُپرد کیسے کیا جائے۔

راہِ طریقت ایک انتہائی خوبصورت راہ ہے، لیکن یہ نہایت مشکل راہ بھی ہے۔ لیکن کیا پوری دُنیا رہنے کے لئے ایک نہایت مشکل جگہ نہیں ہے؟ لیکن کیا ہر ایک مشکلات کی کشتی کا سوار نہیں ہے، جو ہر آن ڈول رہی ہے، ہچکولے کھا رہی ہے، اور جو ہر وقت زندگی کے اس ساگر میں طوفانی لہروں کے نرغے میں ہے۔

Marfat.com

اہلِ طریقت کو فائدہ یہ ہے کہ اُن کے ایک رہنما ہیں، ایک ایسے استاد جو اُنہیں ساحل کا صحیح راستہ دکھاتے ہیں۔ وہ روشنی کے اُس مینار کی طرح ہیں جو ہر وقت رات کی تاریکی میں رہنمائی اور اُمید کی روشنی دکھاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سالکین زندگی کو اتنا مشکل نہیں پاتے۔ چاہے مشکلیں بے شمار کیوں نہ ہوں، آپ کا مُرشد بھی ان میں آپ کا ساتھ دیتا ہے، آپ کی باتیں سن کر، آپ کے لئے دعائیں مانگ کر، اور آپ کو اپنی توجہ میں رکھ کر۔ اس طرح آپ کو مصیبتوں کے وقت تنہا نہیں چھوڑا جاتا۔

بسا اوقات مریدین یہ سوچتے ہیں کہ خانقاہ سے نکل آنے کے بعد وہ جو جی چاہے کر سکتے ہیں۔ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جس وقت وہ اپنے مُرشد کے ہاتھ پہ بیعت کرتے ہیں، تو وہ اُن تمام بزرگوں کے ہاتھ پہ بیعت کر رہے ہوتے ہیں جو سلسلے کے شجرۂ شریف میں مذکور ہیں۔ تو گویا وہ جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں، وہ اِن سب بزرگوں کی نگاہوں میں ہوتے ہیں۔ اَب اگر وہ بد عملی کرتے ہیں، یا خود کو دنیا میں زیادہ ملوث کرتے ہیں، تو جان لیں کے اُن کے مُرشدین اُن کے کرتوتوں سے آگاہ ہیں۔ مُرید مدد کے لئے رجوع کرتا ہے اور مُرشدین اپنے خاموش انداز سے اُس کی رہنمائی کرتے ہیں، لیکن اُس کے دل کو بھی اُن کی رہنمائی اور پیغامات کو حاصل کرنے کے لئے ہمہ وقت آمادہ رہنا چاہیئے۔ جب آپ کے مُرشد آپ کو اوراد عطا کرتے ہیں، تو یہ (دراصل) وہ راستہ ہے جس کے ذریعے

Marfat.com

دل کو قوت حاصل ہوتی ہے اور رُوح کو بھی غذا ملتی ہے۔ جب آپ کا مُرشد آپ کو روحانی محفلوں میں شریک ہونے کا کہیں، تو یہ اہلِ محفل کے لئے براہِ راست فیض ہوتا ہے۔ یہ فیض دَراصل سلسلے کے شجرۂ شریف میں موجود تمام بزرگوں کا، عاشقینِ اللہ کا، پھر صحابہ کرام کا، اہلِ بیت کا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے۔ ایسی ہوتی ہیں ان محفلوں کی رحمتیں۔ حتّٰی کہ آپ کے مُرشد کی صحبت آپ کے دل میں کشادگی اور اُن کی توجّہ آپ کے لئے راہِ سلوک کا راستہ کھول دیتی ہے۔

اپنے مرشد سے یہ تمام قیمتی تحائف وصول کرنے کے بعد بھی اگر آپ اپنے "مَیں" کو ہر چیز پر مقدم جانیں، تو یاد رکھیئے کہ اگر آپ... سال تک بھی اپنے مرشد کے آگے کھڑے رہیں تو تب بھی آپ خالی ہاتھ ہی رہیں گے۔ یہ پھر ایسا ہی ہوگا کہ آپ روحانی نعمتوں کے لئے جھولی پھیلائے ہوئے ہیں اور اُس جھولی کو جگہ جگہ چاک کیا گیا ہو، یا اُس میں چھید ہیں، وہ چھید جو آپ کے "میں" نے اُس میں پیدا کئے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ خانقاہ سے آپ جو بھی نعمت سمیٹنے کی کوشش کریں گے، وہ جھولی سے باآسانی نکل کر کھو جاتی ہے۔

مُریدین میں سے کئی لوگ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ جی ہاں! یہ درست ہے کہ جھولی خود مرید کی غفلت اور اَنا سے پھٹ چکی ہے، لیکن آخر اُس کو درست کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟ اس سوال کا جواب پھر

Marfat.com

لفظِ "تسلیم" ہے، اپنے دل کو اپنے محبوب کے قدموں میں رکھ دیں اور توبہ کریں۔ ہر رات ۲ رکعت نفل نماز توبہ پڑھیں اور اللہ سے معافی طلب کریں۔ نماز کے بعد پورے دن کے واقعات کا جائزہ لیں اور یہ یاد کرنے کی کوشش کریں کہ آپ نے کیا کیا ہے اور کیا کہا ہے۔ اپنا محاسبہ کرنے کی کوشش اس طرح کریں جیسے آپ اپنے جانی دشمن کا کرتے ہیں، جس کے معنی ہیں کہ اپنے گناہوں پر پردہ اپنے کھوکھلے جواز اور بہانوں سے ڈالنے کی کوشش نہ کریں۔ ہمت و شجاعت سے اپنی غلطیوں کو تسلیم کریں اور پھر اپنی اُن غلطیوں اور گناہوں پر اظہارِ پشیمانی اور توبہ کریں جو آپ سے غفلت کے باعث سرزد ہوئی ہیں۔ آپ کا اپنے گناہوں کا احساس و ادراک کرنا آپ کی توبہ کے لئے ضروری ہے کیونکہ اکثر اوقات آپ کی انا اِس احساس کو آپ تک آنے نہیں دیتی۔ توبہ کرنے کے بعد یہ سوچیں کہ آپ نے کسی کے ساتھ بدسلوکی کیوں کی تھی، کیا یہ آپ کی انا تھی جس نے آپ کے منہ میں یہ الفاظ ڈالے، یا کیا یہ آپ کا غصہ تھا جس نے آپ کی تمام تر معقولیت کو اندھا کر دیا تھا؟ جب ایک بار آپ اپنی بدعملی کے بنیادی سبب تک پہنچے ہیں اور اللہ سے توبہ کی ہے، تو پھر اُن لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کریں جو آپ کی بدسلوکی کا شکار رہے ہوں۔ اُن سے معافی مانگنے کی کوشش کریں اور اُن کے لئے دُعائے خیر کریں۔ ہر شب کا محاسبہ آپ کو بری عادتوں اور بے قابو غصّے سے یا اُن گناہوں سے بچاتا

Marfat.com

ہے جو آپ اس کا خیال رکھے بنا کرتے ہیں کہ وہ آپ کے اطراف والوں کو کس بُری طرح مجروح کرتے ہیں۔

مرشد کی رہنمائی زندگی کے ہر مرحلے میں بہت ضروری ہے۔ وہ آپ کے ہاتھ میں چراغ کے مانند ہیں جو تاریک رات میں آپ کو راہ دکھاتے ہیں۔ ایک عاشق ہونے کا دعویٰ کرنا تو آسان ہے، لیکن اس خطاب کو قائم رکھنا بڑا مشکل ہے۔ محبّت کے تقاضے بے شمار ہیں۔ یہ آپ سے آپ کا تقاضہ کرتی ہے، یہ آپ سے آپ کی ذات کا تقاضہ کرتی ہے جو آپ کو دینی پڑے گی۔ یہ آپ سے آپ کی دنیا طلب کرتی ہے، جو آپ کو اپنے دل سے نکال باہر کرنی پڑے گی۔ محبّت ہر شے اپناتی بھی ہے۔ یہ آپ کے دل میں آپ کے نفس کی دوسری خواہشات کا دخل بھی نہیں چاہتی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ آپ کے نفس کی مغلوبیت بھی چاہتی ہے۔

یہ سب کچھ کہنا تو آسان ہے لیکن ایسا کرنا شاید اس قدر آسان نہیں۔ صرف آپ کے تمام اعمال میں صدق و اخلاص اور اللہ کی طرف آپ کا صِدق ہی اِسے آسان بناتے ہیں۔

محبّت وہ ناگ ہے کہ جب وہ دل کو ڈستا ہے تو وہ اُسے دوسری دنیا کے انوار کے لئے تیار کرتا ہے۔ اس محبت کو آپ کے باقی تمام اثاثوں کی محبّت پر مقدم ہونا چاہیئے۔ آپ کے گھرانے پر، آپ

Marfat.com

کے والدین پر، اور اُس طاقت اور عزت پر جس کی تمنا آپ دنیا سے کرتے ہیں۔ دوسرے معنوں میں آپ کو گویا دُنیا کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہونی چاہیئے۔ آپ کے ہاتھ تو اس دنیا کے لئے کام کر سکتے ہیں، لیکن آپ کا دل صرف اپنے محبوب کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ یہ آپ کے رویّئے میں نرمی رکھنے سے حاصل ہو سکتی ہے، دل کی نرمی سے اپنے آپ ہی الفاظ میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ اور الفاظ میں نرمی آنے سے تعلقات میں موجود تناؤ میں نرمی آسکتی ہے۔

جب یہ کہا جائے کہ دنیا چھوڑ دیں، تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ دنیاوی خواہشات کو ترک کریں، دنیا کی فضولیات کو چھوڑیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو محبّت کا راستہ نکالنا چاہیئے۔ ایک بار جو آپ نے اس اَفلاکی محبّت کو اپنے دل میں جذب کر لیا، تو تب ہی آپ ایک سچّے دل سے محبّت کر سکتے ہیں۔ یہ افلاکی محبّت آپ کو پاکی، نرمی اور اخلاص دیتی ہے۔ جب یہ چیزیں آپ کو ملیں گی تو صرف اُسی صورت میں آپ اپنے اطراف کے لوگوں سے اور اُس دُنیا سے محبّت کر سکیں گے جس کا وہ اتنا تقاضہ کرتی ہے۔ اس اَفلاکی محبّت کے بغیر گھرانے اور عزیزوں سے آپ کی محبّت دَراصل آپ کی اپنے آپ سے محبّت ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی ان سے محبّت حقیقت میں آپ کے اپنے مفاد اور خود غرضانہ مقاصد کے لئے ہے۔ لیکن وہ محبّت جو

Marfat.com

اُوپر سے عطا ہے، وہ دَراصل اتنی سچّی ہے کہ وہ آپ کو سکھاتی ہے کہ کس طرح بے غرض محبت کی جائے اور ایک ہی نیت سے کی جائے، یعنی اپنے اللہ کی رضا کے لئے۔ وہ صُوفی جو محبوب کی محبّت کا مزا چکھتے ہیں، جب اپنے گھرانوں کا اور اپنے عزیزوں کا خیال رکھتے ہیں، یا اپنے اِردگرد کے لوگوں کے لئے تشویش کا اظہار کرتے ہیں، تو یہ لوگ دراصل اِس اَفلاکی محبّت کو پھیلا رہے ہوتے ہیں جس کو وہ بہت ہی منفرد اور حَسین سمجھتے ہیں۔ یہ اُن کے کہنے کا انداز ہے کہ: "اے اللہ میں آپ سے محبّت کرتا ہوں! اسی لئے تو اُن سے محبّت کرتا ہوں جو آپ نے مجھے عطا کئے ہیں۔ میں اُن سے صرف آپ کی رضا کی خاطر محبّت کرتا ہوں۔"

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: صُوفی اپنے ہاتھوں کو کائنات کی طرف کھولتا ہے اور ہر لمحہ مفت میں بانٹ دیتا ہے، اُن لوگوں کے برعکس جو اپنی بقا کے لئے گلی میں بھیک مانگتے ہیں، درویش تو بھیک اپنی زندگی آپ کو دینے کے لئے مانگتا ہے۔

اللہ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی محبّت عطا کرے اور ہمیں ایک نہایت قیمتی نگینہ کی طرح اِس کی حفاظت کی توفیق دے۔

آمین

(ثُم آمین)

Marfat.com

۷، دسمبر ۲۰۱۲ء (۲۵۶)

۲۲، محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ علی کرم اللہ وجہہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو اُن سب کا پروردگار ہے جو اس زمین اور ساتوں آسمانوں پر رہتے ہیں۔ اُس کی جلالت ہر طرف نظر آتی ہے اور اُس کی نشانیاں بھی ہیں سب کے دیکھنے کے لئے، لیکن یہ صرف سچے دل ہی ہیں جو اس کے آگے جُھکتے ہیں۔

درود و سلام اللہ کے خوبصورت دل پر، اُس کے محترم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، وہ انسانِ کامل پر جو تمام عالمین کے لئے رہنما ہیں۔

☆

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپکے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اُن سب کے لئے ہو جو ہر ہفتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں حاضر ہوتے ہیں اور اُن کے زیرِ ہدایت ہیں۔

شہادتِ حُسین ایک ایسا سبق ہے جو آنے والے تمام زمانوں میں انسانیت کے لئے جاری رہے گا۔ کیا آپ کے ذہن میں کوئی دوسرا ایسا واقعہ ہے جو اس قدر دردناک ہو اور پھر بھی ذہنوں میں اتنا تازہ ہو کہ جیسے کل کا واقعہ ہو۔ یہی اس کی حقانیت ہے۔ یہ ہی اِس کی صداقت ہے کہ یزید اور

Marfat.com

اُس کے ظالم سپاہ نے جو سر توڑ کوشش کی اسے چھپانے کے لئے، لیکن یہ زیادہ سے زیادہ ظاہر ہوا کہ دس (۱۰) محرم ۶۱ھ ہجری کے دن وہاں کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ یہ واقعہ نہ صرف ابنِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت کو ظاہر کرتا ہے، بلکہ اس سے بنتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہمت بھی عیاں ہے۔ بے شک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھرانے کے تمام افرادِ شیرانِ خُدا تھے۔ یہ خبر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس وقت دی گئی تھی جب حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تھے، یعنی شہادتِ حُسین کی خبر، خود حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کر کے دکھائی اور بعد میں اس خبر کو اُن کی بہن حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مشرق سے لیکر مغرب تک پھیلا دی

بھلا کون تصور کر سکتا ہے حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل کی کیفیت کو اور اسیرانِ کربلا کے دلوں کی حالت کو۔ انہوں نے اُس دن دیکھ لیا تھا کہ قیامت کیا ہوتی ہے اور یہ کس طرح لمحوں میں برپا ہوتی ہے۔ اُنکے محرموں کے مضبوط حصار کو اُن کی آنکھوں کے سامنے توڑ دیا گیا تھا۔ ایک ایک کر کے اُن کے پیاروں کو، بھائیوں کو، بھانجوں کو اور بچّوں کو سفّاکی سے قتل کیا گیا اور ایک ہی دن میں اُن کے سارے گھرانے کو ان معصومین کے خون میں نہلایا گیا۔ یہ ظلم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُن کے جگر کے ٹکڑوں کی شہادت تک ہی بند نہ ہوا۔ دشمن بڑی بے حیائی کے ساتھ حرمِ پاک کے خیموں میں داخل ہوئے اور جو کچھ اُن کے ہاتھ آیا وہ لوٹ لیا۔ تھوڑی سی رقم اور مختصر

Marfat.com

سا اثاثہ، جو کچھ بھی تھا انہوں نے وہ سب لوٹ لیا اور خیموں کو نذرِ آتش کر دیا۔ یہ سب کچھ اہلِ بیتِ رسول کی پاک بیبیوں کو دہشت زدہ کرنے کے لئے کیا گیا۔

تاریخ سالہا سال تک یہ بیان کرتی رہی ہے کہ یہ سوگوار قافلہ کربلا سے کیسے روانہ ہوا تھا، کس طرح تمام اسیروں کو شامی فوج نے ظالمانہ طریقے سے جکڑا ہوا تھا۔ وہ بیبیاں جن کے ساتھ ہمیشہ نازک پھولوں کی طرح برتاؤ کیا گیا اور جن کے ساتھ اُن کے محرم بڑی محبت سے پیش آتے اور انہیں محبت دیتے، اب وہ تنہا تھیں اور اُن کی بے حرمتی ہو رہی تھی۔ اُن کی آنکھیں اپنے پیاروں کی خون میں نہائی ہوئی بے غور و کفن لاشوں کو تپتی دھوپ میں دیکھ رہی تھیں۔ تو یہ تھی حالت جب وہ میدانِ کربلا سے روانہ ہوئے۔ اگر ایسا سخت وقت کسی پہاڑ پر آتا تو وہ بھی شدتِ غم و الم کے مارے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اس لاڈلی اور شیر دل بیٹی نے ہر سنگ دلی کو اپنے دل میں جذب کیا۔ وہ نہ صرف ایک ناقابلِ شکست بہادر خاتون تھیں، بلکہ وہ اپنے گھرانے کے لئے ڈھال تھیں۔ وہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نواسی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دادا ابوطالب اور دادی فاطمہ بنتِ اسد تھے۔ یہی وجہ ہے اُن کی رگوں میں اہلِ عرب کے

Marfat.com

اعلیٰ نسب، اعلیٰ ترین شرفاء کا لہو دوڑ رہا تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں تیسری تھیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے دو بڑے بھائی تھے، جبکہ اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور محسن رضی آپ کے چھوٹے بہن بھائی تھے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ جب کبھی کسی صحابی کے یہاں، یا اہلِ بیت میں کوئی بچہ پیدا ہوتا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور چباتے اور پھر اُس بچے کے مُنہ میں مَل دیتے تھے۔ اور یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ننھی زینب کے لئے بھی کیا۔ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: "جب میں پیدا ہوئی تو رسول اللہؐ کو آگاہ کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور والدہ محترمہ سے فرمایا: "اپنی نومولود بچی مجھے دو۔" مجھے خدمت میں لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں میں مجھ کو لیا، سینے سے لگایا اور میرے رُخسار پر اپنا رُخسارِ مبارک رکھا۔"
ایسی تھی محبت نانا جان کی، جنھوں نے بڑے پیار سے نام رکھا زینب اور فرمایا تھا کہ: "یہ بچی خدیجۃ الکبریٰ کی طرح ہیں۔"

آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کس قسم کی بچی تھیں جب اُن کی رگوں میں اِس رنگ کا خون دوڑ رہا ہو، اور اُن کی مادرِ محترمہ کی تربیت ایسی ہو کہ بچے رات کو سوتے وقت قرآن کی آیتیں سُنتے سُنتے سو جایا کرتے تھے۔ جب بچے آپس میں لڑ پڑتے، تو بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قرآن کی

Marfat.com

تلاوت شروع کرتیں، تاکہ وہ انہیں اِس سے سمجھا سکیں "قرآن تو (اُن) بچّوں کے شعوُر میں پیوست تھا، حتیٰ کہ اُس وقت سے جب بچے بہ مشکل بات کرتے تھے۔"

ایک مرتبہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا قرآن پڑھ رہی تھیں اور وہ پڑھنے میں اتنی محو تھیں کہ اُن کے سر سے ردا پھسل گئی۔ یہ دیکھ کر آپ کی والدہ نے فوری طور پر اُنہیں ٹوکا کہ: "بیٹی خدا کا مقدّس کلام اور ننگے سر؟"

ابھی آپ کی عُمر مشکل سے چھ (۶) یا ساڑھے چھ (۶) سال کی تھی کہ آپ کی والدہ اپنے سفرِ آخرت کے لئے روانہ ہوگئیں۔ لیکن اُس عمر میں بھی بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بات دل نشین کر چکی تھیں کہ اُن کی والدہ چکّی کس طرح پیستیں جب تک اُن کے ہاتھوں پہ چھالے پیدا ہوتے، اور اُن کے والد کس طرح رات دن سخت محنت کرتے ایک قلیل رقم کمانے کے لئے، اور پھر اس ساری مشقت کے بعد آپ کی والدہ گھر کے لئے کچھ روٹیاں پکاتیں، تو وہ بھی (کبھی کبھی) دَر پہ کھڑے سائل کو دی جاتیں اور بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان پر کبھی حرفِ شکوہ نہ آتا۔ اللہ کے نام کا وِرد گھرانے کیلئے راحت کا ذریعہ تھا۔ اس گھرانے کے چھوٹے بچے بھی محنت کرنے والے تھے۔ سیّدہ زینب رضی گھر کے چھوٹے بڑے کاموں میں اپنی والدہ کا ہاتھ بٹاتی تھیں، اور آپ اس وقت بھی مطمئن اور شاد رہتیں جب آپ کے کُرتے میں کئی کئی پیوند لگے ہوتے۔ تو اِس طرح اِس کم عمری میں ہی اس صاحبِ نظر اور صاحبِ دِل بیٹی کو اُن کی

Marfat.com

ماں خاتونِ جنّت اور شہزادیٔ کونین نے پارس بنا دیا۔

بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیشہ بڑی چاہت سے یاد کرتیں کہ کس طرح اُن کے نانا جان اپنی چھوٹی نواسی سے محبّت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں سے گلے کا ایک ہار تحفے میں ملا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اپنے اہلِ بیت میں جس سے زیادہ محبّت ہے یہ ہار اُسی کو ملے گا۔ اور پھر وہ ہار زینب بی بی کے گلے میں ڈال دیا۔

۱۰ ہجری میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے نانا جان کے ہمراہ حجۃ الوداع کے موقع پر موجود تھیں۔ یہ آپ کا پہلا حج اور پہلا سفر تھا۔ جب ۱۱ ہجری میں حضورؐ کی رحلت کا وقت آیا تو آپ نے اپنی بیٹی سے کہا کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ اُن کے پاس آئیں۔ جب وہ سب آگئے تو بی بی زینب نے اپنا سر اپنے نانا جان کے سینۂ مبارک پہ رکھ دیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو گلے سے لگایا، بڑی محبّت سے اپنا دستِ مبارک اُن کے سر پہ رکھا اور اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ نانا اور نواسی کے درمیان کی یہ محبّت ہمیشہ پہلے دن کی طرح تازہ رہی تھی۔

اپنے سب سے زیادہ پیارے نانا جان سے جدائی ہی ہماری سیدہ کی سب سے بڑی مشکل نہ تھی، بلکہ ایسا لگتا تھا کہ قدرت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کم سنی میں ہی صبر و رضا سکھا رہی تھی۔ اس دُنیا میں کسی نے بھی باپ اور بیٹی کے درمیان ہونے والی جُدائی پر اتنے آنسو کسی آنکھ سے نکلتے نہیں دیکھے ہونگے

Marfat.com

جتنے کہ بی بی فاطمہ بتول کی آنکھوں نے بہائے تھے۔ شب و روز گزرتے جا رہے تھے لیکن اُن کی آنکھیں شفقتِ پدری کو نہ بھلا سکتی تھیں۔ کئی دِنوں تک آپ نے اپنا لباس تبدیل نہیں کیا اور نہ ہی کوئی باقاعدہ کھانا کھایا۔ آپ اپنا تمام وقت اپنے والد کے مزارِ اقدس کے قریب بیٹھ کر روتی ہوئی گزارا کرتی تھیں۔ پھر ایک دن، جب بی بی زینبؓ بھی وہاں موجود تھیں، بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا جو اُن کے چہرے سے دُھول صاف کر کے کہہ رہے تھے: "فاطمہ! خوش ہو کہ مجھ سے جلد مِلو گی۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ صحیح تھے، کیونکہ کچھ ہی دِنوں میں بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار پڑ گئیں اور سخت بخار کے عالم میں آپ نے اپنے بچّوں کے کپڑے تبدیل کئے اور خود بھی تیار ہو گئیں، اور اس طرح اپنے والد کے رحلت کے پورے چھ (۶) ماہ بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے والد کے پاس جنّت چلی گئیں۔ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دونوں سانحات نے شدید متاثر کیا، اور ایسے لگتا تھا کہ اِس سے وہ اپنی عمر سے بڑھ کر بالغ ہو گئیں۔

یہ بیتِ علی پر اللہ کا کرم تھا کہ بچّوں کو بعد میں اُمّ البنین اور دیگر مہربان رشتے داروں میں سہارا مل گیا۔

لیکن یہ زیادہ تر بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شفقت آمیز محبّت تھی جو اپنے بھائیوں کی شادی ہونے تک اُن کا سہارا بنی رہیں۔ اُن دِنوں میں کہا جاتا تھا کہ قریش اور بنو ہاشم میں اور حتیٰ کہ عبدالمطلب کے بچّوں میں کوئی بھی

Marfat.com

بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی اعلیٰ اور برتر لڑکی نہیں تھی۔ پھر جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عالمِ شباب میں پہنچیں تو آپ کے لئے اُس خاندان کے بیٹے کا رشتہ آیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بہت قریب تھے۔ یہ اُس جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حقیقی بھائی تھے، جو حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شروع والوں میں سے تھے، اور جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ: "اے جعفر! تم چہرے اور کردار میں بالکل مجھ جیسے ہو۔"

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبداللہ کی ولادت حبشہ میں ہوئی تھی۔ پھر جب ۷ ہجری میں مسلمانوں نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کی قیادت میں خیبر کا قلعہ فتح کیا، تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشہ سے واپس آئے۔ اِن کا خیر مقدم کرتے ہوئے رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نہیں جانتا کہ مجھے کس چیز نے اِس قدر خوش کیا ہے: جعفر کی واپسی نے یا خیبر کی فتح نے؟ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ موتہ میں شہید ہوئے۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے گھرانے کی زیادہ دیکھ بھال کی۔ ایک مرتبہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں اُس زمانے میں بکریاں چراتا تھا۔ ایک مرتبہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بکریاں چراتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ دُعا کی، "اے اللہ! عبداللہ کے حق میں کشادگی پیدا کر۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی برکت سے جو کام میں نے کیا، اُس میں

Marfat.com

خُدا نے میری مدد کی۔"

یہ وہی زاہد و فیاّض حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تھے جو نہ صرف عرب کے شرفاء میں سے تھے، بلکہ اِن کو یہ فضیلت بھی حاصل تھی کہ اِن کا عَقد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تھا۔ اِس حَسین جوڑے کے عقد کی ایک شرط تھی کہ جب کبھی بھی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بھائی حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ہمراہ سفر کرنا چاہتیں تو اُنہیں جانے کی اجازت ہوگی۔ شادی کے بعد کوئی ایک بھی لمحہ ایسا نہ گزرا ہوگا کہ جس میں دُلہن نے اپنے نئے گھرانے والوں کے دل نہ جیتے ہوں۔ حضرت عبداللہ رضؓ کے گھریلو نوکر چاکر بہت تھے، لیکن سیدہ کی سادگی نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ وہ اپنے گھر کے کام خود نہ کریں۔ اس طرح اُن کا گھر محبّت اور سادگی کا ایک مثالی گہوارہ تھا۔

ایک چھوٹا سا واقعہ آپ پر واضح کر دے گا کہ بیوی کو اپنے گھرانے کا کتنا خیال تھا اور شوہر کو اُن سے کتنی محبّت تھی۔ جب حضرت امام حسین رضؓ نے مدینہ سے کوفہ جانے کا منصوبہ بنایا، تو بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے خاوند سے اپنے بھائی کے ہمراہ جانے کی اجازت چاہی۔ حضرت عبداللہ رضؓ نے جب اُن کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو پُوچھا: "خیر تو ہے، کیا بات ہے؟" بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جواب دیا کہ: "آپ تو جانتے ہیں کہ مجھے حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کتنی محبت ہے۔ میں اُن کے ہمراہ جانا چاہتی ہوں۔ اگر

Marfat.com

آپ مجھے اجازت نہیں دیں گے، تو آپ کا حکم میری ترجیح ہو گی، لیکن آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ پھر میرے دل کی حالت کیسی ہو گی۔" ایسی صورت میں یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ یہ نرم دل اور پیار کرنے والا شوہر اپنی پیاری بیوی کو "نہ" کہہ سکتے۔ اس طرح حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی زندگی کا سب سے مشکل سفر شروع کیا۔

یہ وہ تباہ کن دن تھا جب زمین آگ اُگل رہی تھی اور آسمان بھی زیادہ مہربان نہ تھا۔ یہ وہ دن تھا جب حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گلشن کے ایک ایک پھول کو قربان گاہ میں لا کر پیش کر رہے تھے صرف یزیدیوں کے ہاتھوں ظالمانہ طریقے سے کٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے لئے۔ یہ وُہی دن تھا کہ جب اس باہمت بہن نے بھی اپنے دو جگر گوشوں، عون اور محمد، کی قربانی پیش کی۔ وہ فرما رہی تھیں: "مجھے خبر نہ تھی کہ میرے بھائی پر ایک ایسا دن آئے گا کہ بے گھر، بے دَر ہو کر غریب الوطنی میں ہزاروں تلواروں کے سامنے کھڑا ہو گا۔ میرے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ نانا کے دُلارے، بابا کے لاڈلے، اور ماں کے چہیتے حُسین رض کو بدنصیب زینب رض کی آنکھیں بھوکا پیاسا ان شقی القلب انسانوں کے سامنے کھڑا دیکھیں گی۔ لیکن بھیا، جس دل کو ساری عمر زینب کی خاطر منظور رہی، وہ کس طرح گوارا کر سکتا ہے کہ تمہاری قربانی میں بہن کو کچھ حصّہ نہ مِلے۔ میرے پاس اس پردیس میں کچھ بھی نہیں جو اپنے بھائی کا صدقہ دوں۔ بس یہ دو

Marfat.com

بچے" عون اور محمد حاضر ہیں، بھیا انہیں قبول کرو۔"

بھلا کون ہے جو اُس ماں کے دل کی کیفیت بتا سکتا ہو جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے دونوں بیٹوں کی خون آلود سر کٹی لاشوں کو لا کر اُن کی ماں کی گود میں ڈال دیں۔ بڑی آہستگی سے انہوں نے اپنی رِدا سے اُن کے جسم صاف کئے، جن کو دھونے کے لئے پانی کی ضرورت نہ تھی۔ ایک غریب ماں کے آنسو اُن کے لئے کافی تھے۔ لیکن اُس دن آنسو رُکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ وہ بہتے ہی جا رہے تھے، اُس وقت تک جب اشک باقی نہ رہے۔ جگر گوشانِ حسین ایک ایک کر کے اُنکی آنکھوں کے سامنے ہی شہید ہوتے رہے۔ زخم اتنے زیادہ تھے کہ اُن کی گنتی رکھنا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔ آخری اور گہرا زخم بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینے پہ اُس وقت لگا جب انہوں نے اپنے خوبصورت بھائی کو گھوڑے سے گرتے دیکھا۔ اس میں (اگرچہ) صرف چند لمحے لگے، لیکن بہن کے لئے ایک نہ ختم ہونے والا وقت بن گیا۔ اُن کا پورا گھرانہ محض چند گھنٹوں میں ختم ہو گیا۔ کون حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صبر اور حوصلے کا اندازہ لگا سکتا ہو گا جو محرم کے اُن چند دنوں میں نمایاں تھے۔

جب لوگ یہ کہیں کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں کمزور ہیں تو اُنہیں بس کربلا کی شیرنی، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں بتائیے۔ اُس دن کے بعد کون تھا جو ایک لمحہ کے لئے بھی اُن کی شعلہ بر آنکھوں

Marfat.com

اور حق بولتی زبان کے آگے کھڑا رہ سکتا ہو۔ کوئی نہیں تھا جو اُن سے آنکھیں ملا کر بات کر سکتا ہو۔ ایسی تھی اِس بنتِ علی کی ہمّت و شجاعت۔

جب یہ سب سیّد زادیاں قیدی کی صُورت میں کوفہ میں داخل ہوئیں، تو لوگ اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑے ہو گئے تماشہ دیکھنے۔ جس وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نگاہ اُن پر پڑی، آپ کی گرج دار آواز گونجی کہ: "لوگو! اپنی نظریں نیچی رکھو۔" کوفی اظہارِ افسوس میں رونے لگ گئے۔

کربلا کے بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا خطاب تھا جس نے اُن لوگوں کو اِس سارے واقعے کی سنگینی کا احساس دلایا۔ کوفہ کا بازار اُن الفاظ کو سُن رہا تھا جو اُس شیرنی کی زبان سے نکل رہے تھے کہ: "خاموش ہو جاؤ، اے کوفے والو! اے عہد شکنو! اپنی زبان سے پھرنے والو! اپنے الفاظ کو بھُولنے والو! تم رو رہے ہو؛ تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو سُوت کاتتی ہے اور پھر اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اے جھُوٹے کوفیو! تم میرے بھائی پر گریہ کر رہے ہو، ہاں خوب رو، خُدا کی قسم تمہیں رونا ہی مناسب ہے۔" ابنِ زیاد اور یزید کے درباروں میں یہ بے خوف سچائی گونج رہی تھی جو بغیر کسی ڈر کے کہی جا رہی تھی اور جو نواسیءِ رسولؐ کی زبان سے نکل رہی تھی۔

یہی وہ جُراتِ زینب تھی جس نے واقعہءِ کربلا کو آبِ حیات بخشا اور جس نے سچّائی کو سب کے سامنے عیاں کر دیا۔ یہ اپنے اُس بھائی کی

Marfat.com

بہن تھیں جنہوں نے دینِ محمدی کو اپنے خون سے آبیاری کر کے بچا لیا تاکہ آج آپ سب اللہ اور اُس کے رسُول کے راستے پر صحیح طور سے چل سکیں۔ سلام ہو، اللہ کی شیرنی پر، کربلا کی بہادر بیٹی پر۔

آمین

(ثم آمین)

ے میدانِ کربلا حضرت زینبؓ
لہو کے آنسو بہا رہی تھی
اور آسمان سے صدا آرہی تھی
حُسین ابن حیدر تم پہ لاکھوں سلام
حُسین ابنِ حیدر تم پہ لاکھوں سلام
حُسین ابنِ حیدر تم پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

(۲۵۷)

۱۴، دسمبر ۲۰۱۲ء
۲۹، محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

جو عمر کو مفت گنوائے گا

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کا "کُن" عالمین کی تخلیق کے لئے کافی ہے۔ وہ مصوّر ہے اور کائناتیں اُسکے نقش و نگار ہیں۔ بے شک اُس نے انسان کو بہترین صورت دے کے پیدا فرمایا ہے۔

درود و سلام اُن پر جو اللہ کی تخلیق میں سے سب سے بزرگ تر اور برتر ہیں۔

ھُو

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپکے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اللہ کے کارندوں پر، اور یقیناً اِن کارندوں کو اُجرت براہِ راست اللہ کے دربار سے دی جاتی ہے۔

اللہ کے ایک کارکن نے ایک بار کہا: "زندگی سخت مشکل ہے، اور اگر آپ اس زندگی میں اللہ کے کارکن بن جاتے ہیں، تو بس اُن مشکلات کو ضرب دیں۔ یہ مشکلات آپ کی طرف اِس تیزی سے بڑھتی ہیں جس طرح سیلاب آپ کی طرف بڑھتا ہے، ایک کے

Marfat.com

بعد دوسری، بغیر رُکے، وہ آپ کے اُوپر جمع ہو جاتی ہیں۔" پھر کارکن نے یہ بھی کہا کہ: "مجھے وہ وقت ابھی تک یاد ہے جو میں نے اُس وقت گزارا تھا جب میں اللہ کا کارکن نہیں تھا۔ وہ وقت اِتنا خاص مشکل نہ تھا، اور فکر بھی خاصی کم تھی۔

ہر آدمی ایسی زندگی سے تنگ آجاتا ہے جس میں مسائل ختم ہوتے نظر نہ آتے ہوں۔ بسا اوقات لوگوں کو خیال آتا ہے کہ دوسری دُنیا کے رُوحانی دَروازے اَب اُن کے سامنے کُھلے ہیں۔ محبّت کی بَرسات بھی مسلسل ہو رہی اور وہ اپنی رُوحانی آنکھ سے تمام نیک لوگوں کو بھی دیکھ سکتے ہیں، تو اُس وقت وہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ اُن کی توّقعات کو پوری کر دے گا، اور بیشک اللہ اُسے فوراً کردیگا۔

اللہ ضرور یہ سوچتا ہوگا کہ اِس کے کارکن کتنے سیدھے اور بھولے ہیں۔ وہ چھوٹے بچّوں کی طرح ہیں جن کو ابتدائی طور کچھ کھلونے دیئے جاتے ہیں، مگر وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کھلونوں کو بڑی دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر وہ ان کی اچھّی طرح دیکھ بھال کریں گے تو پھر وہ خوش قسمتی سے مزید نوازے جانے کے حق دار ہوں گے۔

صُوفی رَاہ بھی ایسی ہی ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ اِس رَاہ سے متاثر ہوتے ہیں، وہ بڑے خوش نصیب ہیں۔

Marfat.com

یہ راہ عوام کے لئے نہیں ہے۔ صرف بہت ہی خاص لوگ اس راہ پر قائم رہ سکتے ہیں۔ ابتدائی طور پر بہت سے لوگ اس دنیا کا کھوج لگانا چاہتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ مختلف صوفی گروہوں کے پاس جانا شروع کر دیں یا صوفی کتب پڑھنا شروع کر دیں، لیکن اُن میں صرف چند ہی ایسے ہیں جو اُن باتوں کو سمجھ سکیں گے جو وہ دیکھتے ہیں یا پڑھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رُوحانیت کا بیشتر حصہ نظر نہیں آتا، اور اُس کی رہنمائی مُرشد کرتے ہیں۔ اگر دُنیا دار لوگ اس دائرے میں داخل ہوتے ہیں، تو وہ اکثر اوقات اپنے رہنما کے بارے میں بھی شُبہ میں مُبتلا رہتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اُنہیں دنیاوی میعار پہ جانچیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اُنہیں آزمائیں کہ اُن کی دُعائیں کس قدر قبول ہوتی ہیں یا اُن کے کشف کی قوت کتنی ہے۔ جب وہ اِس سے مطمئن ہو جاتے ہیں، تو پھر ایک دوسرا مسئلہ اُس وقت سامنے آتا ہے جب مُرشد اُنہیں تسلیم کے لئے کہتے ہیں۔ پھر وہ چونک کر کہتے ہیں: "کیا؟ خود کو سپرد کر لیں؟" یعنی اُس "خود" کو جس کا انہوں نے کتنی چاہت سے خیال رکھا ہوا ہے، اُسے کھلایا پلایا ہے، خوبصورت کپڑے پہنائے ہیں اور دنیاوی آسائشوں میں رکھا ہُوا ہے۔ "آخر ہم اپنی اِن اناؤں کو کس طرح مرشد کے حوالے کر سکتے ہیں۔ یہ تو بہت مشکل ہے!" تو اُن میں سے بیشتر اِسی مقام سے

Marfat.com

ہی اِس راہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔

وہ جو اس مقام پر جمے رہتے ہیں، اُنہیں اپنی اَنا سے مسلسل لڑنا پڑتا ہے۔ شروع شروع ہیں تو اُن کا نفس اُنہیں دنیاوی خواہشات کی جانب راغب کرتا ہے، لیکن جیسے جیسے مُرشد کے پاس اُن کی حاضریاں بڑھتی جاتی ہیں، تو دنیا کی خوبصورتی اُن کے آگے ماند پڑتی جاتی ہے۔ جب اُنکے مُرشد اُنہیں یہ سکھاتے ہیں کہ دل کی صفائی کس طرح کی جائے، اور اُسے مضبوط کیسے کیا جائے، اور کس طرح اُس کا خیال رکھا جائے، تو صرف اُس صورت میں مُرید اپنے نفس کی چالاکی کو سمجھنا سیکھ لیتا ہے اور اپنی خواہشات کے خلاف لڑتا ہے۔ کبھی کبھی نفس مُرید کو یہ کہہ کر بھی دھوکہ دیتا ہے کہ وہ راہِ سلوک میں ایک خاص مقام تک پہنچ چکا ہے۔ وہ اُس کے کان میں سرگوشی کرتا ہے کہ: "ایسے کتنے لوگ ہیں جو آپ کی طرح ذوق وشوق سے عبادتیں کرتے ہیں؟ یقیناً اللہ کے دربار میں آپ کا ایک خاص مقام ہے، تو اس طرح مُرشد کے یہاں بھی آپ کا خاص مقام ہونا چاہیئے!" یہ ایک نہایت خاموش حملہ ہے، شیطان کی یہ سرگوشیاں جو معصوم مریدوں کے دلوں میں کی جاتی ہیں۔

ہم اُنہیں معصوم اِسی لئے کہتے ہیں کہ اُنہیں اِس کا احساس ہی

Marfat.com

نہیں کہ شیطان کے حملے کتنے خاموش ہوتے ہیں اور کس طرح کبھی کبھی وہ اُن باتوں کو اپنے ذہن میں جگہ دیتے ہیں۔ آپ سب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان میں اَنا یا تکبّر ایک انتہائی خطرناک چیز ہے جو نہ فقط اُسے گمراہ کرتی ہے بلکہ اُس کی روحانی ترقّی کو بھی روک دیتی ہے۔

اگر آپ روزانہ ہزار (۱۰۰۰) نوافل پڑھتے ہیں لیکن اس عبادت پر فخر کرتے ہیں، دوسروں سے خود کو برتر سمجھتے ہوئے، اور خوش ہوتے ہیں، تو پھر یہ کیسے نہ ہو کہ آپ کی یہ خوشی آپ کے تکبّر کا دھوکہ ہو۔ یاد رکھیئے کہ صرف وہ عبادتیں ایک شخص کو فائدہ پہنچا سکتی ہیں جو اللہ کے دربار میں مقبول ہوں۔ اللہ آپ کی عبادات کے معیار کا تعیّن آپ کی عاجزی سے، آپ کے تقویٰ سے، عبادت میں آپ کے دل کی شمولیت، اور سب سے بڑھ کر آپ کی نیّت سے کرتا ہے۔ اگر ایک شخص کسی بھی عبادت کی سچّی نیت کرتا ہے، یعنی اُس کی عبادت صرف اللہ کی رضا کے لئے ہونی چاہیئے اور پھر وہ اُس عبادت کو توجّہ اور دل سے کریگا، یعنی جو کچھ وہ پڑھ رہا ہوگا اُسے سمجھے گا اور اُس کے معنیٰ اُسکے دِل سے آرہے ہوں۔ اور پھر وہ ڈرتا ہو کہ اُس کا ہدیہ اور اُس کی عبادت اللہ کے دربار کے لائق اتنی اچھّی نہ تھی" ایسا شخص ہمیشہ اللہ کے سامنے جُھکا رہے گا اور وہ اللہ سے التجا کرے گا کہ اُس نے جو بھی ناچیز عبادتیں بھیجی

Marfat.com

ہیں اور اللہ کی خدمت میں پیش کی ہیں، وہ اپنی رحمت کے صدقے قبول فرمائے۔

تو پھر ایسے شخص کے دل میں کس طرح تکبّر جنم لے سکتا ہے؟ وہ ہمیشہ یہ سوچے گا کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ اتنا اچھا نہیں اور کیا اُس کا ربّ اُسے قبول کرے گا۔ ایسے لوگ ہمیشہ منگتوں کی طرح سلطانِ عالمین کی آس لگائے بیٹھتے ہیں، اور اُن کی تمام تر توجّہ بس اللہ کی رضا کے حصُول پر مرکوز ہے۔

یہ وہ مُرید ہیں جو کامیابی سے اِس راہ پر گامزن ہیں۔ یاد رکھیئے کہ "ہر مُرید کا مُرشد کے دِل میں ایک مقام ہے۔"

راہِ سلوک دنیاوی راستوں سے بہت ہی مختلف ہے۔ دنیا میں آپ کو ترقّی کے لئے کئی جائز یا ناجائز ذرائع پر تکیہ کرنا پڑتا ہے؛ آپ دوسروں کو ذلیل کر سکتے ہیں، آپ پیٹھ پیچھے اُن کی بُرائی کر سکتے ہیں، یا آپ اُن کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر سکتے ہیں تاکہ وہ آپ سے بُلند تر نہ جاسکیں۔ مگر رُوحانی دُنیا میں آگے بڑھنے کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "غیب" آپکے مُرشد کے سامنے عیاں ہے، یعنی اُسی قدر عیاں ہے جس قدر اللہ دکھانا چاہتا ہے تو مُرشد آپ کے کہے ہُوئے الفاظ پر اکتفا نہیں کرتے؛ وہ دلوں کے اندر بھی جھانکتے ہیں۔ اگر دل پاک

Marfat.com

اور صاف ہے، تو پھر سیڑھی پر چڑھنا آسان ہوتا ہے، لیکن اگر دِل مُرید کے الفاظ سے مطابقت نہیں رکھتا، اور وہ حسد، بغض اور اَنا کے مارے بیمار ہے، تو پھر سیڑھی کو اُس وقت تک اُس شخص سے دُور کی جاتی ہے جب تک وہ اپنے دل کی حالت دُرست نہیں کرتا۔

زندگی مصائب کی ایک لڑی ہے۔کبھی کبھی یہ مصائب اللہ کی طرف سے آزمائشیں ہیں، اور کبھی یہ اللہ کی قربت کا ذریعہ ہیں۔لیکن اکثر اوقات مصائب خود آپ کی غلطیوں یا لاعلمی کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔ وہ جو اپنے نفس کی غلامی کرتے زندگی بسر کرتے ہیں، خود ہی اپنے مستقبل کی راہ میں رکاوٹیں، روڑے اور پتّھر ڈالتے ہیں۔

ایک چھوٹے سے بچّے کی مثال لیں جو اپنی ماں کی آنکھوں کا تارا ہے۔اگر ابتدا ہی میں جب بھی بچّہ چلّائے، بُرا سلوک کرے یا روئے، اور اُس کی ماں اُس کے مطالبات کو تسلیم کرتی رہے، اور محبّت میں آکر وہ بچّے کی بیہودگی کو نظر انداز کرے، اور نظم و ضبط پیدا نہیں کرے، تو جب وہ بڑا ہوکر اپنے والدین پر چلّائے گا، نہ صرف اُن پر بلکہ اپنے جیون ساتھی پر، اپنے ماتحتوں پر اور اپنے اطراف کے لوگوں پر بھی چلّائے گا۔

Marfat.com

پھر ظاہر ہے کہ یہ اُس کی زندگی میں مصائب پیدا کرے گا۔ اب اگر ماں شکایت کرتی ہے کہ اُس کی زندگی کیوں اتنی مُشکل میں ہے اور اُس کا بیٹا اتنا ضدّی کیوں ہے، اور ہر ایک کے لئے کیوں پریشانیاں پیدا کر رہا ہے، تو آپ کے خیال میں آپ اِس سب کے لئے کس کو دوشی ٹھہرائیں گے؟

راہِ سلوک زندگی بسر کرنے کے صحیح طریقے سکھاتی ہے۔

بس اِن نسخوں میں سے چند کو اپنی زندگی میں اپنائیں اور دیکھیں کہ کِس طرح مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے اللہ سے مَدد طلب کریں۔ اپنی دعا کو نہایت مضبوط بنائیں۔ رسُول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "دُعا ایک عبادت ہے۔" حتّٰی کہ قرآن بھی کہتا ہے کہ: "اور تمہارے ربّ نے فرمایا: مجھ سے دُعا کرو، میں قبول کروں گا۔ بے شک وہ جو میری عبادت سے آنکھیں کھینچتے ہیں، عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔" (المومن۔ ۶۰)، سورۂ نمل، آیت نمبر ۶۲ میں ارشاد ہوا: "یا وہ لاچار کی سُنتا ہے جب اُسے پکارے اور دُور کر دیتا ہے بُرائی۔"

تو جو دُعا اخلاص سے اور ایمان کی پختگی سے مانگی جاتی ہے، اُسے سُنے بغیر نہیں چھوڑا جاتا۔

دوسرا طریقہ مشکلات کے حَل کا یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی

Marfat.com

میں نظم و ضبط پیدا کریں ۔ گھنٹوں ، لمحوں اور لحظوں کو قابو کریں ، اُس کا معمول بنائیں اور اس کی بنیاد اپنی نماز اور عبادات کے گرد بنائیں ۔ مثلاً اس طرح کہیئے کہ : " فجر اور ظہر کے درمیان میں اتنے کام کروں گا ، پھر ظہر اور عصر کے درمیان اتنے مزید کروں گا۔ اور اپنے اَوراد اور نفلی عبادات کا بھی ایک معمول بنالیں ۔ اِس سے آپ کی زندگی میں ایک فائدہ اور تنظیم پیدا ہوگا۔

رُوحانیت میں وقت ایک اہم عنصر ہے اور وہ وقت جسے ایک نظم کے تحت قابو نہیں کیا جاتا ، وہ آپ کے ہاتھوں سے بڑی آسانی سے نکل جاتا ہے ، جو آپ کے لئے صِرف خسارہ ہے۔

لوگ فضول باتیں کرتے ہوئے بہت سارا وقت ضائع کرتے ہیں ۔ یہ ہمیں تیسرے نقطے تک لے جاتا ہے کہ کس طرح مشکلات پر قابو پایا جائے ، اور وہ یہ ہے کہ اِس پر کڑی نگاہ رکھیں کہ آپ کیا بولتے ہیں ۔ کتنی بار ہم نے زبان کے باعث پیدا ہونے والی مشکلات پر گفتگو کی ہے ۔ لیکن آپ میں سے اکثر نے اس سے سبق نہیں سیکھا ہے ۔ بس اپنی باتوں پر قابو رکھیں بالکل اُسی طرح جیسے داناؤں نے کہا ہے کہ : "پہلے تولو ، پھر بولو"۔ لیکن لوگوں کی آخرت میں معاملہ ایسا ہے کہ : "پہلے بولو ،

Marfat.com

پھر رولو"۔ اس طرح اس لئے ہوتا ہے کہ آپ میں سے اکثر بات کرنے کے اتنے شوقین ہوتے ہیں کہ آپ کو احساس تک نہیں ہوتا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

کیا کوئی چلایا ہوا تیر واپس آسکتا ہے؟ اسی طرح زبان سے نکلے ہوئے الفاظ منہ میں واپس نہیں جاسکتے۔ زبان ایک دو دھاری تلوار بن سکتی ہے جو دلوں کو چیرتی ہے، یا یہ میٹھا شہد بن سکتی ہے جو اپنی شیریں گفتگو سے دوسروں کو خوش کرسکتی ہے۔ اگر صرف گوشت کے اس چھوٹے سے ٹکڑے کو قابو کیا جائے، تو آپ کے ۷۵ فیصد مصائب پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ صوفی حضرات زندگی بھر اس مقولے پر عمل کرتے ہیں کہ: "کم کھاؤ، کم بولو اور کم سوؤ"

آپ کے مصائب کو مٹانے کا چھوٹا نقطہ یہ ہے کہ: "کم پر راضی برضا ہو جاؤ" یہاں "کم" سے مُراد کم دنیاوی سامان اور کم دنیاوی خواہشات ہے۔ سادگی سے رہیں نہ اگر آپ کم پہ آمادہ ہیں تو سامانِ زندگی کو ذخیرہ مت کریں۔ یہ اُصول بنائیے کہ اگر آپ نے کوئی چیز ایک سال تک استعمال نہیں کی، پھر ہوسکتا ہے کہ آپ کو اُس کی ضرورت آئندہ سالوں میں بھی نہ ہوگی۔ اس لئے اپنی چیزوں کو ذخیرہ نہ کریں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ بے برکتی کو اپنے

Marfat.com

گھر میں آنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر آپ ایک حاجت مند کو کچھ دے رہے ہیں، تو اللہ بھی آپ کو کوئی چیز عطا کرے گا جو آپ کی دی ہوئی چیز سے بہتر ہوگی۔ تو جو کباڑ آپ نے سالوں سے جمع کیا ہوا ہے کہ شاید کسی وقت آپ کو اُن کی ضرورت پڑ جائے، وہ سب اُٹھا کر دے دیں۔ سامانِ زندگی کے بجائے مستقبل کے لئے نیکیاں جمع کرنے کی کوشش کریں۔ اگر آپ نے بس چند ضروری کپڑوں سے گزارا کرنا سیکھ لیا، غیر ضروری چیزوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی سیکھ لی، کھانا، صرف اُس وقت جب آپ کے جسم کو اُس کی ضرورت ہو، اور صرف اتنی مقدار میں جو ضروری ہو، پھر دیکھئے کہ آپ کتنی دردِ سری سے بچتے ہیں۔ کپڑے خریدنے، اِدھر اُدھر خریداری کرنے، یا صرف برسوں کی جمع شدہ چیزوں کی جھاڑ پونچھ پر کئی گھنٹے ضائع کرنے کے بجائے وہ وقت آپ کو اللہ کیلئے ملیگا، اپنے گھرانے اور دوستوں کیلئے ملیگا اور آپکے اطراف کے لوگوں کیلئے ملیگا جو آپکی توجہ کے مستحق ہیں۔ جو اس طرح کر سکتے ہیں وہ دراصل اپنے ہی بوجھ کو ہلکا کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ:

"سب ٹھاٹ پڑا رہ جائے گا، جب لاد چلے گا بنجارا"

مشکلات تو دُنیا میں موجود ہیں کیونکہ آپ اُس میں رہتے

Marfat.com

ہیں جو درحقیقت ایک آزمائش کی جگہ ہے، صبر اور تحمّل کی جگہ ہے۔ بے شک اللہ کے کارکنان کو زیادہ مشکلات پیش آتی ہیں، مگر وہ اُس پہ شور نہیں مچاتے اور اپنے رب سے شکایت نہیں کرتے۔ اِسکے بجائے وہ سب کچھ صبر اور بُردباری سے برداشت کر لیتے ہیں۔ وہ اپنے محبوب تک اپنی دُعا سے پہنچتے ہیں اور اپنی تمام تر صلاحیتوں سے اپنی مُشکلات کو حل کر لیتے ہیں، وہ صلاحیتیں جو اللہ نے اُنہیں اپنے مسائل کو حل کرنے کے لئے عطا کی ہیں۔ وہ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرتے ہیں اور اُن کے ازالے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اُن مشکلات کو حل کرنے کے لئے قرآن اور اپنے رسُول کی سنّت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ نئی شروعات کا موقع ہمیشہ ہے۔ اگر اپنی گزشتہ زندگی میں غلطیوں پر تھے، تو کیا ہوا؟ آپ کا ہر دن ایک نیا دن ہے ایک نیا موقع ہے از سرِ نو آغاز کرنے کا۔

اے اُمتِ محمّدی! اپنی تمام غلطیوں کے لئے اپنے اللہ سے توبہ کیجئے اور پھر اپنی صورتِ حال کو بہتر کرنے کے لئے کام کریں اور دُعا کرتے رہنا نہ بھُولیئے۔ یاد رکھیئے کہ تمام طاقت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اُن نعمتوں کا شکر ادا

Marfat.com

کرنے کی توفیق دے جو اُس نے ہمیں اپنی عظمت کے صدقے بخشی ہیں۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

۲۱، دسمبر ۲۰۱۲ء (۲۵۸)

۷ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

ایک سالک کی زندگی

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو رحمٰن الرّحیم ہے۔

جس نے عشق کی حِدّت کو جنم دیا اور جس نے اِس حِدّت کو اپنی مخلوقات میں تقسیم کیا۔

دُرود و سلام قلبِ کامل پر جو ہر وقت اپنے اللہ سے محبّت لینے کے لئے تیار ہے اور جو اس کو اللہ کی مخلوقات میں تقسیم کرنے کے لئے ہمہ وقت فیّاض ہے۔

سَلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ پر اور آپ کے پیاروں پر، سلامتی ہو اللہ کے تمام عاشقوں پر جو اپنے رَبّ کے آگے جُھکنا جانتے ہیں۔

آیئے، آج اِس پر گفتگو کرتے ہیں کہ کس طرح ایک شخص راہِ سُلوک میں روحانی ترقی کر سکتا ہے۔ آج ہم اِس کے چند نُکات کا جائزہ لیتے ہیں کیونکہ صرف بیس (۲۰) منٹ میں آپ سَب کے لئے اس موضوع کی گہرائی کو سمجھنا بہت مشکل

Marfat.com

ہے۔

طریقت والے شخص کو سب سے پہلے جو چیز جاننی چاہیئے وہ یہ ہے کہ زندگی کے ہر پہلو میں اَدب کو کس طرح ملحوظ رکھا جائے۔ یہ اَدب اُن کے مُرشد اپنے مُریدوں کے ساتھ نشست کے دوران سکھاتے ہیں۔ یہ اَدب نہ صرف خانقاہ تک محدود ہونا چاہیئے، بلکہ ہر وقت (اور ہر جگہ) اس کا اِظہار ہونا چاہیئے۔ اَدب کے معنی احترام، خوش اِخلاقی اور کام کو صحیح طریقے سے کرنے کے ہیں۔ یاد رہے کہ صحیح طریقہ صرف وُہی ہے جو سُنّت نے دِکھایا ہے۔ تو مُرشد کو چاہیئے کہ وہ اِس اَدب کو سُنّت کے درس کے ذریعے لاگو کریں، اور اِسے خود اپنی زندگی میں جاری کریں اور پھر مُریدوں کو آمادہ کریں کہ وہ اِس کو اپنی روزمرّہ معمولات کا حصّہ بنائیں۔ جس وقت ایک مُرید اپنے مُرشد کی بارگاہ میں جائے، تو سلام کے بعد اُسے چاہیئے کہ وہ باادب بیٹھ جائے اور اُس وقت تک انتظار کرے جب تک مُرشد اُسے بولنے کی اجازت نہ دیں۔

اگر آپ کو معلوم ہو کہ صحابہؓ کرام اپنے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کس طرح بیٹھتے تھے، تو تب آپ صحیح معنوں میں جانتے کہ ایسے اَدب کی بلندی کتنی ہے۔ روایت ہے کہ: "جب

Marfat.com

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے، تو تمام صحابہ اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے اُن کے سروں پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوتے تب صحابہؓ اکرام بولتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو شخص بولتا، اُس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے، یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا۔"

بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے روزانہ کے معاملات میں سُنّت کی پیروی کرے، جیسے کہ کھانے، پینے، سونے میں، تو وہ صحیح معنوں میں اِن کاموں کے اعلیٰ ترین اَدب کو جان جائے گا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اُن کی زندگیوں کے تمام معمولات سکھلا دیئے ہیں، اور آپ کو تمام مسائل کا جواب کتابِ سیرت میں مِل سکتے ہیں، جو بلاشُبہ ہر انسان کے لئے بہترین رہنما ہے۔

سُنّت کی پیروی کے معنی ہیں کہ: ایک ایسی زندگی گزارنا جیسے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزاری تھی، جو سادگی، صحت اور اخلاص کا نمونہ تھی۔

یاد رکھیئے کہ آپ کا ظاہر ہمیشہ آپ کے باطِن کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے جیسے آپ کا دل پاک سے پاکتر ہوتا جائے گا، آپ کے اعمال بھی صاف سے صاف تر ہونے

Marfat.com

جائیں گے۔ لیکن اگر آپ کا دل ناپاک ہے، تو آپ کے اعمال بھی آپ کی مدد نہیں کریں گے۔

آیئے اس کو اُس شخص کی مثال سے سمجھیں جو اپنی عبادات کے ظاہری مظاہرے میں بہت محتاط ہے: وہ احتیاط اور ترتیب سے وضو کرتا ہے، وہ اپنی نماز عین سُنّت کے مطابق پڑھتا ہے، لیکن اِس کے باوجود وہ حقیقت میں اپنے دل کا خیال نہیں رکھتا۔ وہ کسی ایسے شخص کو آسانی سے معاف نہیں کرتا جس نے اُسے تکلیف پہنچائی ہو۔ وہ اپنے دشمنوں کے خلاف افواہیں پھیلاتا ہے، اُس کا دل اُسے کانہ پھوسی پر اُکساتا ہے، اُس سے چُغلی کراتا ہے، وہ اُسے خود غرض بناتا ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُس کا دِل بالکل ہی پاک نہیں ہے، اگرچہ اُس کے ظاہری اعمال پاک دکھائی دیتے ہوں۔ اُس شخص کیلئے ایسی منافقانہ زندگی کا کیا فائدہ۔ یہ تو صرف اُس کو اِس بدگمانی میں مبتلا کرتی ہے کہ اُس کی عبادات کے باعث وہ روحانی منازل طے کر رہا ہے۔

روحانی دنیا میں نہایت مختلف قوانین رائج ہیں۔ ایک شخص کا دل وہ خاص مقام ہے جسے ناپا جاتا ہے، اور کسی شخص کے مقام کی بلندی کا دارومدار اِس بات پر ہے کہ اُس کا دل کتنا لطیف یا کتنا کثیف ہے۔ جن چیزوں سے دل کے وزن میں

Marfat.com

اضافہ ہوتا ہے اُن میں گناہ کے علاوہ نفرت ،بغض ، ریاکاری، حسد، جھُوٹ اور فریب جیسی دل کی بیماریاں شامل ہیں۔ بدقسمتی سے لوگ اِن بیماریوں کی سنگینی کو نہیں سمجھتے اور اُن پر قابو پانے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ یاد رکھیئے کہ رُوح ایک نہایت لطیف شے ہے اور اس کی لطافت اِس کی نُوری ساخت کی وجہ سے ہے۔ اِس کو سمجھنے کے لئے "نُور" کو اپنی روزمرہ زندگی کی روشنی سمجھیں جو ایک روشنی کے بلب سے نکلتی ہے۔ اَب یہ جو بلب ہے وہ مَنبع ہے جس سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اگر اس بلب پر بہت سارا گرد وغبار جمع ہو جائے، یا اُس پر ایسا کور ڈال دیا جائے جو اُس کی روشنی کے لئے رکاوٹ بن جائے ، تو قدرتی طور پر بلب کی روشنی باہر جانے سے قاصر ہو جائے گی ،اور بلب کی قید سے باہر کہیں بھی نہیں پہنچ پائے گی۔ بالکل یہی حال دل کا ہوتا ہے جب دل کی بیماریاں اُسکو بھاری کرتی ہیں۔ بے قابو غصّہ اور دوسروں کے لئے بے حد نفرت ،کردار میں خود غرضی، فریب، معاملات میں بددیانتی، یہ سب آپ کے اور غیب کے درمیان حائل حجابات ہیں۔

تو اس بات کو یاد رکھیئے ، بلکہ خوب اچھی طرح سے یاد رکھیئے، کہ اگر آپ رُوحانی دنیا میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو اپنے دِل

Marfat.com

سے آلائشوں کو ہٹا دیں، دل کو صاف کریں، گرد کو صاف کریں، یعنی غفلت کی گرد کو، اور اِس دنیا کی خودغرضی نکال باہر کریں تاکہ دل ایک جگمگاتے ہُوئے آئینے کی طرح صاف ہو جائے۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ بولنا، کرنے سے زیادہ آسان تر ہے۔ آپ جاننا چاہیں گے کہ آپ حقیقت میں اپنے دل کو اس دُنیا کی ترغیبات اور بیماریوں سے کیسے پاک کر سکتے ہیں۔ اِسکا جواب یہ ہے کہ: **اوّل**: دوسروں سے توقعات وابستہ نہ رکھیں۔ اگر کوئی آپ سے کوئی اچھائی کرتا ہے تو اُسکی تحسین کریں، لیکن اگر آپ کسی کیلئے کوئی اچھّائی کریں تو اُسکے بدلے میں کوئی اُمید نہ رکھیں۔ اس طرح آپکا دِل دوسروں کیلئے کسی احساسِ بد سے صاف رہیگا۔ بالکل اِسی طرح جب کبھی آپ اپنے لئے، یا کسی اور کے لئے، کوئی کام کریں تو آپ کی نیّت یہ ہونی چاہیئے کہ آپ وہ کام اللہ کی رضا کے لئے کر رہے ہیں۔ اگر اللہ راضی ہے تو سمجھیں کہ وہ کام فائدے مند ہے، ورنہ جو کام دنیا کیلئے کیا جاتا ہے، وہ تو فقط وقت کا ضیاں ہے، کیونکہ آپ کتنی ہی کوشش کریں، آپ کسی کو مطمئن نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر آپ اپنے اللہ کو راضی کر سکتے ہیں، تو یاد رکھیں کہ آپ وہ کام کر رہے ہیں جو ہر ایک تابعدار مخلوق کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

Marfat.com

دوسرا: ہر وقت یہ سوچیں کہ آپ جو کچھ پا رہے ہیں وہ آپ کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ آپ کو اُس سے نہ کوئی دانہ زیادہ مل سکتا ہے نہ کم جو کچھ اللہ نے آپ کے لئے لکھ دیا ہے۔ تو اس طرح ہر ایک وہی کھا رہا ہے جو اُس کی تقدیر میں لکھا ہے، چاہے وہ اُسے کیسے پاتا ہے، کتنا پاتا ہے، اور اُس کے لئے کتنی محنت کرتا ہے۔ تو جاننا چاہیئے کہ آپ کا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ آپ اپنے رزق کو حاصل کرنے کیلئے اپنی پوری کوشش کریں، اور جو کچھ آپ کو ملے تو اپنے پروردگار کا شکر ادا کرنا نہ بھولیئے۔ آپ کو اُن لوگوں کی طرف دیکھنا نہیں چاہیئے جو آپ سے زیادہ پا رہے ہیں۔ اس کے بجائے اُن کے بارے میں سوچیئے جو آپ سے کم پا رہے ہیں۔ صرف اِسی طریقے سے آپ سیکھیں گے کہ کس طرح حقیقی طور پر اپنے ربّ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

نہایت اہم طریقہ اپنے دل کو صراطِ مستقیم پر رکھنے اور دُنیا کی بیماریوں سے بچانے کے لئے موت کو یاد کرنا ہے۔ اگر آپ اپنی موت کو پیشِ نظر رکھیں گے تو پھر دُنیا کی تمام چمک دمک بہت بے معنی، عارضی اور بے ثمر نظر آئیں گی۔ موت کی یاد آپ کو یہ بتاتی ہے کہ آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ کے

Marfat.com

پاس کتنا وقت باقی ہے اور کب آپ اپنی آخری سانس لیں گے۔

اِس مثال پر غور کریں: آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہر شب اندھیرے میں خوبصورت ستارے چمکتے ہیں، لیکن ہر رات کتنے ستاروں کے لئے آخری رات ہوتی ہے؛ اُن کی روشنی یا اُن کا حجم اُن ستاروں کی موت کو نہیں روک سکتے، ہر شب بہت سارے نئے ستارے جنم لیتے ہیں اور بہت سارے رخصت ہوتے ہیں ہر روز کئی نئی کہکشائیں پیدا ہوتی ہیں اور بہت ساری چلی جاتی ہیں جو شاید انسانوں کے گمان میں بھی نہ ہوں کئی نئی زندگیاں وجود میں آتی ہیں اور کئی نئے رہنما پیدا ہوتے اور کئی رخصت ہوتے ہیں۔

تو پھر آپ یہ کیوں سوچتے ہیں کہ آپ یونہی چلتے رہیں گے اس کے باوجود کہ نبی ء پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی رُک نہیں سکے! پھر آپ یہ کیوں سوچتے ہیں کہ آپ اپنے انجام کو نہیں پہنچیں گے؟ جب آپ اپنے کسی دنیاوی سفر کے بارے میں سوچیں گے جو آپ کو معلوم ہے کہ آپ ایک ماہ میں شروع کرنے والے ہیں، تو آپ اُس کے لئے کئی دنوں تک تیاری کرتے ہیں۔ آپ اپنی خریداری کی فہرست بنائیں گے، ہو سکتا ہے اس سفر کے لئے تقریباً ہر چیز نئی خریدیں، اور نہ معلوم ہنگامی صورتحال کا سامنا کرنے کی بھی تیاری کریں گے۔ ایک حساب سے آپ اپنے

Marfat.com

نظام الاوقات اور سامانِ سفر وغیرہ کو بار بار چیک کریں گے۔ یہ سب ایک دنیاوی سفر کے لئے کریں گے۔ لیکن اُس سفر کا کیا جو آپ کو لازمی کرنا ہے، چاہے آپ کو اچھا لگے یا نہ اچھا لگے؟ آپ میں سے کتنوں نے اُس کے لئے اچھی تیاری کی ہوئی ہے، اور کتنوں کو اس وقت کا اِدراک ہے جو پیشگی اطلاع کے بغیر آسکتا ہے، یعنی کسی بھی وقت، اور جو آپ کے لئے لمحہ بھر بھی اِنتظار نہیں کرے گا۔

اگر کوئی شخص موت کی سنگینی کو دیکھتا ہے اور اُسے یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ دنیاوی زندگی کتنی عارضی ہے، تو پھر وہ کس طرح اِس دُنیا کے کھیل کود اور تفریحات سے خوش رہ سکتا ہے؟ وہ تمام لوگ جو روحانیت کے بڑے مراتب پر فائز ہیں موت کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ درحقیقت وہ تو اُس کے منتظر ہیں، اس لئے کہ وہ اس کے معنی اپنے محبوب کا وَصل لیتے ہیں، وہ ذاتِ واحد جس کے آگے وہ زندگی بھر سربسجود رہتے ہیں۔

رُوحانیت دَراصل اللہ کی قربت ہے۔ آپ کا اللہ اِس رَاہ میں آپ کی اَصل منزل ہونی چاہیئے۔ یہ اُس کی محبّت ہے، اُس کی قربت ہے اور اُس کی حضوری ہے جس کا آپ کو سالک

Marfat.com

ہونا چاہیئے ۔ یہی وجہ ہے اس راہ پر چلنے والوں کو سالکین کہا جاتا ہے ۔کسی نے بڑی خوبصورتی سے کہا تھا کہ : ” وہ ہی جَلِّ جلالہٗ ہے ، وہ ہی جانِ جمال ہے ، وہ خود ہی محبوب کی صُورت ہے ، اور خود ہی حُسنِ کامل ہے ، اس کے جلوۂ جَلال اور حُسنِ کمال سے آتش پرست خود ہی مُرید بن جاتے ہیں ، یہ سارا حال اپنے اندر ڈوب کر ہی معلوم کیا جاسکتا ہے ۔“

آپ اپنے اللہ سے کس طرح قریب ہوسکتے ہیں ؟ آپ اُس کی قربت کو ، اُس کی موجودگی کو ، کس طرح محسوس کرسکتے ہیں ؟ اِس کا جواب نہایت آسان ہے : اُسے دیکھتے ہی اُس کی حضوری میں جائیں ۔ اُسے اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھیں ۔ اُسے دیکھیں جہاں کہیں آپ کا دل پہنچتا ہے یا پہنچنا چاہے ۔ اُسے ایک معصُوم بچّے کی مُسکان میں دیکھیں ، اُسے دھنک کے دلکش رنگوں میں دیکھیں ۔ اُسے سمندر کی ملائم لہروں میں دیکھیں یا پہاڑ کی چوٹیوں پر پگھلتے برفانی تودوں میں دیکھیں ۔ سورج کی تمازت میں اُس کی محبّت کی گرمی ہے ۔ اور بادِ نسیم کے نرم جھونکوں میں اُس کی نگاہِ کرم کی گُدازی ہے ۔ جس طرف نگاہ ڈالیں آپ کو اُس کی محبّت بارش کے چھوٹے قطروں کی طرح برستی نظر آئے گی ، اس کائنات میں موجود ہر ایک کی پرورش کرتی اور

Marfat.com

نگہداشت کرتی ہوئی۔ بس اپنے دل کی آنکھیں کھولیں اور اِن سب کو دیکھنے کی کوشش کریں، اور بے شک اُس نے زمین پر جو میناکاری کی ہے، اور آسمان اور سمندروں کی جو تصویر کشی کی ہے، یہ سب آپ کو بتائیں گے کہ وہ کون ہے، تب آپکی آنکھیں اُس کو دیکھنا سیکھیں گی اور آپ کے حواس اُسکی حضوری کا اِدراک کرنا شروع کر دیں گے۔ آپ اپنے اللہ سے کتنا قریب ہونا چاہتے ہیں، اس کا دَارومَدار اِس پر ہے کہ آپ نے اپنے دل سے کتنی دنیا نِکال باہر کی ہے اور آپ اپنے وجود کا کتنا حصّہ اپنے اللہ کو دینا چاہتے ہیں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ بولنا، عمل کرنے سے آسان تر ہے، لیکن آپ کم اَز کم کوشش تو کر سکتے ہیں۔

اکثر اوقات آپ کا ذہن وہی سوچتا ہے جو آپ کے دل میں ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ آپ کی زبان سے بھی وہی نکلتا ہے جو آپ کے دل میں ہے۔ تو وہ جن کی زبانیں ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف ہیں، اُن کے دل بھی یقیناً یادِ الٰہی میں ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ شروع میں کبھی کبھی ذاکرین ذکر تو کر رہے ہوتے ہیں، لیکن اُن کے دِل دنیا کے ہنگاموں سے متاثر ہوتے ہوں گے۔ لیکن اگر کوئی ذاکر اپنے عمل میں مخلص ہے اور احتیاط سے ذکر کو اُس کے مفہوم کو سمجھتے ہوئے پڑھنے کی کوشش کرتا ہے، تو پھر دِھیرے

Marfat.com

دھیرے دھیرے یہ ذکر اُس کے دل میں داخل ہونا شروع ہوگا۔ (پھر) نہایت کم عرصے میں ذاکر کو معلوم ہو جائے گا کہ اگرچہ اُسکی زبان ذِکر نہیں کر رہی ہوتی ہے لیکن اُس کے باوجود اُس کے دل میں ذِکر جاری ہے۔ جب ایک ذاکر کا دِل اوراد سے مضبوط تر ہو جاتا ہے تو اُس کے ساتھ ہی اس راہ میں اُس کی رَفتار تیز تر ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رہے کہ آپکے فرائض کو اوّلیت حاصل رہے۔ آپ کی نماز، آپ کے روزے، اور زکوٰۃ، یہ فرائض آپ کی عبادت کے لئے ہیں۔

لیکن اُن فرائض کا کیا جو اللہ نے آپ کے والدین، آپ کے بچّوں، آپ کے قرابت داروں، آپ کے خاندان اور حتیٰ کہ آپ کے اِردگرد کے لوگوں کی صورت میں آپ کے سُپرد کئے ہیں۔ آپ کے فرائض کا تقاضا ہے کہ حقوق العباد بھی فراموش نہیں کرنے چاہئیں۔ کبھی کبھی حقوق العباد میں غفلت اور نظراندازی آپ کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیتی ہیں اور آپ کی رُوحانی ترّقی کو روک سکتی ہیں۔

ایک سچّا صوفی وہ ہے جو اپنے اللہ سے محبّت کرتا ہے اور اُس کے بدلے اللہ کی محبّت حاصل بھی کرتا ہے، پھر وہ اس حاصل شدہ محبّت کو اپنے اطراف پھیلا دیتا ہے۔ اُس کی خوشی

Marfat.com

تو فقط اللہ کی خوشنودی کا حصول ہے اور اُس کی اُمید اور آرزو تو صرف اپنے ربّ سے اِس قدسی نعمت کو حاصل کرنا ہے۔ وہ اللہ کے ایک عاجز بندے کی طرح، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک تابعدار غلام کی طرح رہتا ہے۔ وہ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے تمام عاشقین کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھتا ہے، اور یہ رسّی اصل ذریعہ ہے آسمانوں کی طرف بلند ہونے کا۔

اے اُمّتِ محمّدی! اِس رسّی کو تھامے رکھیں اور اپنے دل کی حالت کے بارے میں بہت محتاط رہیں۔ اپنے اَوراد اور عبادات پر کڑی نگاہ رکھیں اور اللہ سے دُعا کرتے رہیں کہ وہ آپ کے دلوں کو نورِ نبی سے بھر دے۔ صلوٰۃِ نورِ نبی انتہائی محبّت اور توجّہ سے پڑھیں اور ایسا کرنے کے کچھ ہی عرصے میں آپ خود کو اللہ کے خوش نصیب بندوں میں پائیں گے۔

میری دُعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنے فرائض کی ادائیگی میں اِستقامت اور اخلاص بخشے اور ہمارے دلوں کو دُنیاوی خواہشوں سے محفوظ رکھے۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

۲۸، دسمبر ۲۰۱۲ء
۱۴، صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

(۲۵۹)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جسکا علم تمام آسمانوں اور زمین پر محیط ہے ؛ وہ آپ کے دلوں کے بھید جانتا ہے، چاہے وہ کتنے ہی احتیاط سے آپ نے دُنیا سے چھپائے ہوئے ہوں۔

دُرود و سلام اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر، جن کے دل کی شیرنی کسی بھی شہد سے زیادہ میٹھی ہے، اور اُنکے دل کی خوبصورتی کبھی بھی دیکھی جانے والی خوبصورتی سے زیادہ حسین ہے۔

ھ

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن پاکیزہ اور عاجز دلوں کے لئے جو خود کو اللہ کے عاشقوں کی صحبت میں رہتے ہوئے خوش نصیب سمجھتے ہیں۔

ایک عاشق تھے، اپنے محبوب کے خیال میں اَلست۔
ایک فراق کا عالم تھا، دونوں کے درمیان ایک لمبی جدائی تھی۔

Marfat.com

اہلِ دنیا یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ عاشق اس حال میں کیوں تھا۔ وہ اُنہیں سمجھ نہیں سکتے تھے کیونکہ وہ اُن سے جُداگانہ اور مختلف تھے۔ اُن کی گفتگو اُن سے مختلف تھی اور اُن کے خیالات دوسروں کی طرح نہ تھے۔ وہ محبّت میں مبتلا تھے۔ اِس لئے وہ محبّت کی اہمیت کو جانتے تھے۔ یاد رکھیئے کہ محبّت دل کو نہایت گداز اور حسّاس بھی بناتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ جو کچھ بھی کہتے تھے وہ اُن کو پی جایا کرتے تھے۔ لیکن تلخ باتیں اُن کے دل کو چیر جاتی تھیں۔ اُن کے دل میں موجود یہ محبّت اُن کو نہایت عزیز تھی یہی سبب ہے کہ وہ اِس کو دوسروں سے پوشیدہ رکھا کرتے تھے، لیکن جب کبھی وہ کسی کو درد میں مبتلا پاتے، اُنہیں فوراً اپنا دَرد یاد آتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر اُس شخص کے لئے حاضر تھے جو حاجت مند ہوتا۔ محبّت نے اُن کے دل کو جلا ڈالا تھا۔ محبّت نے اُنکی خواہشات کو جلا ڈالا تھا، اُنکی دنیاوی وابستگیوں کو جلا ڈالا تھا، اس لئے اُن کے اطراف پھیلی ہوئی باقی تمام چیزوں کے بارے میں اُن کی فکر حقیقی تھی۔ وہ اپنی محبّت کا اظہار کُھلے عام نہیں کر سکتے تھے، لیکن دَبی زبان میں انہوں نے اس کے بارے میں بات کرنی شروع کر دی تھی۔ یہ عاشق اپنے

Marfat.com

محبوب کو ہر جگہ دیکھ سکتے تھے، جس طرف بھی اُن کی نگاہیں جاتیں وہاں اُن کا معشوق موجود ہوتا۔ لُغوی معنوں میں اُن کے دل کی دھڑکنیں تو اُن کے معشوق کے نام سُنتے ہی دھڑکنا شروع ہو جاتیں اور اُن کے دل میں تو ہر وقت اُن کے جانم کے رُخ الانور کا عکس سمایا رہتا تھا۔

دنیا والوں کے لئے تو یہ سب نیا تھا۔ وہ اُن کی طرف دیکھتے اور اُن کے طور طریقوں کی ہنسی اُڑاتے۔ وہ اُن کے اخلاص کا مذاق اُڑاتے اور اُن کو ناکارہ سمجھتے۔ یہ دنیا تو فقط اپنی ہی زبان سمجھتی تھی، وہ زبان جس میں فریب، بد دیانتی، جھوٹ اور شان و شوکت والے الفاظ تھے۔ یہ محبّت کو کس طرح سمجھ سکتی تھی؟

مگر اس عاشق کو دنیا کی کوئی پرواہ نہیں تھی اور اس طرح آخر اُن کی خاموشی ختم ہوئی اور اُن کے الفاظ نے اُن کے دل میں موجود شدید جذبات کی ترجمانی شروع کی۔ اِن الفاظ کی شدّت اتنی زیادہ تھی کہ تمام ہنسنے والے خاموش ہو گئے۔ پرندوں کا چہچہانا بند ہو گیا، درختوں کا جھومنا بند ہو گیا۔ فِضا میں صرف ایک آواز رہ گئی اور وہ تھی "ھُو"۔ یہ "ھُو" دنیا کی تمام آوازوں پر غالب آ گیا۔ پھر ایک نہایت خوبصورت بات ہو گئی: دل کی

Marfat.com

تمام دھڑکنیں "ھو اللہ ھو ھو" کی تھاپ سے ہم آہنگ ہوگئیں۔ نسیمِ سحر نے اس تال پر جھومنا شروع کیا، درختوں کی شاخوں نے اس "ھُو" کی تھاپ پر لہرانا شروع کیا۔ بدن اور ہاتھوں نے اِس تال پر ناچنا شروع کیا، اِس سنگیت پر رقص کرنا شروع کیا۔ یہ اثر تھا اللہ کے ولی کی موجودگی کا؛ وہ ولی جنہوں نے دنیا کو محبّت کا درس دیا، جنہوں نے ہر ایک کو جانِ ھُو سے پینا سکھایا؛ اور آج دن تک جن کے پہلو میں دل ہے ایک سچّا دل، وہ اس سبق کو جانتے ہیں جو اُن کو حضرت سیّد علی عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے سکھایا تھا۔

یہ محبّت دَر حقیقت اُس حَسنی حُسینی لہو کا نتیجہ تھی جو آپکی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ آپ کی کنیت ابوالحسَن تھی۔ یہ کم وبیش ۴۰۰ھ کا زمانہ تھا جب اُس ولی کا ظہور دنیا پر ہوا۔ آپ کی پیدائش غزنی کے محلّے ہجویر میں ہوئی۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے ماموں سے لینی شروع کی، یعنی تاجُ الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے، لیکن ذوقِ علم آپ کو آزربائیجان، فرغنہ، خراسان، عراق، تُرکمانستان شام اور کئی دوسری جگہوں تک لے گیا۔ آپ تقریباً ۴۰ سال تک سفر کرتے رہے۔ اور آپ نے عشق کے راز و رموز کئی معروف اولیاء سے سیکھے۔

Marfat.com

آپ نے ایک مرتبہ حضرت ابُوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: "محبّت کیا ہے؟" انہوں نے جواب دیا: "محبّت یہ ہے کہ مُحِبّ اپنی صِفات کو محبُوب کی طلب میں محو کر دے، یعنی جب محبوب باقی ہوگا تو لازمی طور پر مُحِبّ فانی ہو جائے گا۔ جب یہ آگاہی ہو جاتی ہے کہ اُس کی زندگی محبوب کے جمال سے ہے، تو لازمی طور پر اُسے اپنی صفات کی نفی اور محبُوب کی ذات کا اثبات مطلوب ہوگا۔"

حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت احمد المظفر رحمۃ اللہ علیہ، ابوالعباس احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اساتذہ میں سے چند نام تھے۔

اللہ کے عاشق پروانوں کی طرح ہیں جو ہمیشہ روشنی کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اِن کی جستجو اتنی شدید ہوتی ہے کہ جیسے ہی انہیں روشنی نظر آتی ہے تو پھر انہیں کوئی چیز اُس کے طرف لپکنے سے نہیں روک سکتی۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سفروں کے دوران حاصل کردہ اپنے چند تجربات بیان فرماتے ہیں۔ اپنے خراسان کے سفر کے بارے میں آپ فرماتے ہیں: "میں نے گاؤں کمندور میں ایک شخص کو دیکھا جسے ادیب کمنداری کہا جاتا تھا اور وہ شخص بیس (۲۰) سال سے پاؤں کے بَل کھڑا تھا اور ماسوائے نماز کے کبھی نہ

Marfat.com

بیٹھنا تھا۔ جب اِس شخص سے کھڑے ہونے کی وجہ پوچھی تو اُس نے کہا: "مجھے ابھی وہ مقام نہیں ملا کہ میں اللہ عزوجل کے مشاہدے میں بیٹھنے کا شرف حاصل کرسکوں۔"

ایک اور مرتبہ انہوں نے فرمایا، "فرغانہ کے ایک گاؤں سلانگ میں گیا۔ وہاں ایک بزرگ زمین کے اوتادوں میں سے تھے۔ شہر کے لوگ اور مشائخ اُنہیں "باب" کہا کرتے تھے۔ اِنکے ہاں ایک بوڑھی عورت فاطمہ کام کیا کرتی تھی۔ میں جب ان بزرگ کی زیارت کے لئے گیا تو انہوں نے پُوچھا کہ، "کیوں آئے ہو؟" میں نے عرض کیا، "آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔" آپ نے شفقت سے فرمایا، "میں تمہیں فلاں روز سے دیکھ رہا ہوں اور جب تک تم مجھ سے رُوپوش نہ ہو جاؤ گے تمہیں دیکھتا رہوں گا۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ، "میں نے جب اُن کے بتائے ہوئے دن پر غور کیا تو یہ وہی دن تھا جب میں نے توبہ اور بیعت کی تھی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا، "بیٹا سفر کرنا بچوں کا کام ہے، تم ہمّت کرو اور حاضرِ قلب حاصل کرو۔ اِس سے بڑھ کر کوئی شے نہیں۔" پھر اپنی بوڑھی خادمہ سے فرمایا: "اے فاطمہ! جو ہے لے آؤ!" وہ ایک طباق میں انگور لے آئیں (حالانکہ وہ انگوروں کا موسم نہ تھا) اور کچھ تازہ کھجوریں بھی

Marfat.com

تھیں (حالانکہ فرغانہ میں کھجوریں نہیں ہوتیں)۔"

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالفضل محمد بن حسن خطلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی جو سلسلۂ جُنیدیہ میں تھے اور اپنے مُرشد کے اس فرمان پر قائم رہے کہ "سوئیں کم اور بولیں کم" یعنی نیند کم کریں اور بات کم کریں۔ اپنا سارا وقت اللہ کی یاد میں گزاریں۔

ہر عاشق کی تمنّا ہوتی ہے کہ وصالِ یار اُس کا نصیب ہو اور یہ جتنی جلد ممکن ہو، ہو جائے۔ لیکن راہِ وفا تو ایک لمبی اور مشکل راہ ہے۔ اللہ کے یہ عاشق اس پر دنوں اور سالوں چلتے رہے۔ ہر سفر نے اِس ولی کے لئے ایک نیا شہرِ حکمت کا دروازہ کھولا۔ اس راہ کا یہ بھی دستور ہے کہ پہلے آپ کو اِس غیبی دنیا کے صرف چند قطرے پلائے جاتے ہیں۔ پھر جب یہ چند قطرے آپ کے دِل کو کشادہ کرتے ہیں تو اِس کے بعد ہی اس روشنی کا حقیقی منبع آپ کے دل میں داخل ہوتا ہے اور وہ بھی اللہ کے رسُولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے توسّل سے۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پورے کھلے ہوئے تھے جب آپ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ جب آپ نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ نے کہا: "کیا آپ

Marfat.com

مجھے کچھ وصیت کر سکتے ہیں؟" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے حواس کو قابو میں رکھو کہ یہ مجاہدہ ہے اور تمام علوم کا حصول اِن پانچ دروازوں سے ہوتا ہے:۔ اوّل: دیکھنے سے؛ دوئم: سونگھنے سے؛ سوئم: چکھنے سے؛ چہارم: سُننے سے؛ اور پنجم: چھونے سے۔ یہ تمام حواس علم اور عقل کے سالارِ اعلیٰ ہیں۔"

کئی سالوں کی ریاضت کے بعد اللہ کے اِس عاشق نے "نورِ معرفت" کو دوسرے مقامات تک بھی پھیلا دیا۔ یہی سبب ہے کہ آپ کے مرشدِ کامل نے آپ کو لاہور کی طرف جانے کی ہدایت کی، کیونکہ سرزمینِ ہند کے لوگوں کو واقعی آپکی ضرورت تھی۔ (یہ سُن کر) داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حیرت سے کہا: "لیکن میرے پیر بھائی حضرت میراں حُسین زنجانی تو پہلے سے وہاں موجود ہیں۔" اِس پر مُرشد نے صرف اتنا کہا کہ: "بس وہی کرو جو میں کہتا ہوں۔"

اُس زمانے میں غزنی سے لاہور کا سفر بہت دشوار تھا۔ اس کے باوجود اللہ کے اس دوست نے اپنے ساتھیوں، حضرت ابُو سعید غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت احمد سرخیشی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر کا آغاز کیا اور منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے ۴۳۱ھ میں لاہور پہنچے۔ جس وقت وہ لاہور پہنچے شام ہو چکی تھی اور شہر کے

Marfat.com

دروازے بند ہو چکے تھے۔ اِس لئے انہوں نے ایک رات ایک ٹیلے پر گزاری (جہاں آج کل داتا صاحب کا مزار شریف واقع ہے) اور صبح ہوتے ہی وہ شہرِ لاہور میں داخل ہو گئے۔ جیسے ہی داتا صاحب وہاں داخل ہوئے تو آپ نے ایک جنازہ اپنی طرف آتے دیکھا۔ آپ نے جب یہ دریافت کیا کہ یہ کس کا جنازہ ہے تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ حضرت سید حُسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ ہے۔ تب جا کے آپ کو احساس ہوا کہ آپ کے مُرشد آپ کو یہاں کیوں بھیجنا چاہتے تھے۔ تو آپ نے اپنے پیر بھائی کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اُن کی اُس مقام پر تدفین کر دی جس کو آج کل ''چاہِ میراں'' کہا جاتا ہے۔

اللہ کبھی کبھی اپنے عاشقوں کو دنیا سے پوشیدہ رکھتے ہیں، لیکن کچھ عاشقین کو دُنیا پر ظاہر فرماتے ہیں۔ یہ اس لئے کیا جاتا ہے تا کہ لوگ جان سکیں کہ اللہ کی لُغت میں لفظ ''ناممکن'' نہیں ہے۔

داتا صاحب کے ہاتھوں پہلے اسلام لانے والا واقعہ بھی نہایت دلچسپ ہے۔ اُس شخص کا نام رائے راجو تھا، لیکن اسلام لانے کے بعد اُس کا نام ''شیخ ہندی'' ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ رائے راجو لاہور کا والی تھا۔ ایک دن حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اپنے حجرے کے پاس کھڑے تھے کہ وہاں سے ایک عورت کا گزر ہوا جس کے سر پہ دُودھ کا مٹکا تھا۔ داتا صاحب نے اُس سے پوچھا کہ آیا وہ دُودھ بیچنا چاہتی ہے، تو عورت نے اِنکار کیا۔ اور کہا کہ: "میں یہ دودھ آپکو بیچ نہیں سکتی کیونکہ یہ رائے راجو کے لئے ہے۔ اگر ہم اُسے یہ دودھ نہیں دیتے تو ہماری گائیں دودھ کے بجائے خون دینے لگ جاتی ہیں۔" داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مُسکرا دیئے اور فرمایا: "بس مجھے یہ دودھ دے دیں، پھر اللہ کی قدرت دیکھیں کہ آپ کے جانور کتنا دودھ دیتے ہیں۔ تو اس طرح عورت راضی ہوئی اور اُس نے وہ دودھ دے دیا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑا سا دودھ پی کر باقی دریا میں پھینک دیا۔ عورت کی حیرت کی انتہاء نہ رہی جب اُس نے اپنے جانوروں کا دودھ دوہنا شروع کیا اور اُسکی گائیوں نے اتنا دودھ دیا کہ سارے مٹکے بھر گئے مگر دودھ آنا بند نہ ہوا۔ جب اِردگرد کے لوگوں نے یہ سُنا تو انھوں نے بھی دودھ داتا صاحب کے پاس لانا شروع کیا، اور داتا صاحب اُس میں سے دو تین گھونٹ پیتے اور باقی کو دریا میں ڈالا کرتے۔ کچھ ہی عرصے میں شہر میں ایسا کوئی نہیں رہا جو شہر کے گورنر کو دودھ فراہم کرنا چاہتا۔ جب رائے راجو کو اس کا علم ہوا، تو وہ غصّے کے

Marfat.com

عالم ہیں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور للکارتے ہوئے کہا: "مجھے اپنا کوئی کمال دکھائیے۔" اس پر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ کوئی جادوگر نہیں۔" لیکن رائے راجو رُکا نہیں۔ چونکہ اُس نے بہت سی جوگی ریاضتیں کی ہوئی تھیں، اُس نے ہوا میں اُڑنا شروع کیا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نعلین اُس کی جانب پھینکیں۔ وہاں موجود لوگ اُس وقت سخت حیران ہوئے جب اُن نعلین نے گورنر کی پوری قوّت سے پٹائی شروع کردی۔ کچھ ہی دیر میں رائے راجو زمین پر آگرا۔ وہ فوراً ہی گھٹنوں کے بل آگے بڑھا اور معافی طلب کی اور پھر کلمۂ شہادت پڑھ لیا۔

روایت ہے کہ جب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُسی مقام پر ایک مسجد بنانی شروع جہاں لاہور آنے کی کے بعد مقیم رہے، اکثر علماء نے اُس مسجد کی سمت پر اعتراض کیا۔ اُس وقت تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ نہ بولے، لیکن جب تعمیر مکمل ہوئی تو آپ نے تمام عُلماء کو اپنے یہاں دعوت دی اور نماز کے وقت آپ نے امامت فرمائی۔ نماز کے بعد آپ نے فرمایا کہ: "وہ سب جنھوں نے مسجد کی سمت پر اعتراض کیا تھا، اَب وہ دیکھیں کہ کعبہ کہاں ہے۔" جب عُلمائے نے اپنی آنکھیں اُٹھائیں، انھوں نے اپنے سامنے قبلے کو دیکھا۔ حقیقی کعبہ، داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کی کرامت کا ثبوت دے رہا تھا۔

یہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شب و روز کوششوں کا ثمر تھا کہ نہایت قلیل عرصے میں تبلیغیوں کا ایک بڑا وفد تیار کیا گیا تاکہ ہندوستان کے دیگر مقامات میں اسلام کی تبلیغ کریں۔

اے اُمتِ محمدی! ایک عاشق ہی محبت کی صحیح تشریح کر سکتا ہے۔ کچھ سمجھ سکیں گے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور کچھ اُسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہوں گے۔ تمام انسانوں کے پہلو میں دل ہوتا ہے۔ کچھ اُسے استعمال کرتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے۔ اس کے باوجود کوئی بھی عاشق بن سکتا ہے لیکن طلب شرط ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: "جس طرح میدان میں بیج کو بکھیرا جاتا ہے اور مٹی میں چھپایا جاتا ہے، اور پھر اِس میں پانی برسایا جاتا ہے، آبیاری کی جاتی ہے، سورج چمکتا ہے، گرم اور سرد موسم اِس پر آتے ہیں اور تغیراتِ زمانہ اُسے نہیں بدلتے، پھر وہ تخم اُگتا ہے اور پھل و پھول دیتا ہے۔ اِسی طرح جب محبت کا بیج دل میں جگہ پکڑتا ہے تو پھر وہ بغیر حضوری، مصیبت، مشقت، راحت و لذت اور وصال کے کسی چیز سے نہیں بدلتا۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ اللہ نے اِرشاد کیا ہے کہ:

Marfat.com

"اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی بھی دینِ حق سے پھر جائے تو اللہ ایسی قوم کو لے آئے گا جو اُسے محبوب رکھتی گی اور اللہ اُن کو محبوب رکھے گا۔" انہوں نے حضرت بایزید بسطامیؒ کے حوالے سے فرمایا: "محبت یہ ہے کہ اپنے بہت کو تھوڑا جانیں۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے عاشقوں کو عمرو بن عثمان مالکی کی تعلیمات سے بھی آگاہ کیا، "اللہ نے قلوب کو جسموں سے ۷،۰۰۰ سال پہلے بنایا اور پھر انہیں وصل کا درجہ دیا، اور روزانہ ۳۶۰ مرتبہ ظہورِ جمال سے باطن کو تجلی بخشی اور ۳۶۰ مرتبہ نظرِ کرامت ڈالی؛ پھر محبّت کا کلمہ سُنایا، اور ۳۶۰ مرتبہ دِلوں پر اُنس و محبت کے لطائف ظاہر کئے، یہاں تک کہ اِن دِلوں نے ساری کائنات پر نگاہ ڈالی تو کسی مخلوق کو اپنے سے زیادہ صاحبِ کرامت نہ پایا۔ اِسی بنا پر اُن میں فخر و غرُور پیدا ہوا، اور اُس وقت اللہ عزوجل نے اُن کا امتحان لیا اور اُنہیں جسم میں قید کر دیا اور رُوح کو دِل میں بند کر دیا، اور دِل کو جسم میں رکھا، اور پھر عقل کو اُن میں شامل کر دیا، اور انبیاء علیہ السلام کو بھیج کر اُن کے ذریعے اُنہیں حکم دیا کہ وہ اپنے مقام کو تلاش کریں۔ اور اللہ عزوجل نے اُنہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا تاکہ جسم تو نماز میں ہو اور دل محبّتِ الٰہی میں غرق ہو اور اُن کا باطن وصالِ حق سے سُکون و قرار پائے۔"

Marfat.com

ابو بکر صحابی کا قول پھر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا کہ: "محبت اسی لیئے نام رکھا گیا ہے کہ وہ دل سے محبوب کے ماسویٰ کو مٹا دیتی ہے۔"

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے ایک حسین عاشق تھے جنہوں نے اِس محبت کو اپنے دوستوں اور پیروکاروں میں تقسیم کیا اور آج تک کوئی بھی جو اُن کی کتاب پڑھتا ہے یا جو اُن سے روحانی طور ہدایت اور فیض طلب کرتا ہے ، وہ اُن میں بھی تقسیم فرما رہے ہیں۔ بے شک آپ رحمۃ اللہ علیہ علم و معرفت کے خزانے کے مالک ہیں۔ یہ خزانے اُن تمام اولیاءِ کرام پر مکمل طور سے منکشف تھے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد، یعنی آپ کے وصال کے بعد تشریف لائے۔

حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے (۴۰) چالیس دن کا چلّہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر کاٹا تھا اور اظہارِ عقیدت کے طور پر یہ الفاظ فرمائے تھے کہ:

ے گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نُورِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامل، کاملاں را رہنما

کہتے ہیں کہ جب بھی بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن سے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پہ حاضری دینے جاتے، تو پاپیادہ

Marfat.com

جایا کرتے ۔ وہ ضلع کچہری، لاہور کے قریب ٹھہرتے اور جب اُنہیں حاضری کی اجازت ملتی تو پھر وہ اپنے گھٹنوں کے بَل مزارِ مُبارک تک جاتے ۔

کہتے ہیں کہ بابا بُلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے مستقل حاضری دینے والے تھے ۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک نعت شریف کا ہدیہ پیش کیا جو آپ نے ہزاروں طالبانِ حق کے سامنے پڑھی ۔ یہ اسی واقعہ کے بعد کی بات ہے کہ آپ کو دیدارِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔

دارا شکوہ ، اپنی کتاب سفینۃُ الاولیاء میں لکھتے ہیں : "جو حضور داتا گنج بخش رحؒ کے مزار پر چالیس (۴۰) روز حاضر ہوتا ، اُس کی مُراد پوری ہو جاتی تھی ۔ میں بھی حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوتا رہا اور میری مُراد بھی پُوری ہُوئی۔

؎ گنج بخش آپ کی آفاق میں مشہور رہے
دِلدہی خستہ دِلوں کی آپ کا دستور رہے
نزعہ اعداء میں یہ قلبِ حزین محصُور رہے
یاعلی اِمداد کیجئے منتظر مہجور رہے

میری دُعا ہے کہ اللہ کی محبّت اور رحمت کی بارش اَبد تک اللہ کے اِس حَسین عاشق ، حضرت علی عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ،

Marfat.com

پر برستی اور جگمگاتی رہے، اور اُن کے صدقے میں اُن کا فیض
اُن تمام سچّے عاشقوں تک بھی پہنچے جو لطف و رضا کی اس
راہ پر چل رہے ہیں۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

۴، جنوری ۲۰۱۳ء (۲۶۰)
۲۱، صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو اعلیٰ ترین اور بڑی شان والا ہے، جو سچے دلوں کا حکمراں ہے اور جو اپنے خاص کام کے لئے اپنے کارندوں کا چناؤ کرتا ہے۔ بے شک ایسا کوئی نہیں ہے جو اُس کی نافرمانی کرے اور اُس کے عاشقین کی فہرست میں (بھی) رہے۔ محبّت ہمیشہ قربانی اور تسلیم کا تقاضہ کرتی ہے۔

دُرود و سلام اُن پر جنہوں نے خود کو کامل طور سُپرد کر دیا ہے، جو اپنی اُمت کو محبّت کا درس دیتے ہیں اور یہ کہ کس طرح یہ الفاظ دلوں کو تبدیل کرتے ہیں۔

ھُو

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب پر اور آپکے پیاروں پر۔ سلامتی اُن خوبصورت دلوں پر جو سچی محبّت کے بارے میں سیکھنا چاہتے ہیں۔

محبّت ایک عجیب جذبہ ہے، عجیب اس لئے کہ یہ کسی بھی دوسرے جذبے کی طرح نہیں ہے۔ جن کو اس کا تجربہ ہوتا

Marfat.com

ہے ، وہ جو اس کو محسوس کرتے ہیں اور جو اسکے بارے میں جانتے ہیں ، وہ حقیقی معنوں میں خوش نصیب ہیں ۔ لوگ محبّت کے بارے میں سُننا پسند کرتے ہیں کیونکہ اُس سے اُنکے دل خوش ہوتے ہیں ، لیکن جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ دُنیا اور محبّت میں سے کسی ایک کا چناؤ کریں ، تو اُن کی ترجیح دنیا ہوتی ہے ۔ اُن کو صرف اُن قلیل المدّت مفاد کی فکر ہے جو اُنہیں یہ دنیا فراہم کرسکتی ہے ، وہ عارضی خوشیاں جو اتنے کم وقت کے لئے ہوتی ہیں کہ جن سے نہ آپکے دل کو اطمینان ہوتا ہے اور نہ ہی آپ کی روح کو ۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اتنی بے چینی ہے ۔

اُس شخص کی مثال لیجئے جو مصنوئی طور سے بنے مشروبات پینا ہے جو اُسے عارضی لذّت تو دے سکتے ہیں ۔ لیکن اُس کا اصلی پیاس بجھانے والا ، بلاشُبہ پانی ہی ہے ۔ پانی پاک ہے ، وہ حیات بخش ہے ، اور سب سے بڑھ کر ، یہ انسانی حیات اور دوسری قسم کی حیات اور فطرت کا بھی ایک اہم جز ہے ۔ تو یہ کہنا غلط نہیں کہ محبّت بھی حیاتِ انسانی اور دیگر اقسام کی حیاتیات اور فطرت کے لئے ایک اہم جز ہے ۔
محبّت وہ پُل ہے جس کے ذریعے آپ دوسری دُنیا

Marfat.com

میں پہنچتے ہیں۔ جب ہم "محبّت" کہتے ہیں، تو اُس سے مُراد سچّی، پاک اور رُوحانی محبّت ہے۔ دوسری دُنیا کی محبّت مصنوعی جذبوں سے پاک اور عاری ہے۔ اُس میں کوئی ریاکاری یا خود غرضانہ مقصد نہیں ہیں۔ اس کے برعکس یہ دل کو اتنا گداز کرتی ہے کہ انسان کے پورے وجود کا محور اُس کی ذات کے بجائے اُس کا محبوب بن جاتا ہے۔

گوشت کا یہ ٹکڑا جو آپ سب کے سینے میں ہے، یعنی آپ کا دل، یہ سب سے زیادہ ضروری عضو ہے کیونکہ یہ آپ کی وفاداری اور وابستگی کو ظاہر کرتا ہے اور اسی طرح یہ آپکے مرکز توجّہ کے لئے اِخلاص کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ اگر آپکے دل میں کسی قسم کے شکوک ہیں یا کھوٹ ہیں، تو پھر آپ اور آپ کے کردار میں وفا اور اخلاص نہیں رہے گا۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کی دُنیا ترجیحی بن جائے، اور ہوسکتا ہے "محبّت" فقط خالی گفتگو بن کر رہ جائے۔ بس ایک آسان سا جذبہ جسے آپ رکھنا چاہیں، کیونکہ جب کبھی اُس کی ضرورت پڑے آپ اُسے محسوس کرسکیں اور یہ آپ کو مزا اور سُکون دے۔ لیکن آپ کی جلد بازی اور آپ کے اطراف پھیلی ہوئی دلکش چیزیں آپ کو محبّت کی لذّتوں سے فراموش کردیتی ہیں

Marfat.com

اور آپ کو دنیا کی چمک دمک کی جانب کھینچتی ہیں۔

جو بھی اس دنیا میں آتا ہے، اُسے جانا ہی پڑتا ہے۔ کچھ لوگ جلد رخصت ہوتے ہیں اور کچھ ذرا دیر بعد، مگر رخصت سب نے ہونا ہے۔ حتیٰ کہ اس دُنیا میں اگر آپ کا خیال ہو کہ آپ کسی جگہ جا کے لمبے عرصے تک رہیں تو تب بھی آپکے اثاثے اور آپکی منصوبہ بندیاں اُس کے مطابق ہوں گی۔ چلئے یہ فرض کرتے ہیں کہ آپ کو اس دنیا میں ۵۰۰ سال تک رہنے کی ضمانت مل گئی ہے، ہوسکتا ہے کہ آپ اپنی طویل زندگی کو آسان بنانے کی خاطر کئی عمارتیں بنائیں، طویل المدت منصوبہ بندیاں کریں، اپنی لمبی زندگی کیلئے کمانے اور بچانے کا سوچیں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ اس زندگی کو بھرپور انداز سے گزارنا چاہیں اور یہ سوچیں کہ اللہ کی عبادت آخری ۱۰۰ سال میں کریں گے۔ اگر آپ کو اپنی موت کا وقت معلوم ہو، تو پھر آپ اپنی زندگی کی لمبی منصوبہ بندیاں کر سکتے ہیں۔ یعنی یہ کہ آپ کے پاس اِن پر عمل درآمد کے لئے کافی وقت ملے گا اور اس دنیا کی فصل کو کھانے کے لئے بھی کافی وقت ہوگا۔

لیکن کیا یہ حقیقت بھی ہے؟ سب جانتے ہیں کہ کسی کو اپنی موت کا صحیح وقت معلوم نہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ وہ

Marfat.com

کب مریں گے ، یعنی اُن کو اپنی آخری سانس کا بھی یقین نہیں ہے ۔ تو ایسی غیر یقینی صورتحال میں کون اپنے اثاثوں، اپنے مکانات ، اپنی دولت یا اِس دُنیا میں مستقل رہائش کے بارے میں سوچ بھی سکتا ہے ۔ کیا یہ اُن کے لئے ایک حماقت نہ ہوگی کہ وہ ایک ایسے مستقبل کیلئے شاہانہ مکانات بنوائیں اور ٹنوں کے حساب سے دولت جمع کریں جس کے بارے میں اُنہیں خود بھی یقین نہیں ہے ؟

اسی لئے اللہ کے ایک عاشق نے فرمایا کہ :"تجھے چاہیئے کہ چھوٹے اور تنگ پانی میں اپنا سامانِ سفر اور پتوار، کشتی میں مضبوطی سے باندھ دینا ۔ گہرے پانی میں تیری مدد کو کوئی نہیں آئے گا۔" وہ اُن سب مسافروں کو خبردار کر رہے ہیں ، جو زندگی کی کشتی میں سوار ہیں کہ : "اَے دوست ! اگر تم لمبی تان کر نہ سو تو تمہارا جہاز تباہ نہیں ہوسکتا ۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ:

- "جن لوگوں نے سچ ، حق اور انصاف کا سامان لیا ہے ، اِن نیک لوگوں کے لئے قرآن مجید میں دُنیا اور آخرت کے لئے خوشخبری سنائی گئی ہے ۔ ایسے لوگ ہی سارے سمندر کا سفر، یعنی دنیا کا سفر، بغیر کسی تکلیف کے پار کر لیتے ہیں ۔"
- "جو لوگ توکّل کو اپنا تکیہ یا بھروسہ کر لیتے ہیں ، وہی دریا کے

Marfat.com

تیز دھاروں سے کامیابی سے نکل جاتے ہیں۔"

- "توبہ یا پچھتاوے کے اثر سے لوگ طوفانوں سے نکل کر منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔"
- "جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اپنے جہاز سمندر میں ڈالتے ہیں، انہیں لہریں کچھ نقصان نہیں پہنچاتیں۔"
- "علمِ نافع کی اہمیت پر انتہائی شدّت سے زور دیا ہے اگر آپ اس کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں، یعنی اگر آپ اپنے سفر کو محفوظ بنانا چاہتے ہیں۔"
- "اے مَلّاح، ستاروں سے خبریں (علم) حاصل کر کے زندگی میں کچھ کرنے کے قابل ہو۔"
- "کچھ سامان خرید کر اپنی کشتی میں رکھ لے۔ اے غافل تمہیں کیا پتہ کہ پانی کی لہریں تم سے لڑیں گی ضرور، اسلئے خاموش ہو کر نہ بیٹھ۔ تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا جب یہ لہریں تمہیں بیچ دریا میں دے ماریں گی۔"

وہ جانتے تھے کہ سامانِ سفر کا چُناؤ بھی نہایت ضروری ہے۔ یہ ایسا ہے کہ جیسے آپ کسی دور دراز جگہ کے سفر پر روانہ ہو رہے ہیں اور آپ صرف وہ ضروری سامان ساتھ لے جاتے ہیں جس کی ضرورت دورانِ سفر یا منزل پر ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

اصول و قاعدہ یہ ہے کہ آپ ہلکے سامان لے کر سفر کریں۔صرف انتہائی ضروری چیزیں ساتھ رکھیں ورنہ بے کار چیزوں کا بھاری بوجھ آپکی رفتار کو کم کریگا، اور آپکا زیادہ تر وقت آپکے سفر کے بجائے آپکے سامان کی نگرانی پر صرف ہوگا۔حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :" وہ سامان خرید جو رکھنے سے بوسیدہ یا خراب نہ ہو، اور کسی بھی جگہ لے جاکر فروخت کرنے پر ایسا سامان لینا چاہیئے جو وقت گزرنے کے ساتھ خراب نہ ہونے پائے۔ان چیزوں کو اگر کسی دور ملک لے جایا جائے تو بھی خراب یا ضائع نہ ہو۔ تھوڑا سا بھی ضائع نہ ہو۔ ایسی تجارت کر،کہ جس کا انجام بخیر ہو۔" ایک آدمی کی زندگی کے نیک اعمال ایسا سامان ہیں جو اُٹھانے میں تو ہلکے ہیں لیکن فوائد میں بھاری۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی یہی کہتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ :" رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مونڈھے کو پکڑ کر فرمایا کہ دنیا میں تُو اس طرح رہ، گویا تو پردیسی ہے، بلکہ (پردیسی سے بھی بڑھ کر) راستہ چلنے والے کی طرح رہ۔" انہوں نے پھر فرمایا،" (دنیا کو ایسی بے ثباتی چیز سمجھ کر) جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار مت کر اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار مت کر، اور اپنے تندرستی کے زمانے سے

Marfat.com

مرض کے زمانے کے لئے نیک اعمال کر کے رکھ اور اپنی پوری زندگی سے موت کے لئے عمل کر کے رکھ ۔"

جو اِن الفاظ کی گہرائی کو دیکھ سکتے ہیں، وہ خود کو کبھی گرفتارِ بلا نہیں پاتے ۔ جب کبھی کوئی مصیبت اُن پر آتی ہے تو وہ اُسے اپنی کشتی میں ایک عارضی ہچکولہ سمجھتے ہیں اور وہ بھی اُنہیں اپنے اللہ سے قریب تر لانے کے لئے ۔

آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جو اپنے مسائل کو اپنی نعمتوں سے زیادہ شمار کرتے ہیں ؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ آپ کی شکایات کی فہرست اُن الفاظ کی فہرست سے بہت زیادہ طویل ہے جو اللہ کے شکرانے کے طور پر ادا کئے جاتے ہیں ؟ صرف وہ لوگ جو اپنے رب کی بارگاہ میں رہتے ہیں، صرف انہیں کی آنکھیں دوسری دنیا کا مشاہدہ کر سکتی ہیں، اور اُن کے دل اُن کے محبوب کے قدموں میں ہیں ۔ اُن کے لئے یہ دُنیا ایک پنجرے کی طرح ہے، وہ دُنیا سے اُمید رکھے بغیر جیتے ہیں ۔ اُنہیں کوئی اُمید اور آشا نہیں ۔ لیکن اُن کی محبت انہیں ایک نہایت اہم چیز سکھاتی ہے اور وہ ہے کہ اُن تمام لوگوں کیساتھ اخلاص اور ہمدردی سے پیش آئیں جو اُن کی راہ میں آتے ہیں ۔

آپ کے اطراف والے لوگ بھی اپنی اپنی کشتیوں کے

Marfat.com

مسافر ہیں۔ اگر آپ اُن کی راہ میں روڑے اٹکائیں گے ، تو اُن میں بھی یقیناً کوئی نہ کوئی ایسا ہوگا جو آپ کی راہ میں رکاوٹ ڈالے گا؛ اور اگر آپ دوسری کشتیوں کے لوگوں سے دوڑ لگائیں گے ، تو پھر یاد رکھیں کہ (اُن میں) کوئی بھی مَدِ مقابل ہو سکتا ہے جو آپ سے زیادہ طاقتور اور زیادہ وسائل والا ہو، تو اس لئے یہ سفر فقط بڑائی ثابت کرنے کی دوڑ کے بجائے مدد اور توازن کا سفر ہونا چاہیئے۔ اُن کی مدد کریں جن کو آپ کی مدد کی ضرورت ہو۔ اُن سب کا خیال رکھیں جو آپ کے اِرد گرد ہیں اور چھوٹے چھوٹے اختلافات اور جھگڑوں کو نظر انداز کر کے برداشت کریں۔

حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے :"دُنیا میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، نوری بھی اور ناری بھی، لیکن جن لوگوں نے اپنی محنت سے اس دُنیا کو روشن کیا ہے ، اُن کے بغیر ہم جی نہیں سکتے ۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ ایسے اشعار کہے ہیں جو صرف وُہی لوگ کہہ سکتے ہیں جن کا تجربہ انہوں نے خود کیا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ : " اے میرے دوست ! میرے پیارے ! عشق سیکھنا ہے تو کمہار کی بھٹی سے سیکھو۔ آوی ، یعنی

Marfat.com

بھٹی میں سارا سارا دن آگ سلگتی رہتی ہے مگر وہ کوئی فریاد نہیں کرتی۔"

یہ وہی عشق تھا جس نے لطیفی دل میں جب آگ جلائی تو سب سُر اس طرح دہکتے نکلے جیسے بھٹی میں سے دہکتے انگارے لپکتے ہیں جسے پوری قوت اور شدت سے روشن کیا گیا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں: "اے میری ماں! میری جان کو غموں نے گھلا دیا ہے، درد کے مارے ہی عشق کی راہ پر چلتے ہیں۔" "جس طرح بارش سے خشک زمین میں سے سبزہ پھوٹ نکلتا ہے، اسی طرح محبوب کے ہجر میں دل سے غم پھوٹ نکلے ہیں۔"

شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کبھی تو اشاروں میں بات کرتے ہیں، کبھی تمثیلوں کے ذریعے اپنی کیفیت کا اظہار کرتے ہیں کہ کس طرح راہِ وفا کا مسافر اپنی منزل تک پہنچ سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھوڑی کی مثال دیتے ہیں جو درحقیقت سانپ پکڑنے والے جوگی ہیں جو اپنے دن جنگلوں اور بیابانوں میں سانپوں کی تلاش میں گزارتے ہیں۔ اُن کے پاس صرف ایک مشک ہوتا ہے اور کئی کئی دن وہ صرف جنگلی پھول، بیج اور پتے کھا کر اپنی بھوک مٹاتے ہیں۔

شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "جس طرح کھوڑی جنگلوں میں اپنی ذات کو فراموش کر کے راستہ تلاش کرتے ہیں،

Marfat.com

اسی طرح رب کو تلاش کیا جانا چاہیئے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام طالبِ حق والوں کو کھوڑی کہتے ہیں ۔ کھوڑیوں نے ذکرِ خفی سے "سجن" کو ڈھونڈ لیا اور یہ عاشق ذکرِ خفی کے الفاظ سے لامکاں سے گزر گئے ۔ وہ جوگی جو عشق کی آتش میں جل رہے تھے، وہ ایک سے ملے اور ایک ہو گئے اور سب میں اُنہیں سُبحان نظر آیا۔"

شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کا کلام عاشقوں کو دنیا کی جال سے خبردار کرنا ہے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : " تو نے کپڑا بُننے کی فکر چھوڑ دی ہے اور اپنے آپ کو جسمانی آرام کے حوالے کر دیا ہے ۔ ایک دن عید آئے گی اور تو اپنے آپ کو بغیر اچھّے کپڑوں کے بے سہاروں کے ساتھ پائے گی ، اور جب تیری سہیلیاں سنگھار کے لئے تجھے بلائیں گی تو تُو اپنے آپ کو شرمسار محسوس کرے گی ۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں اس دنیا کا ہر لمحہ قیمتی تھا ، اسلئے انہوں نے ہر ایک کو مشورہ دیا کہ وہ انہیں محبُوب کی یاد میں گزاریں ، کون جانے کہ سانس کی ڈوری کب ٹوٹے اور کِسے معلوم کہ اعمال کی گھڑی کب رُک جائے ۔ اور جب وہ وقت آئیگا تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ : " جو دن کپاس کاٹنے کے تھے، تُو نے بیکار بیٹھ کر ضائع کر دیئے ۔ ایک پَل کے

Marfat.com

لئے تُو تکلے کے پاس نہ بیٹھی۔ تو جب اپنے محبوب کے گھر جائے گی تو لازمی تمہیں وہاں شرمندگی اُٹھانی پڑے گی۔"

مگر اُن لوگوں کے لئے حوصلہ افزائی کے الفاظ بھی ہیں جنہوں نے دنیاداری اور کھیل تماشہ میں بہت سارا قیمتی وقت برباد کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن سے کہتے ہیں کہ اَب بھی وقت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کی خوبصورتی اور انداز اُن سب کو متاثر کرتے ہیں جو جانتے ہیں کہ آپ کیا فرما رہے ہیں:

" اے سکھی! تُو اگر عمر میں بڑی ہو گئی ہے، تو بھی آ کر تکلے پر بیٹھ اور کپاس کاٹنے میں لگ جا۔ تکلہ ہمیشہ تیرے پاس ہونا چاہیئے۔ تکلے کے سوا کسی اور چیز کو اپنے قریب مت کر، سُستی نہ کر، اِس کے بعد ہی تیری قدر ہو گی اور قدر کرنے والے اپنے آپ بُلا کر تمہیں دُھنائی کرنے والوں کے برابر جگہ دینگے۔"

شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ وہ صوفی بزرگ تھے جنہوں نے نرم الفاظ میں وحدانیت کا درس دیا ہے۔ وہ الفاظ جو نہ فقط صوفیانہ تھے، بلکہ ایک سچے عاشق کے دل کے ترجمان بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "اے میرے محبوب! میں نے تمہیں بہت یاد کیا، تمہیں ہر جگہ تلاش کیا، ہر صورت میں تمہیں دیکھنا چاہا (لیکن تم نہیں ملے)۔ جیسے پیٹھ پیچھے بولنے کو گفتگو

Marfat.com

نہیں کہتے ، اِسی طرح صورت نہ دیکھنے کو ملاقات نہیں کہہ سکتے۔
اے میرے محبوب ! سامنے آکر مجھ سے گفتگو کر اور اپنا دیدار کرا۔" ایک اور جگہ شاہ سائیں مختلف قسموں کی آنکھوں کے بارے میں کہتے ہیں ، "آنکھیں سب کو پیاری ہیں ۔ ہر آنکھ والا اپنی دید پر ناز کرتا ہے ۔ مگر ہر ایک کی نگاہ کی پہنچ ایک جیسی نہیں ہوتی ، کوئی سامنے کی چیز دیکھتا ہے ، یا سامنے کی چیز کا صرف اگلا حصّہ دیکھتا ہے ۔ اور کچھ ایسی نگاہیں بھی ہیں جنہیں ہر سمت اور ہر شے میں جلوۂ محبوب اور اُسکی رعنائیاں ہی دکھائی دیتی ہیں ۔" شاہ لطیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "وہ نگاہ اپنی جس سے اپنے محبوب کو دیکھ سکے ۔ محبوب کے سوا کسی اور کو نہ دیکھنا کیونکہ تیرا محبوب غیتور ہے ۔ اپنے سوا کسی دوسرے کو برداشت نہیں کر سکتا ۔"
اے اُمّت محمّدی ! آج ہم شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ڈوبے رہے ، اُن صُوفی ولی کے کلام میں جنہوں نے اپنی صوفیانہ شاعری اور اپنی محبّت کے پیغام کے ذریعے لاکھوں دلوں کو مُسخّر کیا ہے ۔ یہ محبّت اُس دل سے پُھوٹتی ہے جو پہلے تو عشقِ مجازی کا شکار تھا ، لیکن عشق کی وہ تڑپ بہت جلد عشقِ حقیقی کی تڑپ میں بدل گئی ، وہ محبّت جو حقیقی محبت

Marfat.com

ہے ، اصلی اور سچی محبت۔

یہ ذوالحج ۱۴۳۳ھ تھا جب یہ صُوفی سلسلہ نظامیہ نوریہ کی کشتیء نورِ نبی میں داخل ہوئے۔ وہ آگ جس نے بے شمار دلوں کو جِلا یا ہے ، وہ اَب نوری دلوں میں داخل ہوچکی ہے۔ مبارک ہو آپ سب کو اس ولی کی (ہمارے درمیان) موجودگی پر۔ اللہ نے گلے کے اس نوری ہار میں ایک اور موتی کا اضافہ کردیا ہے ، وہ نوری ہار جو نہایت قیمتی جواہرات اور نگینوں سے بنا ہوا ہے ، یعنی اللہ کے عاشقین اور اولیاء سے بنا ہوا ہے۔ بیشک یہ نوری ہار اَبد تک چمکتا دمکتا رہے گا۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

۱۱ جنوری ۲۰۱۳ء
۲۸ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

وقت کا صحیح مصرف

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی نعمتوں کی کوئی حد نہیں، اور یہ نعمتیں اُن لوگوں کے لئے ہیں جو اللہ کے اطاعت گزار بندے ہیں۔

دُرود و سلام اُن پر جو صاحبِ تاجِ شفاعت ہیں، جو اُمّت کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور وہ جنہیں اپنی اُمّت پیاری ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپکے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اُن سب کے لئے جو نورِ نبیؐ کو اس کائنات کا ایک ضروری جُز سمجھتے ہیں اور جو اس کے حصُول کیلئے ہر وقت کوشاں ہیں۔

کہتے ہیں کہ: "وقت اور ریلا کسی کا انتظار نہیں کرتے۔"

وقت وہ عُنصر ہے جسے صرف اس دنیا کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

لفظ "کُن" سے اِس کائنات کی گھڑی چلنی شروع ہوئی، اور صُورِ

Marfat.com

اسرافیل وہ آواز ہوگی جو اس گھڑی کی صداؤں کو خاموش کر دیگی۔ اِن دو واقعات کے درمیان وقت کی گھڑی کی سوئیاں صدیوں سے اِسی رفتار سے چلتی آرہی ہیں۔ ہر دن کے ۲۴ گھنٹے ہیں، اور ہر گھنٹے کے ۶۰ منٹ ہیں۔ وقت دُنیا میں ہر جگہ مستحکم ہے، اور آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہر آدمی کے پاس کچھ تعداد گھنٹے اور منٹ ہیں زندہ رہنے کے لئے۔ اس تعداد میں کمی، بیشی ہوتی ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ اُس کے پاس کتنا وقت ہے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ کسی کو نہیں معلوم کہ وہ کب تک زندہ رہے گا۔

یہ وقت کی بے اعتباری ہے۔ وقت بھی استحکام سے بڑھتا ہی رہتا ہے۔ ۶۰ سیکنڈ کے اختتام پر منٹ والا کانٹا ایک منٹ آگے بڑھتا ہے اور ۶۰ منٹ کے بعد گھنٹے والا کانٹا ایک گھنٹہ آگے بڑھتا ہے۔ تو اِس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ وقت کی خوبی آگے بڑھنا ہے۔ سال ۲۰۱۲ء کے ختم ہونے پر سال ۲۰۱۳ء شروع ہوچکا ہے اور جب یہ سال ختم ہوگا تو ۲۰۱۴ء شروع ہوگا۔ وقت کبھی ماضی کی طرف نہیں جاتا یعنی وہ پلٹتا نہیں آپ اپنے ماضی کی طرف (خیال کے ذریعے) جا سکتے ہیں۔ اِس پر آپ یا تو اچھا محسوس کر سکتے ہیں یا بُرا، لیکن آپ، پیچھے جا کر اپنے ماضی کو دوبارہ نہیں جی سکتے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے!

Marfat.com

تو اِس طرح اِس کا یہ بھی مطلب ہے کہ ایک بار جو وقت گزر جائے، تو پھر آپ اُسے دوبارہ نہیں لا سکتے۔ یہ بس ایک لہر کی طرح ہے، جو ساحل سے ٹکرانے کے بعد ہمیشہ لَوٹ جاتی ہے۔ اَب یہ ہی لہر جہاں بھی واقع ہو، یہ کبھی واپس نہیں آتی۔ تو ہم اِس سے یہ بھی دیکھتے ہیں کہ وقت دیر تک رُکتا نہیں، یہ ختم ہوتا ہے۔ سورج طلوع ہوتا ہے، پھر غروب ہوتا ہے۔ چاند رات کو چمکتا ہے لیکن دن کی روشنی اُس چاندنی کو گہنا دیتی ہے۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وقت کتنا نہ ثبات، یعنی عارضی ہے۔ جو وقت آپ اپنی حیات میں قابو کرتے ہیں، صرف وُہی آپ کیلئے مستقل ہے۔ باقی سب فقط ذرّہ بےنشاں ہے۔ وہ نیک اعمال جو آپ اپنی اَبدی زندگی کے لئے جمع کرتے ہیں، وہ ہی اس زمین پر آپ کے وقت کو دَوام بخشتے ہیں۔ وہ لمحات اور گھڑیاں جو آپ اللہ کی عبادت، ذکر و افکار اور انسانیت کو آرام پہنچانے کے لئے صرف کرتے ہیں، وہ آپ کے نامۂ اعمال میں دَرج کئے جاتے ہیں اور اِس طرح اُنہیں دوام حاصل ہوتا ہے۔

تو اس طرح آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ وقت کو قابو اور اُسے مستقل کر سکتے ہیں۔ لیکن اُس کے لئے آپ کو خبردار اور ہوشیار رہنا ہے کہ آپ اپنا وقت کس طرح گزارتے ہیں۔ آپ

Marfat.com

ہیں سے اکثر کا ایک معمول ہے اور بہت سارے یہ کہتے رہتے ہیں: "کیا کریں، ہمارے پاس تو وقت ہے ہی نہیں۔"

یہ تو اُس شخص کی مثال کی سی ہے جس کے کمرے میں ایک میز ہے۔ اب خیال کیجیئے کہ یہ آدمی اپنے طور طریقوں میں اس قدر بدنظمی کا عادی ہے کہ جو کچھ اُس کے ہاتھ آتا ہے وہ اُسے اُسی میز پہ ڈال دیتا ہے۔ جلد ہی آپ دیکھیں گے کہ ڈھیر ساری چیزوں کا ایک بے ترتیب انبار اُس میز پہ جمع ہوگا۔ اگر وہ شخص اُس میز پہ کوئی چیز تلاش کرنا چاہے تو ظاہر ہے کہ پہلے اُسے کتابوں کے ڈھیر کو ہٹانا ہوگا، پھر شاید بکھری ہوئی پلیٹوں کو ہٹانا ہوگا اور پھر شاید بکھرے ہوئے کپڑوں میں ٹٹولنا ہوگا۔ اگر وہ اُن سب چیزوں کو ترتیب سے اُن کی جگہوں پر رکھتا، تو اُس صورت میں اُسے چیزوں کی تلاش میں اِتنی دشواری پیش نہ آتی، اور وقت ضائع نہ ہوتا۔

یہی صورتحال آپ میں سے اکثر کو پیش آتی ہوگی جو اپنے وقت کو مناسب طور استعمال نہیں کرتے اور اِس قیمتی اثاثے کو ضائع کرتے ہیں اپنی بے ضابطہ اور بے ڈھنگے طرزِ زندگی کے باعث۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ آپکو وقت کی اہمیت کا احساس نہیں ہے۔ آپ چاہے کچھ بھی کریں، آپکے طرزِ حیات سے ظاہر

Marfat.com

ہوتا ہے کہ جیسے آپکے پاس لامحدود وقت ہے۔ قدرتی بات ہے کہ ایسے گمان سے وقت کی قدر کم ہوگی۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جن کو یہ بدگمانی نہیں بھی ہے، لیکن پھر بھی وہ اپنے وقت کا مناسب استعمال نہیں کرسکتے، کیونکہ وہ مناسب منصوبہ نہیں بناتے کہ اپنے وقت کو کس طرح استعمال کریں۔ وہ دونوں دنیاؤں کے درمیان مشکل سے توازن قائم کرسکتے ہیں، اس لئے یہاں بھی وقت کا ضیاں بہت زیادہ ہے۔

وقت بہت قیمتی ہے کیونکہ، اوّل تو یہ محدود ہے اور دوسرے یہ تحلیل یا ختم ہوجاتا ہے۔ کوئی بھی تحلیل کے اس عمل کو نہیں روک سکتا اور نہ ہی کوئی وقت کی رفتار کو دھیما کرسکتا ہے۔ جو چیز جلد ختم ہونے والی ہو، اُس کو نہایت احتیاط سے استعمال کی جانی چاہیئے۔

سب سے پہلے آپ کو چاہیئے کہ آپ اپنے وقت کو اپنی دنیا اور آخرت کے درمیان تقسیم کریں۔ آیئے یہ فرض کرتے ہیں کہ آپ کے پاس دن کے ۱۲ گھنٹے ہیں اور ۱۲ گھنٹے رات کے ہیں۔ لیکن آج کل کے جدید طرزِ حیات کے باعث دن طویل تر ہوگئے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اب کوئی بھی ۱۶ سے ۱۷ گھنٹے جاگ سکتا ہے۔ ویسے بھی ایک آدمی کی اوسط نیند

Marfat.com

۷ سے ۸ گھنٹے تک ہوتی ہے۔ تو اس طرح آپ اپنے "جاگتے" گھنٹوں کو اندازے سے دو حصّوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ اُس میں سے چند گھنٹے اس دنیا کے لئے اور کچھ گھنٹے دوسری دُنیا کے لئے رکھیں۔ اَب اپنے دنیاوی وقت کو چار حصّوں میں تقسیم کریں: ایک حصّہ آپکے گھرانے کے لئے؛ دوسرا حصّہ آپکے روزگار کے لئے ہونا چاہیئے اگر کمانے والے آپ ہیں یا گھریلو انتظامات کے لئے اگر یہ ذمہ داری آپکی ہے؛ تیسرا حصّہ آپ اپنے لئے رکھیں، یعنی آپ کی صحت یا آپ کی دلچسپی کا کوئی معاملہ ہو؛ اور چوتھا حصّہ آپ کے عزیزوں اور رشتہ داروں اور دوستوں کے لئے۔ اَب ہر ایک حصّے کے لئے آپ کتنا وقت رکھتے ہیں، یہ آپکی زندگی کی ترجیحات پر منحصر ہے۔ ایک باہوش آدمی اپنے وقت کا بڑا حصّہ روزگار پر صَرف کرے گا، لیکن وہ کافی وقت اپنے گھرانے کو بھی دے گا۔ پھر اتنا ہی وقت اپنی جسمانی نگہداشت اور ذاتی دلچسپیوں اور دوست رشتہ داروں کے لئے ہونا چاہیئے۔ یہ ہے طریقہ اپنے دنیاوی وقت کو تقسیم کرنے کا۔

جہاں تک آپ کی دوسری دنیا کے وقت کا تعلق ہے، اُسے بھی چار حصّوں میں تقسیم کیا جانا چاہیئے:۔ پہلا حصّہ،

Marfat.com

آپ کے فرائض کے لئے؛ دوسرا حصّہ، آپ کے نوافل اور اوراد کے لئے؛ تیسرا حصّہ، حصُولِ علم اور فیض کے لئے؛ اور چوتھا حصّہ انسانیت کی بہبود کے کاموں کے لئے۔ یہاں بھی گھنٹوں کا تعین انفرادی طور پر ہر ایک کی ترجیح پر ہے۔ کچھ لوگ زیادہ اوراد کرنا پسند کرتے ہیں، کچھ لوگوں کو زیادہ وقت حصُولِ علم و فرائض کے لئے چاہیئے، اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زیادہ وقت سماجی بہبود پر صرف کریں۔ لیکن یاد رہے کہ ہر حصّہ پیشِ نظر رہنا چاہیئے اور کسی کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ یاد رہے کہ بہترین وقت وہ ہے جو آپ نے اللہ کی اطاعت میں گزارا ہو، چاہے وہ آپ کا دنیاوی وقت ہو یا دوسری دنیا کا۔ آپ کے وقت کے میعار کا دارومدار آپ کے دِل کے میعار پر ہے۔ اگر دل مخلص ہے اور جو کچھ آپ کرتے ہیں وہ اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں، تو پھر یہ عین ممکن ہے کہ وہ تمام وقت اُس دُنیا کا ہوگا، یعنی ایمانداری کی کمائی، اپنے بچّوں کی پرورش اسلامی طریقے سے کرنا، ضرورت کے وقت دوست احباب کا خیال رکھنا، اپنا خود کا خیال رکھنا تاکہ آپ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں اور آپ کی صحت آپ کو اللہ کی عبادت صحیح طریقے سے کرنے دے؛ اگرچہ یہ تمام اُمور دُنیا

Marfat.com

سے تعلق رکھتے ہیں، (لیکن) اگر آپ کا مقصد اخلاص پر مبنی ہے، تو آپ کے دنیاوی کام بھی عبادات بن جائیں گے۔

اے اُمّتِ محمّدی! وقت کی انتظام کاری نہایت ضروری ہے۔ کیا تمام داناؤں کا یہ کہنا نہیں ہے کہ: "گزرا وقت پھر واپس نہیں آتا"۔ لیکن اگر وہ وقت اللہ کی رضا میں گزُارا ہو، یعنی اپنے ربّ کی خوشنودی کے لئے گزارا ہو، تو پھر وہ وقت ضرور واپس آتا ہے۔ جب آپ جانتے ہیں کہ وہ پیسہ جو اللہ کی راہ میں دیا جاتا ہے، اُسے دس گُنا زیادہ برکت کے ساتھ لوٹا دیا جاتا ہے، تو وقت کے ساتھ یہی معاملہ کیوں نہیں ہوگا؟ بالکل اِسی طرح جب آپ اللہ کی رَاہ میں ایک منٹ خرچ کرتے ہیں، تو وہ آپکے جاری وقت میں ۱۰ ر منٹ زیادہ برکت عطا کرے گا۔ یہ برکت آپ کو مستقبل میں ۱۰ ر گُنا زیادہ کام کرنے کے قابل بنائے گی۔ اِسی طرح اللہ اُس تمام وقت کی قیمت ادا کرتا ہے جو اُس کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ آپکے وقت میں برکت عطا کرے گا۔ وہ کام جو گھنٹوں میں ہُوا کرتے تھے، اَب وہ اُس کے دسویں حصّے میں ہونے لگیں گے۔ کیونکہ اللہ نے آپ کے وقت میں برکت ڈال دی ہے۔

دنیا کے اکثر لوگ اپنے دل کو تنگ پاتے ہیں، وہ یہ

Marfat.com

سوچتے ہیں کہ اگر وہ اپنا وقت عبادت یا اوراد یا محفلوں میں آنے سے صرف کریں گے تو اُن کا کافی وقت ضائع ہوگا اور اِس سے اُن کی دنیاوی ذمّہ داریوں پر اثر پڑے گا۔ لیکن اللہ والوں کو یہ بخوبی علم ہے کہ اُن کی عبادتیں اور حتّٰی کہ اُنکی محفلوں میں حاضریاں اُن کے وقت کے لئے فائدہ مند ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی برکت کے باعث اُنہیں وقت کی کبھی تنگی نہ ہوگی۔ یہ بھی سچ ہے کہ صرف دانا لوگ ہی ان چیزوں کو جانتے ہیں اور صرف وہی اِن باتوں کی قدر کرتے ہیں۔

لوگ وقت کیلئے فکرمند رہتے ہیں کیونکہ اُن کے پاس اللہ پر توکّل نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی تقدیر کے لکھنے والے خود ہی ہیں اور اُن کا تمام وقت اس تقدیر کو لکھنے میں گزرنا چاہیئے۔ مگر آپ سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اِسے ایک مثال کے ذریعے سمجھئے: جب آپ کسی بچے کو دیکھتے ہیں، تو آپ کو پتہ چلتا ہے کہ اُسے اِس بات کی پرواہ نہیں کہ اُس کے ساتھ کیا ہونے جا رہا ہے، یا اُسے اِس دنیا سے کتنا کچھ ملنے والا ہے۔ شیطان ایسی احمقانہ باتیں اُس کے دماغ میں نہیں ڈالتا کہ اگر وہ اس دنیا کی بھاگ دوڑ میں شریک نہیں ہوگا تو وہ پیچھے رہ جائیگا۔ ایک طرح سے اللہ اُس کے

Marfat.com

سارے وقت کا نظم رکھتا ہے ۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اُس بچے کے تمام اُمور اُس کی ضروریات کے مطابق طے ہو جاتے ہیں ۔ اُس کے والدین اُسے بڑی احتیاط سے کھلاتے پلاتے ہیں اور اُس کا خیال رکھتے ہیں ، وہ چلنا بولنا سیکھتا اور اپنے ماحول کا مشاہدہ کرنا سیکھتا ہے ۔ اگر اللہ نے اُسے کوئی معذوری دی ہوئی ہو ، تو اُس کی دوسری صلاحیتیں اور لوگوں سے تیز تر کر دی جاتی ہیں ۔ تو اِس طرح ایک بچہ آپ کو سیکھاتا ہے کہ کوئی اور ذات ہے جو اُس کی پرورش اور دیکھ بھال کر رہی ہے ۔ یہ بچّہ اپنے مستقبل کے لئے فکر مند نہیں ہے ؛ اُسے اِس بات کی فکر نہیں کہ اُسے کیا نہیں ملے گا ۔ حقیقت میں دنیا کے تمام بچے اپنی ایک خوشگوار دُنیا میں رہتے ہیں ۔ اگرچہ اُن کے پاس بہت زیادہ شعور نہیں ہے ، پھر بھی وہ کسی طرح کھیلتے ہی رہتے ہیں ۔ اُن کے پاس دُنیا کو تحسین سے دیکھنے کے لئے وقت ہے ۔ وہ نئی چیزوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں ۔ وہ معصوم ہیں اور یہ معصومیت اُن کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے ۔

تو کوشش کر کہ اللہ پر ایسا ہی توکّل حاصل کریں ۔ یاد رکھیں کہ آپ کو دینے والا وہی ہے ۔ آپ اُس سے ایک دانا بھی نہ تو زیادہ لے سکتے ہیں اور نہ ہی کم جو اللہ نے آپکے

Marfat.com

نصیب میں لکھا ہے۔ یاد رکھیں کہ وہ آپ کا خیال رکھتا ہے، اور وہ کیسے نہ کرے۔ کیا یہ وہی نہیں جو آپ سے ستر(۷۰) ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے؟ تو پھر اِس دنیا کے لئے اتنی پریشانی کی کیا ضرورت؟ آخر اس پر اتنا غم اور مایُوسی کیوں؟ کیا آپ کو یہاں ہمیشہ کے لئے رہنا ہے؟ کیا ابدی مقام یہی ہے؟

آپ سب کو اپنے اطراف پھیلی ہوئی فطرت سے سیکھنا چاہیئے۔ کیا آپ نے پرندوں کو اپنے لئے محل نما گھونسلے یا مکانات بناتے دیکھا ہے؟ اِس کے برعکس وہ بس تنکے اور شاخوں کے چھوٹے ٹکڑے چُن کر اپنا آشیانہ بناتے ہیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اُنہیں یہاں صرف تھوڑے ہی عرصے کے لئے رہنا ہے۔

کیا آپ نے کبھی حیوانوں کو اپنے لئے مَنوں کے حساب سے غذا ذخیرہ کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ حقیقت میں جب اللہ اُنکو ایک وقت کی غذا دیتا ہے تو اُن میں یہ کامل یقین پیدا ہوتا ہے کہ وہ اُن کو دوبارہ بھی دے گا۔ پھر بھی یہ پرندے بہت محنت کرتے ہیں۔ وہ محنت اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ نے اُنہیں ایسا کرنے کو کہا ہے۔ لیکن وہ محنت صرف اپنے لئے نہیں کرتے، وہ دوسروں کے لئے بھی محنت کرتے ہیں،

Marfat.com

جیسے شہد کی مکھیاں اور چیونٹیاں۔ کتنا نظم و ضبط ہے اُن میں اور سب ایک دوسرے کے لئے کام کرتے ہیں۔ وہ وقت ضائع نہیں کرتے۔ اللہ کی فطرت میں، کوئی وقت اور اللہ کے قیمتی وسائل کا ضیاں نہیں کرتا صرف اپنے لئے سوچ کر، (یا) یہ سوچ کر کہ اُنہیں اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے رہنا ہے اور یہ کہ وُہی اس دنیا کی گھڑی کے مالک ہیں۔ کتنے احمقانہ ایسے لوگوں کے خیالات ہیں اور کتنے خود غرضانہ ہیں اُن کے طریقے؟

اس دنیا کی گھڑی تیزی سے اپنے خاتمے کو پہنچ رہی ہے۔ لمحے اور گھنٹے بھی تیزی سے تحلیل ہو رہے ہیں، ایسی ہے اس گھڑی کی رفتار۔ یہ دَراصل وہ وقت ہے کہ وقت کو نہایت احتیاط سے استعمال کیا جانا چاہیئے، ورنہ یاد رکھیئے کہ وقت اور لہر کسی کے لئے نہیں رُکتے۔ ایک بار اگر آپ نے اس قیمتی وقت کو ضائع کر دیا تو پھر آپ کیلئے کچھ نہیں بچے گا۔ یہ آپکے وقت کی سرمایہ کاری ہے جو آپکے نامہِ اعمال کو اعمال سے بھر دیتا ہے۔ اگر وقت کو سمجھ داری سے اور اللہ کی تابعداری میں گزارا جائے، تو ایسی سرمایہ کاری آپ کو ایسے فائدے اور انعامات سے نوازے گی جو آپ کے گمُان سے بھی باہر ہوں۔ لیکن اگر آپ کی سَرمایہ کاری درست نہیں ہے تو اس فصل سے آپ کو افسوس اور پشیمانیوں کے سوا کچھ نہیں

Marfat.com

ملے گا۔ تو اپنے وقت کو مناسب طریقے سے گزارنا سیکھئے۔ اُن لوگوں سے سیکھئے جن کو اللہ سے نسبت ہے۔ انہوں نے تمام وقت اللہ کو دے رکھا تھا، اور آج صرف اللہ کے اُن ہی عاشقین کو محبّت اور اَدب سے یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن وہ بدنصیب جو صرف اپنے ہی لئے جیتے رہے ہیں، اور وہ بھی دوسروں کے حقوق کو پامال کرتے ہوئے، وہ تمام فرعون دنیا کے لئے مقامِ عبرت بنے ہوئے ہیں۔ اصل میں اُن کے وقت نے اُنکی دونوں دُنیاؤں کو تباہ کردیا۔

یاد رکھیئے کہ وقت ہی وہ چیز ہے جس کے ذریعے آپ یا تو جنّت خرید سکتے یا دوزخ، (اور) اِس کا دارومدار اس پر ہے کہ آپ کس طرح کی سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ تو اپنی سرمایہ کاریوں کا چُناؤ بڑی سمجھ داری سے کریں۔

یہی آج کی محفل کا سبق ہے اور یقیناً داناؤں نے اِس سبق کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔

اللہ ہم سب کو عقلِ سلیم اور نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

(۲۶۲)

۱۸ جنوری ۲۰۱۳ء
۵ ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سب کچھ جانتا ہے اور جو کائنات کا سلطان ہے۔ اور بے شک اُس کے منصوبے بہترین ہیں۔ کون ہے جو اُس کے منصوبوں کے خلاف جائے؟

دُرود و سلام اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، جن کے پہلو میں ایک ایسا دل ہے جو پوری اُمت کے لئے کھُلا ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اُن سب کیلئے جو لفظِ "عشق" کی قدر جانتے ہیں اور جو اس جذبۂ احساس کو اپنے دل کا ایک انتہائی اہم حصہ جانتے ہیں۔

اچھے وقت آتے ہیں اور بُرے وقت بھی آتے ہیں نہ خوشی کے اوقات ہوتے ہیں اور غم کے اوقات بھی ہوتے ہیں۔ آسان وقت بھی ہیں اور مشکل وقت بھی ہیں۔ آپ اس سے اتفاق کریں گے کہ وقت ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہتا۔ وہ بدلتا ہی رہتا ہے۔ تو آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جو اُس تبدیلی

Marfat.com

کے لئے تیاری کرتے ہیں؟ آپ میں سے اکثر ایک معمول کے مطابق رہتے ہیں۔ اور جب کوئی شے اُس معمول کو بگاڑتا ہے تو آپ پریشان ہو جاتے ہیں۔

دانا کہتے ہیں کہ تبدیلیوں کے لئے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیئے اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے۔ یاد رکھیں کہ آج آپ کے معمولات جو کچھ بھی ہیں، کل وہ بدل جائیں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ کل کے لئے تیار رہیں۔

لیکن اصل تیاری آپ کو اُس وقت کیلئے کرنی چاہیئے جب آپ کے پاس توبہ کرنے کے لئے، یا نیک عمل کرنے کیلئے وقت نہیں رہے گا؛ اُس وقت کے لئے جب آخری سانسیں گنی جا رہی ہوں اور آنکھیں دیکھ رہی ہوں کہ اُس شخص نے اپنے لئے کس طرح کی آخرت کی تیاری کی ہوئی ہے؛ اُس وقت کے لئے جب اُس کی دُنیائیں بدلی جائیں گی، یعنی جب وہ اس دنیا سے دوسری میں منتقل ہونے والا ہو۔ ہر انسان کی زندگی میں اس طرح کی زبردست تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ کاش اُنہیں اِس کا احساس اُس سمے ہو جب اُس کے پاس کچھ وقت باقی ہو۔

اس بات کی تعلیم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دی ہے اپنے "وصیت نامے" میں، جو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت اِمام

Marfat.com

حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تحریر فرمائی تھی :۔ "فرزند ! دل کو موعظت سے زندہ کر، زُہد سے مار، یقین سے قوّت دے، حکمت سے روشن کر، موت کی یاد سے اُس پر قابو پا۔ فانی ہونے کا اس سے اقرار لے، مصائب یاد دلا کر اُسے ہوشیار بنا۔ زمانے کی نیرنگیوں سے اُسے ڈرا۔ بچھڑ جانے والوں کی حکایتیں اُسے سُنا۔ گزرے ہوؤں کی تباہی سے اُسے عبرت دلا۔ اُنکی اُجڑی ہوئی بستیوں میں گشت کر، اُن کی عمارت کے کھنڈر دیکھ اور دل سے سوال کر کہ اُن لوگوں نے کیا کیا ؟ کہاں چلے گئے ؟ کدھر رخصت ہو گئے ؟ کہاں جا کر آباد ہوئے ؟ ایسا کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ اپنے دوست ؛ احباب سے جُدا ہو گئے، ویرانوں میں جا بسے اور تو بھی بس دیکھتے ہی دیکھتے اُن جیسا ہو جائے گا، لہٰذا اپنی جگہ درست کر لے۔ آخرت کو دنیا کے بدلے نہ بیچ۔ بے علمی کی حالت میں بولنا چھوڑ دے، بے ضرورت گفتگو سے پرہیز کر۔ جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو، اُس سے باز رہ کیونکہ قدم روک لینا، ہولناکیوں میں پھنسنے سے بہتر ہے۔"

اہلِ بیت نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور دیکھا تھا۔ انہوں نے نورانیت کا وہ دور دیکھا تھا۔ انہوں نے مشکلات کا دور بھی دیکھا تھا اور یہ بھی دیکھا تھا کہ کس بہادری سے اُن مشکلات کا

Marfat.com

مقابلہ کرکے اُنہیں دُور کیا گیا تھا۔ یہ سب کچھ انھوں نے اپنے ایمان کی قوّت سے کیا تھا، اپنے دل کی سچّائی اور پاکی سے کیا تھا۔کیا یہ درست نہیں کہ اللہ کے مومن کے پاس خاص قوتیں اور خاص طریقے ہوتے ہیں، کیونکہ:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن
گفتار میں، کردار میں، اللہ کی بُرہان!
قہّاری و غفّاری و قدّوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مُسلمان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن!

تمام اہلِ بیت کا طریق قرآن تھا۔ قرآن اُن کی فطرت (کردار) میں تھا، اُن کے دلوں میں تھا اور اُن کی زندگی میں تھا۔ اُن کے رہنما وہ خصوصی ذات تھے جنکو "رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ" کے خطاب سے نواز گیا تھا، اور اس میں شک نہیں کہ اُن کا گھرانہ، اُن کے بچّوں نے بھی دنیا کو دکھا دیا کہ رسُولِ پاکؐ کے سِکھائے ہوئے سبق اُنہیں خوب یاد تھے، اور انھوں نے اُنہیں نافذ بھی کیا۔ ہر ایک فرد جن کا تعلق اہلِ بیت سے تھا، وہ اپنے محبُوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا "نُور" تھے۔ انھوں نے مشکلات

Marfat.com

و مصائب میں آنکھیں کھولی تھیں، اور انہوں نے اپنا وقت مشکلات میں گزارا، مگر ایک بار بھی انہوں نے دنیاوی طریقے نہیں اپناتے۔ اُن کو سکھایا گیا تھا کہ وہ کلمۂ حق بلند کریں اور انہوں نے تمام حالات میں یہی کیا۔ جس طرح کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے بیٹے، سردارِ جوانانِ جنّت، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدایت فرمائی تھی کہ: "فرزند! اپنے اور دوسروں کے درمیان خود اپنی ذات کو میزان بنا۔ جو بات تجھے اپنے لئے پسند ہے، وُہی اُن کیلئے پسند کر۔ اور جو بات تو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے، اُنکے حق میں بھی نہ پسند کر۔ کسی پر ظلم نہ کر کیونکہ دوسرے کا ظلم تو اپنے آپ پر نہیں چاہتا۔ سب کیساتھ حُسنِ سُلوک کیساتھ پیش آ جس طرح تیری خواہش ہے کہ وہ تجھ سے پیش آئیں۔ لوگوں کی جو باتیں ناپسند ہوں وہ اپنی بھی ناپسند کر۔ اگر لوگ تجھ سے وُہی برتاؤ کریں جو تو اُن سے کرتا ہے، تو اُسے ٹھیک سمجھ۔ بغیر علم کے کچھ نہ کہہ، اگرچہ تیرا علم کتنا ہی کم ہو۔ اور ایسی بات کسی کے حق میں ہرگز نہ کہے جو خود تو اُن سے اپنے لئے سُننا نہیں چاہتا۔ خود پسندی حماقت ہے اور نفس کے لئے ہلاکت۔"

یہ ہدایت محض الفاظ کا مجموعہ نہ تھی۔ اُن پہ اِس ہونہار فرزند نے پوری طرح عمل کیا۔ انہوں نے اپنے والدِ گرامی کے

Marfat.com

ہر ایک فرمان پر عمل کیا، اور دُنیا کو دکھا دیا کہ بے غرضی تمام اہلبیت کا خاصہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس راہ کا انتخاب کیا جو تمام اُمّت کی فلاح کا راستہ تھا۔

وہ رمضان، ۴۰ھ کے دن تھے جب حضرت امام حسنؓ، جن کی عمر تقریباً ۳۷ برس تھی، کو اُن کے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد خلیفہ چُنا گیا۔ لیکن جب یہ خبر امیر معاویہ کو پہنچی تو وہ ساٹھ ہزار (۶۰،۰۰۰) کی فوج لیکر فوراً بصرہ پر قبضے کیلئے شام سے روانہ ہوا۔ جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی تو آپ نے امیر معاویہ کو ایک خط تحریر کیا جس میں انہوں نے اِس بات پر زور دیا کہ وہ مسلمانوں کو تقسیم نہ کریں، اُنہیں ایک رہنے دیں اور اَمن سے رہنے دیں۔

لیکن ایسے لگتا تھا کہ امیر معاویہ کو اپنی فوج کے ساتھ آگے بڑھنے سے کوئی شے نہیں روک سکتی تھی۔ جب اُنکا ہراول دستہ عبداللہ بن عامر کی کمان میں عراق کے لئے روانہ ہوا، تو اُس وقت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں تھے۔ جب آپ کو پتہ چلا کہ شامی فوج کا ایک حصّہ پہنچ چکا ہے، تو آپ نے بھی قیس بن عامر کی سربراہی میں ایک چھوٹا سا لشکر مدائن روانہ کیا، جہاں امیر معاویہ کا جنرل خیمہ زن تھا۔ کچھ عرصے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی

Marfat.com

ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساباط پہنچے تو آپ نے اپنی فوج سے خطاب فرما کر کہا: "میرے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کینہ نہیں ہے اور میں کسی کے لئے وہ چیز پسند نہیں کرتا ہوں جو خود مجھے اپنے لئے پسند نہیں ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم لوگ تفرقہ و اختلاف کے بجائے اتحاد و اتفاق قبول کر لو۔"

یہ خطاب پُر امن جنگ بندی کی جانب ایک اشارہ تھا، لیکن یہ خطاب اُن عناصر کو پسند نہ تھا جو امیر معاویہ سے جنگ کے خواہشمند تھے۔ جب لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب سُنا تو وہ خاموش ہوگئے، لیکن خارجی غصّے میں آگئے۔ تاہم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کے باقی ماندہ لوگوں نے کہا کہ وہ وہی کریں گے جو اُن کے سردار کی خواہش ہوگی۔ اِسی افراتفری میں ایک چھوٹی سی لڑائی دونوں گروہوں کے درمیان ہوئی، جس میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایک بھالے (ہتھیار) سے معمولی زخمی ہوئے جو کسی خارجی نے مارا تھا۔ لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانثاروں نے اپنی تلواریں نکال کر صورتِ حال پر قابو پالیا۔ وہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدائن کے قصرِ ابیض لے گئے جہاں کچھ دنوں بعد آپ کا زخم ٹھیک ہوگیا۔

Marfat.com

اس دوران امیر معاویہ نے اپنے جنرل عبداللہ بن عامر کے ذریعے یہ پیغام بھیجا کہ: "جنگ نہ کریں اور اُمتِ مُسلمہ کو خونریزی سے بچائیں۔" حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی یہ درخواست منظور کی۔ چند دنوں بعد امیر معاویہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے کوفہ پہنچا اور یہ سب کا نتیجہ وہ خطاب تھا جس میں حضرت امام حسن رضؓ نے فرمایا تھا کہ: "اما بعد! دنیا میں جتنی دانائیاں ہیں، اُن میں سب سے بہتر دانائی تقویٰ ہے، اور جتنی کمزوریاں ہیں، اُن میں سب سے بڑی کمزوری اعمال کی خرابی ہے۔ ہمارے اور معاویہ کے درمیان مسئلہِ خلافت ہے کہ ہم دونوں میں سے اسکا حقدار کون ہے؟ میں یا معاویہ؟ دونوں حالتوں میں اُمتِ محمدیہ کی اصلاح اور مسلمانوں کو خونریزی سے بچانے کے لئے میں اِس سے دست بردار ہوتا ہوں۔"

اِس تاریخی خطاب کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت سے علیحدگی اختیار کی اور امیر معاویہ پوری اسلامی دنیا کے حکمران بن گئے۔ یہ واقعہ ربیع الاوّل سنہ ۴۱ھ کا ہے۔ خلافت اِن شرائط پر حوالے کی گئی:

۱۔ امیر معاویہ اپنے عرصۂ حیات میں خلیفہ رہیں گے، لیکن اُن کی وفات کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت

Marfat.com

واپس کر دی جائے گی۔

۲۔ مدینہ شریف، حجاز اور عراق کے لوگوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عہدِ خلافت کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

۳۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام بقایاجات کی ادائیگی امیر معاویہ کریں گے۔

اِس معاہدے سے رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی بھی صحیح ثابت ہوئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کی تھی اپنے نواسے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں، کہ: "میرا یہ فرزندِ ارجمند مسلمانوں کے دو (۲) گروہوں میں صلح کرائے گا۔"

اِس واقعے کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں رہنے لگے۔ جابر بن نفیض نے روایت کی ہے کہ: "ایک دن میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: "لوگ کہتے ہیں کہ آپ دوبارہ خلافت لینے کے خواہشمند ہیں۔" اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اُس وقت جب عربوں کے سَر میرے ہاتھ میں تھے، یعنی انھوں نے میرے ہاتھوں پر بیعت کی ہوئی تھی تاکہ وہ مجھ پر اپنی جانیں قربان کر سکیں، اُس وقت ہم اُنہیں جس سے چاہتے لڑنے کے لئے کہہ سکتے تھے، لیکن اللہ کی رضا کی خاطر میں خلافت سے دستبردار ہوا، اور اُمّتِ محمدی

Marfat.com

ہیں خونریزی نہیں ہونے دی۔ تو جس خلافت سے میں صرف اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دستبردار ہوا ہوں، اَب لوگوں کی خوشی کے لئے میں اُسے دوبارہ نہیں حاصل کر سکتا۔"

تو ایسے تھے اہلِ بیت کے طریقے۔ کوئی مشکل اُن کے لئے کبھی مشکل نہ تھی۔ اُن کا مقصدِ حیات صرف اللہ کی اطاعت تھا۔ تو یہ ہیں طریقے کہ سِبطِ رسول حضرت امام حَسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کس طرح اپنی زندگی بسر کی۔ اُنکے دل نے کبھی بھی "بَابُ العِلم" کی نصیحت کو فراموش نہیں کیا، یعنی اپنے پیارے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی نصیحت کو۔ اُن کے الفاظ نے آپ کو اللہ تعالیٰ پر توکّل سکھایا، اور بے شک آپ نے اِسی طرح زندگی بسر کی۔ وہ نصیحت یہ تھی کہ: "غور کر، اِس (اللہ) نے طلب کی اجازت دے کر اپنی رحمت کے خزانوں کی کُنجیاں تیرے حوالے کر دی ہیں۔ تو جب چاہے دُعا کر کے اِس کی نعمتوں کے دروازے کھول لے، رحمتوں کا مینہ برسالے، لیکن اگر اجابت دُعا میں دیر ہو تو مایوس نہ ہو کیونکہ دُعا کا قبول ہونا نیتّوں پر ہے۔ کبھی دعا کی قبولیت میں اس لئے دیر ہوتی ہے کہ سائل کو زیادہ ثواب ملے۔ اُمیدوار کو زیادہ بخششیں دی جائیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی مانگتا ہے اور محروم رہتا

Marfat.com

ہے، مگر جلد یا دیر اُسے طلب سے زیادہ دیا جاتا ہے، یا پھر محرومی ہی اُسکے حق میں بہتر ہوتی ہے۔ نہیں معلوم کہ کتنی مرادیں ایسی ہیں کہ اگر پوری ہو جائیں تو انسان کی عاقبت ہی برباد ہو جائے۔ پس تیری دُعا اُنہیں باتوں کے لئے ہو جو تیرے لئے سُود مند ہیں، اور جو نقصان دِہ ہیں وہ دور رہیں۔" روایت ہے کہ سیدنا امام حسنؓ نے فرمایا کہ: "ایک مرتبہ حضرت ابُوذرؓ نے کہا کہ: "میں فقیری کو غِنا سے بہتر سمجھتا ہوں اور بیماری کو صحت سے بہتر سمجھتا ہوں۔" پھر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا: "اللہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر رحم کرے۔ حالانکہ وہ اِس طرح کہتے ہیں، لیکن میں اِس سے متفق نہیں۔ میرا کہنا یہ ہے کہ: جس شخص نے اُس چیز کے لئے اِسے اختیار کیا ہے آرزو کرے تو دَر حقیقت اُس نے خدا کے نیک اور عمدہ اختیار پر توکّل نہ کیا کیونکہ جو چیز اللہ نے اُس کے لئے پسند فرمائی تھی، اُس نے اُس چیز کے بجائے کچھ اور پسند کیا، پھر خُدا کی اختیار کی ہوئی چیز پہ بھروسہ کہاں رہا۔ اللہ تعالیٰ جس حال میں رکھے وہی ٹھیک ہے۔ "رضائے مولا از ہمہ اولیٰ" مشہور بات ہے۔"

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی رضا یہ تھی کہ اللہ اُن سے راضی رہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے دو (۲) مرتبہ اپنے

Marfat.com

گھر کا تمام اثاثہ راہِ خدا میں دے دیا تھا اور تین (۳) مرتبہ آدھے اثاثے دے دیئے تھے، اور دیئے بھی اسطرح کہ جرابوں کے جوڑے میں سے ایک دے دیا اور ایک اپنے پاس رہنے دیا۔

جب آپ کا توکّل اس قدر عظیم تھا تو اللہ بھی آپ کی دعائیں قبول فرمایا کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سخاوت کے باعث حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سب مال اللہ کی راہ میں دے دیا۔ اس عمل کی وجہ سے آپ کو مشکلات پیش آنی شروع ہوگئیں، حتیٰ کہ امیر معاویہ، جو آپ کو ایک لاکھ درہم بھیجا کرتے تھے، اُن کی طرف سے بھی تاخیر ہوئی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں آیا کہ امیر معاویہ کو یاد دہانی کرائی جائے ایک خط کے ذریعے۔ اُسی رات اُنہیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی دیئے جو فرما رہے تھے: "اے حسن! تم کیسے ہو؟" حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: "میں تو ٹھیک ہوں، لیکن چونکہ امیر معاویہ نے مجھے وعدے کے مطابق معاوضہ نہیں بھیجا ہے، اِس لئے ذرا سی پریشانی ہے۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم کسی ایسے سے مانگنا چاہتے ہو جو تمہاری طرح کا ایک انسان ہے؟" امام نے جواب دیا کہ: "تو پھر کیا کیا جائے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بس یہ دُعا پڑھو:" اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کے لئے ایک

Marfat.com

دُعا دے دی۔ ابھی ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ امیر معاویہ نے خود ڈیڑھ لاکھ درہم بھیجے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس کے لئے اپنے اللہ کا شکر ادا کیا۔ کچھ عرصے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیارے نانا جان کو ایک بار پھر خواب میں دیکھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے حسَن! تم کیسے ہو؟" حضرت امام حسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ وہ اچھے ہیں۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ سب کچھ بتایا جو ہُوا تھا۔ اس پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے بیٹے! اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے اور بارگاہِ خداوندی سے اُمیدوار رہنے کی وجہ سے یہ تمہارا مقصد پورا ہوا۔ تم کو چاہیئے کہ تمام حاجتوں میں بارگاہِ خداوندی کے محتاج رہو اور مخلوق سے کوئی اُمید نہ رکھو۔"

حضرت امام حسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو اپنے پیارے نانا جان کے لئے "جنّت کے پھول" تھے، اور جو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے سکون تھے، اور بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھوں کے تارے تھے، انہوں نے اپنی زندگی اللہ کی اطاعت میں بسر کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمّت کے لئے ایک مکمل کتاب العِلم تھے اور آپ کی تمام تر حکمت اُن سب کے لئے تھی جو حضرت امام حسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ کی قدر جانتے ہیں۔ ایک بار کسی نے آپ سے پوچھا: "خاموشی کیا ہے؟" آپ نے جواب دیا: "خاموشی صرف اپنے عیبوں کو چھپانا نہیں، بلکہ کسی

Marfat.com

کے ہُنر کی تعریف بھی کرنا ہے تاکہ اُس کے دوست اُس کے پاس بغیر کسی خوف کے راحت سے بیٹھ سکیں۔"

عظیم امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبردار بھی کیا ہے لوگوں کو تین چیزوں سے، یعنی ① تکبّر، ② حرص، ③ حسد۔ تکبّر، دین کو تباہ کرتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ شیطان اِس تکبّر کرنے سے ملعون اور مردود ہُوا۔ حرص، نفس اور جان کا دشمن ہے۔ حرص، وہ باعث تھا جس کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو جنّت سے جانا پڑا۔ حسد تمام بُرے اعمال اور الفاظ کا رہنما ہے۔ یہ حسد ہی تھا جس کے باعث قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔

رسُولِ خدا کے لختِ جگر، امامِ جوُد وسخا، اپنی زندگی میں مشکلات برداشت کرتے وقت صبر و توکّل کی ایک تصویر تھے، اور یہ حقیقت ہے کہ بہت ہی کم لوگوں نے مشکلات، اور آزمائشوں سے بھری زندگی گزاری ہو۔ اُس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، یعنی صبر، رضا اور اللہ پر توکّل نے اہلِ بیت کو سب مشکلات سے نکالا ہے۔ حتیٰ کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت بھی، جو کڑا امتحان تھا۔

ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خواب دیکھا کہ: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا

Marfat.com

ہے۔ چند ہی دنوں میں آپ کی بیوی جعدہ بنتِ اَشعَث کو یزید نے جھانسہ دیا کہ اگر وہ امام کو زہر دے تو وہ اُس سے شادی کرلے گا۔ تو اِس بے وفا عورت نے وہی کیا جو اُس سے کہا گیا تھا۔ امام حَسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ چالیس (۴۰) دن تک شدید تکلیف میں مبتلا رہے اور اپنے آخری ایام میں آپ نے کہا کہ آپ کا بستر صحن میں لگا دیا جائے۔ جب ایسا کیا گیا تو آپ نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور اپنے اللہ سے کہا: "اے مولا کریم! میں اپنی زحمتِ نفس کا اَجر اور اپنی تکلیف کا ثواب تجھ سے چاہتا ہوں کیونکہ اس وقت مجھے ایسی تکلیف پہنچی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں پہنچی تھی۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ۱۱ ربیع الاوّل ۴۹ھ میں اپنے مالکِ حقیقی سے جامِلے۔ آپ کی عمر شریف چھیالیس (۴۶) برس تھی، اور آپ رضی اللہ عنہٗ کی خلافت بس چند ماہ تک رہی۔ جب آپ کو لحد میں اُتارا جارہا تھا تو حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بلند آواز سے کہے جارہے تھے: "اے لوگو! تم اپنے نبیؐ کے فرزند پر مٹی ڈالتے اور اپنے ہاتھوں سے اُنہیں خاک میں دفن کرتے ہو، حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باہوش سُنا ہے کہ، جو حَسن سے محبّت رکھتا ہے وہ مجھ سے محبّت رکھتا ہے۔"

اے اُمّتِ محمدی! حضرت امام حَسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت امام

Marfat.com

حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جملہ اہلِ بیت سے محبت کرتے جایئے کیونکہ یہ کشتیء نورِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بلند ترین مقام پر ہیں۔ یہ اُنہیں کی عظمت ہے جس کے باعث سورج اتنا روشن ہے اور یہ انہی کا "نور" ہے جس سے چاند اتنا حَسین ہے۔ بیشک یہ ایسے ہی ہیں جن کے بارے میں کسی نے کہا تھا،

ہے زمانے میں مسلم عظمتِ آلِ رسُول
پوچھیئے قرآن سے شان و عزت آلِ رسُول
آیت تطہیر ہو یا ہو مودہ کا بیان
خود خدا فرما رہا ہے مدحتِ آلِ رسُول

اللہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت سے ہر وقت شدت سے محبت اور احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے عشق ہمارے دلوں میں ایسے پیوست کرے کہ کبھی نہ نکلے، اَبد تک۔

آمین

(ثم آمین)

Marfat.com

(۲۶۳)

۲۵ جنوری ۲۰۱۳ء
۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

۱۲ ربیع الاوّل

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی جلالت پوری دنیا پر محیط ہے؛ جو سُبحان ہے اور جس کی پاکی اُن سب کی تسبیح ہے جن کی نسبت اپنے ربِّ رحیم سے ہے۔

دُرود و سلام نورِ مُجسّم پر، رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ پر، سرورِ کون و مکان پر، رحمتِ عاشقان پر، جانِ جہاں پر، اور اُن پر جن کے لئے پوری کائنات کو جنم دیا گیا تھا۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو تمام عاشقانِ رسول پر۔ بیشک اِس نام سے پکارے جانا ایک بہت عظیم اعزاز و مرتبہ ہے۔

☆

رحمتِ الٰہی اور فضلِ ربّی وہ دو اسباب ہیں جن کے باعث یہ کائنات ابھی تک زندہ ہے۔ جب آپ آج کے دور کے لوگوں کے اعمال پر نظر ڈالتے ہیں، تو ایسے لگتا ہے

Marfat.com

کہ جیسے ہر ایک اپنی ہی تباہی کی جانب بڑھ رہا ہے۔

زندگی کیا ہے؟ زندگی رحمتِ الٰہی ہے۔ لیکن یہ زندگی ایسے جنجال میں کیوں ہے، ایسی مشکلات میں کیوں ہے؟ اِس کا صرف ایک ہی سبب ہے اور وہ ہے انسانی دِلوں کی خودغرضی۔ اِن دِلوں کی ایک لچکداری فطرت ہے۔ اِن میں توسیع کی جاسکتی ہے، اُس حد تک کہ کوئی کرنا چاہے، اور یہ توسیع اِس قدر ہوسکتی ہے کہ ایسے دِلوں میں پُوری کائنات سما سکتی ہے۔ اِس کے مقابلے میں آپ اگر اُن کو سکیڑنا چاہیں، تو وہ اتنا تنگ ہوسکتے ہیں کہ اُن میں کوئی چیز بھی داخل نہیں ہوسکتی، کچھ بھی نہیں سِوائے نفرت، حرص اور دوسروں کے لئے انتہائی سخت نہ پسندیدہ جذبات کے۔

تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ دِلوں کی توسیع اور تنگی کا دارومدار آدمی کے اپنے ارادے اور فطرت پر ہے۔ جو شخص ایک بہت بڑے دل کا مالک ہے، وہ پوری دنیا کی دولت کا مالک ہے، جبکہ وہ بدبخت جس کے پاس ایک تنگ دِل ہے، وہ دوسری دُنیا کا کچھ بھی نہیں کماتا۔ یقیناً وہ اپنے دونوں دُنیاؤں سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

Marfat.com

اِس دنیا اور اِس کائنات کو بڑی خوبصورتی سے بنایا اور سجایا گیا ہے۔ اِس میں ایک نہایت خاص جُز ہے، یعنی محبت کا جُز، جو ہر جگہ موجود ہے۔ صرف وہ آنکھیں ہی اُس کو پا، یا دیکھ سکتی ہیں، جو اُس کی متلاشی ہوں۔ یہی جُز دل کی لچکداری کا سبب ہے۔ جتنی محبت دے سکتے ہیں، دے دیں، اور پھر آپ دیکھیں گے کہ دِل میں توسیع اسی انداز سے ہوگی۔ لیکن توسیع کا انحصار اس بات پر بھی ہے کہ آپ کس قسم کی محبت ڈال رہے ہیں۔

اَب تک تو آپ جان چکے ہوں گے کہ محبت دو قِسم کی ہوتی ہے؛ ایک عارضی محبت، جسے آپ "دُنیاوی محبت" کہہ سکتے ہیں۔ اور دوسری قِسم ہے سچی محبت، جو مستقبل اور دائمی ہوتی ہے۔ دُنیاوی محبت کا خاصہ دَراصل "خود غرضی" کا جذبہ ہے جو دل کے تمام مثبت احساسات کو مِٹا دیتا ہے، جبکہ سچی محبت "بے غرض" کے احساس سے جنم لیتی ہے، جو تکبر اور منفی احساسات کو دل سے باہر نکال دیتی ہے۔ لوگوں کی اکثریت کو لگتا ہوگا کہ ہوسکتا ہے کہ اُنکے دِلوں میں دونوں اجزاء موجود ہیں اگرچہ مختلف مقدار میں۔

Marfat.com

اللہ نے انسان کو سچی محبت کے ساتھ پیدا فرمایا ہے؛ اور اِسی سے اُن کے دِل کو بنایا گیا ہے۔ مگر کسی شخص کی زندگی میں شیطان کی مداخلت، اُس کی کمزور قوتِ اِرادی اور اُس کے نفس کا غلبہ، دوسری قسم کی محبّت، یعنی دُنیاوی محبّت کے لئے دل میں راستہ بناتے ہیں۔ اگر آدمی "دانا" ہے اُس کا نفس اُسے دھوکہ نہیں دیتا، اور اگر وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی رسّی کو تھامے ہوئے ہے، تو پھر ایسا شخص ہمیشہ شیطان کے حملوں کیلئے چوکنا رہتا ہے وہ جانتا ہے کہ اگر دِل کی کشادہ اور وسیع ہونے والی خُوبی ختم ہو گی، تو وہ بھی اُس نرمی، رحم دِلی اور خوبصورتی سے محروم ہو جائے گا جن کی نسبت صرف سچے دل سے ہے۔

اَب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کونسی شے دِل کو کُشادہ کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ سچّی محبّت ہے جو اس داخلی وجود کو وسعت دیتی ہے، اور اُسے زیادہ روشن اور چمکدار بناتی ہے۔ جبکہ دنیا کی محبّت تو بَس دِل کو تنگ کر دیتی ہے، اور اُس سے تمام خوشی اور حُسن چھین لیتی ہے۔ ایک انسان کے لئے اپنے دل میں موجود دونوں محبّتوں کے تناسب کا جاننا ضروری ہے۔ صرف اِسی صورت میں اُسے

Marfat.com

اِس کا یقین ہوسکتا ہے کہ وہ کیا کما رہا ہے ، اور کیا اُس کی کمائی اُسے منافع دے رہی ہے یا نقصان ۔ یہ بھی ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ اللہ کے عاشقوں کے پاس سچّی محبّت کا ایک کثیر تناسب موجود ہے ۔ جیسے جیسے ایک ولی کے مقامات میں اضافہ ہوتا ہے ، اُسی تناسب سے اُس کی محبّت کی سچائی بھی بڑھتی ہے ۔ بے شک اللہ کے تمام عاشقوں کی مراد اِس پاکیزہ محبّت میں (100%) سو فیصد اخلاص ہے ۔

اللہ نے بے شمار دل بنائے ہیں خوبصورت ، روشن ، چمکدار اور مسحور کُن ۔ اُس نے اُنہیں سچّی محبّت سے بنایا ہے' ایک لطیف اور گہری محبّت سے ۔ یہ دل اُس کے انبیاء کے ہیں ، اُس کے اولیاء اور عاشقین کے ہیں جن میں وہ خاص جُز ہے جسے سچّی محبت کہتے ہیں ۔ وہ دِل جِن میں یہ جُز (100%) سو فیصد موجود ہے وہ اَبدی ہو جاتے ہیں جس کا مطلب ہے کہ وہ کبھی نہیں مَرتے ۔ ایسا شخص دنیا کو چھوڑ سکتا ہے مگر اُس کے دِل کا تذکرہ رہے گا ۔ ایسے ہی دلوں میں ایک خاص دل ہے جو ازل سے اپنے خالق کے ساتھ تھا اور اَبد تک ساتھ رہے گا ۔ بیشک یہ دل (100%) سو

Marfat.com

فیصد سچی محبت سے بنایا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اِس کی کشادگی کا یہ عالم ہے کہ تمام کائناتیں اِس میں سما سکتی ہیں اور پھر بھی اُس میں جگہ کی کمی نہیں ہو گی۔ یہ (100%) سو فیصد سچی محبت "نُور" کی صورت میں ہے جسے "نُورِ نبیؐ" کہتے ہیں، وہ "نُور" جو آپ کے رَبّ کے دل سے لیا گیا تھا۔ یہ "نُور" ذرّات کی صورت میں نہیں ہے، بلکہ اِسے "اِسمِ ذات" کی صُورت میں دیکھا جاسکتا ہے، یہ نوری قطرے "اِسمِ اللہ" کی صُورت میں تشکیل پاتے ہیں، جنہیں پھر عشق کی گرمی کے ذریعے آپس میں جوڑا جاتا ہے، وہ عشق جو ہر وقت اپنی حِدّت اور گرمی میں بڑھ رہا ہے۔ یہ "نور" دراصل "نورِ نبیؐ" ہے، جو ہر وقت "بزرگی اور برتری والے" دِل سے پھوٹ رہا ہے۔ یہ "نوری دِل" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے، جو اس پوری کائنات میں بنایا جانے والا پہلا دل ہے۔ کہیئے: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ٥

یہ ۱۲ ربیع الاوّل کی مبارک ساعت تھی جب یہ پاکیزہ اور بزرگ دل اس دُنیا میں داخل ہوا۔ یہ وہ وقت

Marfat.com

تھا جب اللہ نے اپنی رحمت ، "رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ" کو پوری انسانیت کے لئے بھیجا۔ یہی وہ وقت تھا جب ظلمت کے اندھیرے اس دُنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوئے اور روشن "نُور" ہمیشہ کے لئے طلوع ہوا۔

اِس دُنیا میں اس نُوری دِل کے ظہور سے پہلے انسانیت اتنی پستی میں گری ہوئی تھی کہ انسانیت خود اپنی شناخت بھول چکی تھی۔ وہ اپنے نفس کی پیروکار بن چکی تھی، جو اصل میں شیطان کی رہنمائی تھی۔

تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ عہدِ جاہلیہ، ایک ایسا دَور تھا جب شیطان کی حکمرانی تھی۔ دل اتنے تنگ تھے کہ اُن میں اُن کے اپنے سوا کسی کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ اِس زمین پر کوئی قاعدہ قانون نہ تھا اور اُن بدنصیب دلوں میں انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ رشتوں کی کوئی قدر نہ تھی۔ ایک بھائی اپنے بھائی کو زمین کے ایک ٹکڑے کیلئے آسانی سے قتل کر سکتا تھا۔ بیوی کو آسانی سے بَدلا جا سکتا تھا اگر کوئی دوسرا چہرہ دِل کو رِجھائے۔ ایک بیٹی کو مارا جا سکتا تھا صرف اس بنا پر کہ وہ بیٹی ہے، لڑکی ہے۔ عہدِ جاہلیہ کے لوگوں سے جنگل کے جانوروں کے طور طریقے بہتر تھے۔ یہ

Marfat.com

حیات کی کم ترین صورت تھی جو اُس وقت سرزمینِ عرب میں موجود تھی۔ یہ ایک تاریک ترین رات تھی جو اُن سخت اور بے رحم دِلوں پر محیط تھی۔

چاہے رات کتنی تاریک ہو، دل کتنے ہی سخت ہوں، لیکن ہر تاریکی کے بعد روشنی آتی ہے، وہ روشنی جو اُس وقت اللہ نے دنیا کو عطا کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ روشنی اللہ کا "نور" تھا۔ وہ "نور" رُشد وہدایت کا نور تھا۔ وہ روشنی، فضل و رحمت کی روشنی تھی۔ وہ "نورِ محمدؐ" کی روشنی تھی، اللہ کے محبوب کی روشنی، آپکے رسُول اللہؐ کی روشنی۔ آپ یقیناً ولادتِ نبی کے بارے میں بہت کچھ سنتے آرہے ہیں، لیکن آج یہ بھی سُنیئے کہ "نورِ محمدی" نے کس طرح تشکیل پائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے اِس بارے میں فرمایا کہ: "جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے پیدا کرنے اور عجائب و غرائب کو عدم سے وجود میں لانے کا ارادہ فرمایا تو زمین کے بچھانے اور آسمان کو بلندی عطا فرمانے سے پہلے مخلوق کو ذرّات کی صورتوں میں قائم فرمایا۔ اُس وقت مَلکوت و جبروت میں صرف اُسی کی ذات جلوہ گر تھی، پھر اپنے "نور" کی تجلّیات سے ایک "نور" پھلایا، جو سب پر چمکا، پھر وہ

Marfat.com

"نُور"، اُن مخفی صُورتوں کے درمیان جمع ہوا اور نبی اکرم ﷺ کی صُورت اختیار کر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، "تم برگزیدہ اور منتخب ہو۔ تمہارے پاس میں اپنا "نُور" اور ہدایت کے خزانے امانت رکھتا ہوں۔ تمہارے ہی لئے میں زمین کو بچھاؤں گا، پانی جاری کروں گا، آسمان کو بلندی عطا کروں گا۔ ثواب اور عقاب اور جنّت اور دوزخ بناؤں گا۔" پھر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پردۂ غیب اور خزانۂ علم میں مخفی فرمادیا۔"

ے ظہور آخر ہے، اول انبیاء سے نور احمدؐ کا
بجا ہے گر، لقب ہو، اوّل و آخر احمدؐ کا
مجسّم کرکے نور اپنا، خدا نے عرش سے بھیجا
ادا ہو شکر کیا، بندوں سے، اُسکے لطفِ بیحد کا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ بھی فرمایا کہ: "رسُول اللہ ﷺ کو اپنی نبوّت باقی تمام چیزوں سے پہلے ملی۔ آپ نے تمام مخلوقات کو اُس وقت بھی اللہ کی طرف بلایا تھا جب ارواح اور انوار کی پیدائش کی ابتدا کا وقت تھا۔ قرآنِ پاک میں ارشادِ الٰہی ہے کہ: "جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے وعدہ کیا کہ، "جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں، پھر تمہارے پاس رسولِ عظیم تمہاری کتابوں کی تصدیق کرتے ہوئے تشریف لائیں، تو تم ضرور اُن پر ایمان

Marfat.com

لانا اور اُن کی امداد کرنا"۔ اِس لئے تمام انبیاء کو رسول اللہؐ پر ایمان تھا۔ اِسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ارواح کے آدم اور سردار ہیں، بالکل اِسی طرح جیسے حضرت آدم علیہ السلام تمام اجسام کے والد ہیں۔

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم وہ رحمتِ الٰہی اور فضلِ کریم ہیں، جس کی وجہ سے یہ تمام کائناتیں اَب تک زندہ ہیں۔ اِن کائناتوں کو محبوبِ خُدا کے لئے بنایا گیا تھا۔ یہ اس لئے بھی بنائی گئی تھیں کہ یہ جمالِ مصطفیٰ کی تعریف کرسکیں، یہ رحمتِ مصطفیٰ کو حاصل کرسکیں اور یہ عاشقانِ مصطفیٰ میں شامل ہوسکیں۔

رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن وہ رحمت ہیں جو بلند ہیں، لطیف ہیں، اور جو ہر خاص و عام پر پاک مہربانی ہیں۔ اِن کے باعث اللہ نے اپنی دنیاوی اور اَبدی نعمتوں کے دَر کھول دیئے ہیں، اور دائمی سعادتیں بھی جاری کردی ہیں۔ اور عرفانِ اُلُوہی کے ذریعے کئی مشکل اور نہ معلوم راز کی پردہ کشائی کردی گئی۔ "وہ راز ایک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تخلیق کا دروازہ کھولا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے پیدا کئے گئے، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا نہ فرماتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے

Marfat.com

نبوّت کا دروازہ کھولا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نبی ہیں یا "نور" کا دروازہ کھولا، کیونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا "نور" پیدا کیا۔ یا اُمّت پر رحمت کے دروازے کھولے، یا شفاعت کا دروازہ کھولا، یا جنّت کا دروازہ کھولا، کیونکہ آپ ؐ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولا جائے گا۔

ے یہ باعث تھا کئے سجدے فرشتوں نے جو آدم ؑ کو
کہ اُن کے صُلب میں دیکھا ضیائے فخرِ عالم کو
جو عالم ہم نے اپنے دل میں دیکھا فیضِ حضرت ؐ سے
نہ آیا تھا کبھی جامِ جہاں بیں میں نظرِ جُم کو
شرف بخشا مدینے کو خدا نے ہفت کشور پر
بلندی جیسے دی ہفتِ آسماں سے عرشِ اعظم کو

تو تمام عالمین کے آسمانوں پر لکھا گیا کہ حق تعالیٰ نے سَرورِ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے "نورِ سراپا" کو پیدا فرمایا ہے۔ پھر اُس نے اِس امانت کو تمام انبیاء، رسُول اور سرداروں کی جبینوں پر رکھ دیا اور وہ "نور" ایک جبین سے دوسری جبین کو منتقل ہوتا رہا، اور چودھویں کے چاند کی طرح یہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جبین تک آن پہنچا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اِس "نُور" کو عَالمِ شہود میں ظاہر کرنا چاہا، تو اُس نے

Marfat.com

اِس "نُور" کو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں منتقل کر دیا اور تمام چرند، پرند اور دریائی جانوروں کو یہ خوشخبری سُنا دی کہ رَحْمَۃُ الِّلْعَالَمِیْن کے ظہور کا وقت قریب ہے اور پھر زمین اور آسمانوں اور اُن پر رہنے والی مخلوقات کو بھی یہ نوید سنائی گئی۔ زمین سرسبز ہو گئی اور درختوں کی شاخیں تر و تازہ اور اُن شاخوں پر پُھول کِھل گئے اور درخت پھول اور پھلوں سے لَد گئے، اگرچہ وہ قحط کا زمانہ تھا۔ کہتے ہیں کہ سرزمینِ عرب کو کئی سالوں سے قحط کا سامنا تھا، لیکن جب بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اُمید سے ہوئیں، تو "بارانِ رحمت" کا جوش ہُوا، مینہ خوب برسا، کھیتیاں ہری ہو گئیں اور اناج خوب سستا ہو گیا۔ درختوں پر اتنے پھل آ گئے کہ ڈالیاں زمین پر جُھک گئیں۔ قریش نے خوش ہو کر اُس سال کا نام "سنۃ الفتح والابتہاج"، یعنی فتح اور خوشی کا سال رکھا؛ اور اُس شہنشاہِ عالم پناہ کی آمد پر بڑے بڑے بادشاہوں کے تخت اُلٹ گئے، اور بُت اوندھے منہ گر گئے۔ اور آپ ؐ کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ "تیرے شکم میں تمام عالم کا سردار ہے۔ جب وہ پیدا ہو تو اُس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا۔"

ایامِ حمل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کو کوئی تکلیف گرانی یا

Marfat.com

حاملہ عورتوں کی سی نہ معلوم ہوئیں۔ جب حمل کے دو مہینے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد، حضرت عبداللہ، نے مدینے منوّرہ میں وفات پائی۔ جب چاند کے حساب سے ۹ مہینے پورے ہوئے اور بی بی آمنہ کو دردِ زِہ شروع ہوا، تو گلستانِ کائنات کے باغبان، آسمانوں کے کہکشاں، سرورِ انس و جنّ، افضلِ انبیاء و مُرسلین، شافع المذنبین، خاتم النبیّن، رحمۃ اللعالمین، سیّدُ الاَصفیا، محبوبِ کبریا، حضرت احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہُوئے۔

ے پیدا ہوئے سَرورِ دوعالم، پیدا ہوئے فخرِ نوحؑ و آدمؑ
محبُوبِ خدا نبئ مُرسل، صبح دومینِ روزِ اوّل
شہنشاہِ انبیاء محمّدؐ، تاجِ سرِ اصفیا محمّدؐ

روایت ہے کہ جس وقت پیارے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو آپ نے دستِ مبارک زمین پر رکھے اور پھر اپنے سَرِ مبارک کو آسمان کی طرف اُٹھایا، تو یہ اشارہ تھا کہ روحِ زمین آپ کے تابع تھی اور یہ کہ آپ کا دین مشرق سے مغرب تک، اور شمال سے جنوب تک پھیلے گا۔ آپؐ کے مبارک سَر کا اُوپر اُٹھنا آپؐ کی سروری اور سرداری کی طرف اشارہ تھا، اور اس کے یہ معنی بھی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

تمام مخلوقات میں بہترین ہیں ، اور یہ کہ آپ ﷺ اس دنیا کے خاص عاشق ہیں ۔ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب طوافِ کعبہ میں مصروف تھے جب اُنہیں اپنے پوتے کی ولادت کی خبر ملی ، تو وہ خوشی میں دوڑتے ہوئے گھر پہنچے ، معصوم بچے کو ہاتھوں میں اُٹھایا ، کعبہ میں لے گئے ، شکر ادا کیا اور اُن کے لئے دُعا مانگی ۔ رسول اللہ ﷺ پاک و اطہر حالت میں پیدا ہوئے ۔ آنکھوں میں سُرمہ لگائے اور خوشبو میں بسے ہوئے ۔ آپ ﷺ کے حُسن و جمال ، اور شانِ جلال ایسی تھی کہ ہر کوئی بے ساختہ کہہ اُٹھتا کہ :

"اِس شان کا لڑکا آج تک نہیں دیکھا۔"

آپ ﷺ کی ولادت کے وقت عجیب و غریب واقعات ظہور میں آئے : ستارے زمین کے نہایت قریب آئے تاکہ اِس پیکرِ حُسن و جمال کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں ۔ وہ اتنے نزدیک تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھو کو ایسے لگا کہ وہ آسمان سے گر پڑیں گے ۔ یہ اِس اَمر کی طرف اشارہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے وقت آسمان زمین کی جانب زیادہ مُتوجّہ ہو جائے گا اور زمین روشنی سے ہم رنگِ آسمان ہو جائے گی ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے جلوہ افروز ہوتے ہی ایسا "نور" ظاہر ہوا کہ اُس سے شام کہ محل روشن ہوگئے اور ان کو مکہ معظمہ والوں نے بخوبی دیکھا۔ اور شہر مدینہ میں کسریٰ بادشاہ کے بعض محل اور ۱۴ کنگرے بلند محل نوشیروان کے گر پڑے۔ اور فارس کی آگ جس کو آتش پرست پوجتے تھے، اور ہزاروں برس سے جل رہی تھی، وہ بجھ گئی۔ اور چشمۂ سادہ جو ملکِ عجم میں، ہمدان اور قُم کے دو شہروں کے بیچ بہتا تھا، خشک ہوگیا۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ عجم میں شرک و کفر کے دریا سُوکھ جائیں گے۔ اور چشمۂ سماوہ جو ملکِ عرب کے ایک میدان میں خشک پڑا تھا، جاری ہوگیا جو اس بات کا اشارہ تھا کہ ملکِ عرب سے دریائے اسلام جوش مارے گا جس سے تمام دنیا سیراب ہوگی۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اے اُمّتِ محمّدی! کتنے قلم اور کتنی زبانیں درکار ہوں گی توصیفِ محمّدیؐ اور ذکرِ حبیب کے لئے؟ بھلا اُس ذکر کا حق کون ادا کرسکتا ہے جس کا وِرد اللہ اور اُس کے فرشتے کرتے ہیں؟ اِس زمین پر، یا آسمانوں پر، اور حتّٰی کہ عرش پر،

Marfat.com

کوئی بھی ذکرِ مصطفیٰ کی بُلندیوں کو چھُو نہیں سکتا۔ لیکن وہ سب جو اپنی پوری زندگی اُن کی توصیف اور ثناء میں گزارتے ہیں وہ بے شک مخلوقات میں سب سے بہترین ہیں۔

"نُورِ نبی" وہ امانت ہے جو اُمّت کو سونپی گئی ہے۔ یہ نُور وہ جُز ہے جو دل میں (100%) سو فیصد کشادگی پیدا کرتا ہے۔ یہ وہ سچّی محبّت ہے جو آپ کے رَب کے دل سے لی گئی ہے۔

آپ سب جانتے ہیں کہ یہ زمان کے خاتمے کا دور ہے، یہ وہ وقت ہے جب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے عاشقوں کے ذریعے یہ "نُور" دنیا میں زیادہ ظہور کرے گا۔ اور جن کو یہ "نُور" نصیب ہوگا، وہ یقیناً جنّت کے بہترین مقام کے حقدار ہوں گے، یعنی رسول اللہ ﷺ کے گلزاروں میں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

بس اللہ اور اُس کے محبُوب رسُول ﷺ کی رسّی کو تھامے رکھیئے۔ خود کو ذکرِ حبیب میں مدحوش رکھیئے، اور اِس میں شک نہیں کہ آپ اُس مقام تک پہنچیں گے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

صلوٰۃِ نُورِ نبی ﷺ، ۱۲ ربیع الاوّل کا تحفہ ہے، اور کشتیءِ نُورِ نبیؐ میں آپ میں سے ہر ایک کے لئے نشست

Marfat.com

محفوظ ہے۔ بس اُس کشتی کے لئے اپنی محبّت کے چراغ کو
جلائے رکھیں جن کے لئے پوری کائنات کو پیدا فرمایا گیا تھا۔
''آپ سب کو یہ خوبصورت دِن مبارک ہو۔''
آمین!
ثم آمین۔

Marfat.com

یکم فروری ۲۰۱۳ء
۱۹ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

(۲۶۴)

حضرت سیّد علاؤ الدّین علی احمد صابر پیا کلیری رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس نے آسمان کو چھت کی طرح بنایا اور زمین کو بچھونے کی طرح۔ پھر اُس نے دُنیا کو حَسین اور گلنار رنگوں سے بھر دیا۔ اُس نے رنگ بنائے، اور اُس نے رنگوں سے رنگ بنائے؛ ایسی ہے اُسکی شان۔

دُرود و سَلام اُس حَسین پر جو دل کے رنگ کو جانتے ہیں اور جو اُس جلتی ہوئی آگ کے رنگ کو جانتے ہیں جو ہر وقت دل میں سُلگتی رہتی ہے۔

☆

سلام، رحمت اور برکتیں ہیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن پاکیزہ دِلوں کے لئے جو ہمارے ارشادات کے ہر لفظ پر غور کرتے ہیں۔

ایک کہاوت ہے کہ: "صبر اور شکر مومن کے دِل کی دو خوبیاں ہیں جو اُس کے سفرِ حیات کو آسان بناتی ہیں۔"

Marfat.com

زندگی کی تمام رکاوٹیں آسانی سے دُور ہو سکتی ہیں اور انہیں سہا جاسکتا ہے اگر کوئی اِن دو اسباق کو سیکھ لیتا ہے، یعنی مشکلات میں صَبر کرنا اور ہر وقت شکر اَدا کرنا۔ صَبر آپ کو یہ بتاتا ہے کہ ایک دن آئے گا جب مصائب ختم ہو جائیں گے، جبکہ شکر اللہ کی نعمتوں اور اُس کے کرم کا اعتراف ہے جو وہ کسی پر نچھاور کرتا تھا۔ جو انسان میں یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ اللہ کا دیا ہوا کتنا کچھ ہے، کتنا غنی ہے وہ اپنے رب کے فضل سے، اور اللہ کا کتنا کرم ہے اُس پر۔ صبر، مشکلات کو کم کرتا ہے اور شکر، اللہ کی نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ آپ کی تکالیف کو ختم کرے، تو اپنے مشکل اوقات میں صبر کیا کریں، اور شکر اللہ کہیں اگر آپ کو ہر وقت اُس کا نظرِ کرم درکار ہے۔

ذکرِ صَابر پیا کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے دُنیا کو بے شمار اسباق سکھائے ہیں، لیکن یہ دو خوبیاں اُن لوگوں پر نہایت واضح تھیں جو اپنے محبوب ولیوں کی زندگیوں سے سیکھنا چاہتے ہیں۔ صابری نوری دُعا اس صَبر کی ایک مثال ہے۔

جب حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے، جو اُن کے مُرشد اور اُن کے ماموں بھی تھے، انہیں لنگر خانے کا انچارج مقرّر

Marfat.com

فرمایا، تو حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا کام نہایت ذمہ داری سے کیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ لنگر کی تقسیم کے بعد وہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاتے۔ عجیب بات یہ تھی کہ آپ کوئی شے کبھی لنگر سے نہ لیتے، ایک لقمہ بھی اُن کے پیٹ میں نہ جاتا اور نہ ہی وہ کبھی کھانے کا نمک چکھتے۔ آپ جب بھی لنگر خانے سے اپنے حُجرے کی طرف واپس لوٹتے تو باآوازِ بلند دُعائے نُوریہ پڑھتے جاتے۔ اِس دُعا کی برکت سے آپ نے ۱۲ برس بغیر غذا کے گزارے۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بابصیرت آنکھیں اپنے بھانجے کی خوبیاں دیکھ چکی تھیں، حتیٰ کہ جب وہ ابھی معصوم بچے تھے۔ آپ کا صبر تو بچپن میں ہی ظاہر ہو چکا تھا جب آپ اپنی زندگی کے پہلے سال ہر دوسرے روز دودھ پیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ دودھ پیا کرتے اور دوسرے دن روزہ رکھتے۔ جب آپ دو (۲) سال کے ہو گئے، تو آپ نے دودھ پینا چھوڑ دیا، اور جب آپ کی عمر چار (۴) سال کی ہو گئی، تو آپ کے مُبارک لبوں سے پہلی بار نکلا: "لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ!"۔ جب آپ اپنی عمر کے چھٹے سال میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنی غذا کم کر دی اور دوسروں کے مقابلے میں نہایت کم کھانے لگے۔ اُس عمر

Marfat.com

میں بھی آپ اپنا زیادہ تر وقت ذکر و اذکار میں گزارنے اور اپنی عمر کے ساتویں سال سے آپ نے پورے اہتمام سے نمازِ تہجد پڑھنی شروع کر دی تھی۔

حضرت سید مخدوم علی احمد صابرؒ کا تعلق بہترین خاندانوں میں سے تھا۔ آپ کے خون میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا عشق تھا کیونکہ آپ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے اور داماد تھے۔ آپ کے پاس وہ عرفان بھی تھا جو حضرت غوثِ پاک، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جاری ہوا تھا، کیونکہ آپکے والد حضرت سید عبداللہؒ ساداتِ جیلانی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لہو میں جلالی تاثیر والدہ کے خاندان کی طرف سے آئی تھی کیوں کہ آپ کا نسبِ عالیشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ ثانی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ تو آپ کا نسب نامہ اِس قدر پاک اور مبارک تھا۔

دُنیا نے حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور کا مُشاہدہ ربیع الاوّل ۵۹۲ھ ہجری کو قصبہ کھٹوال میں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ، سلسلہ چشتیہ کے سُتونوں میں سے ایک ہیں۔ اور یہ آپ ہی ہیں جن کی وجہ سے لوگوں نے سلسلۂ چشتیہ صابریہ کی جلالیت کا نظارہ کیا ہے۔ انہوں نے عشق اور صبر کے رنگوں کا ایک مختلف اِمتزاج دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خُوبیاں آپ کے بچپن سے ہی بالکل

Marfat.com

صاف دیکھائی دیتی تھیں ۔آپ کا ذہن اتنا تیز تھا کہ جو سبق آپ کے ساتھی طلبہ ہفتوں میں سیکھتے ،آپ اُنہیں دنوں میں یاد کیا کرتے تھے ۔ جب آپ ۸ سال کے ہوئے تو آپ کی دَرسی کتابوں ، (کتاب وسُنّت ، منطق و معقول) کی زیادہ تر تعداد پوری ہوچکی تھی ، لیکن علم کے لئے آپ کی پیاس عمر کے ساتھ بڑھتی ہی گئی ۔ اُس دور میں آپ کے والد کا انتقال ہوا ، اور آپ پیغمبر علیہ السلام اور دیگر اولیاءِ کرام کی سُنّت کے مطابق چھوٹی عمر میں یتیم ہوگئے ۔

جب اللہ اپنے ولی کے کندھوں پہ ایک بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے تو وہ اُنہیں خاندان کے علاوہ ایک ماحول بھی فراہم کرتا ہے جو اُنہیں اُس بوجھ کو اپنی پیٹھ پر اُٹھانے کے لئے تیار کرتا ہے ۔ اس لحاظ سے حضور صابر صاحبؒ نہایت نصیب والے تھے ۔آپ کے والد اور والدہ دونوں اپنے وقت کے عارف اور عارفہ تھے ۔ اور آپ کے ماموں گلشنِ چشتیہ کے مشہور باغبان تھے ۔ اس لئے یہ ایک قدرتی بات تھی کہ جب آپ کی والدہ نے آپ کے جوہر دیکھے ، اور جب انہوں نے محسوس کیا کہ جہاں وہ رہتے تھے وہاں اُن کے بیٹے کے لئے کچھ زیادہ نہیں ہے ، تو وہ اپنے بیٹے کو اپنے بھائی بابا فریدؒ

Marfat.com

کے پاس مزید تربیت کے لئے لے گئیں۔

حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کی جبین پر موجود خداداد نُورِ معرفت کو دیکھ کر آپ کے ماموں بے حد خوش ہوئے ، اور فرمایا: "میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا سعادت مند فرزند لا کر دیا جو سارے جہان میں ہدایت کے انوار تقسیم کرے گا۔"

جلال اور جمال ، اللہ کے دو ایسی صفات ہیں جو اس دنیا میں توازن پیدا کرتی ہیں۔ جلال سورج کی گرمی ہے ، جبکہ جمال چاند کی ٹھنڈک ہے۔ جلال آگ کی تپش ہے ، جبکہ جمال شبنم کے قطروں کی تازگی ہے۔ جلال محبوب کے لئے تڑپ ہے ، جبکہ جمال وصالِ یار کا سُرور ہے۔

جلال اور جمال دونوں عاشق کے دل کا حُسن ہیں۔ اللہ نے یہ دونوں خوُب صُورتیاں اپنے عاشقوں کو مختلف مقدار میں عطا کی ہیں ، حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں جن کے ایک ہاتھ میں جمالِ نظامی جبکہ دوسرے ہاتھ میں جلالِ صابری تھا۔ یہ دونوں ایک ہی چہرے کے دو رُخ تھے ، ایک ہی گیت کے دو مختلف سُر تھے۔ خزانۂ چشت اس قدر مالا مال تھا۔

Marfat.com

حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کا جلال اُس عمر میں ظاہر تھا جب بچے اتنے کم سن ہوتے ہیں کہ انہیں سیاہ و سفید کے درمیان فرق نہیں معلوم ہوتا۔

روایت ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار وفات پاگئے تو حضور صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سال تک خاموش رہے۔ اس ایک سال کے دوران جب کوئی اُن کی پیشانی کو چُومتا، تو وہ ایک وجدانی کیفیت محسوس کرتا اور کئی دنوں تک اُس پر استغراق طاری رہتا۔ جب آپ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ پر انتہائی جذب کا غلبہ رہا، اور جیسے جیسے آپ کی عمر بڑھتی رہی یہ جذب بھی بڑھتا رہا۔ حقیقت میں آپ کی جلالیت ہر گزرتے دِن کے ساتھ بڑھتی گئی۔ اکثر رات کے وقت ''ظہور، اللہ ھُو'' کی صدائیں آپ کے حجرے سے آتی تھیں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ماموں کے ساتھ تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ کرم اور ذکر و اذکار کے اثارات نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جذب کو اتنا گہرا کر دیا کہ ہر وہ شخص بھی اُسے محسوس کر سکتا تھا جو آپ کے آستانے کے قریب سے گزرتا۔ کہتے ہیں کہ حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ۹ سال تک استغراق کی حالت میں رہے۔ اِس پورے عرصے میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی توجّہ مسلسل اپنے بھانجے پر رہی۔ ایک مرتبہ

Marfat.com

جمعرات کے دن، نمازِ اشراق کے بعد، بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کے حُجرے میں گئے اور کلمۂ طیبہ ۷ بار اُن کے بائیں کان میں پڑھا۔ اپنے مُرشد کی زبان سے کلمہ سننے پر حضور صابر پیاؒ فوراً ہی اپنے استغراق سے نکل آئے۔ یہ وہ وقت تھا جب ایک مبارک مجلس کے دوران حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کے مُرشدِ کامل نے خرقۂ خلافت عطا کیا تھا۔ حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کو ولایت کی روحانی مُہر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مُبارک سے عطا ہوئی تھی۔

جلالِ صابری دنیا کو اُس وقت بھی دِکھلایا گیا جب حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کا نِکاح اُس وَلی سے کیا۔ اگرچہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ، حضور صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جذب کی شدّت سے پُوری طرح واقف تھے، لیکن اپنی بہن کا دل رکھنے کی خاطر آپ اس شادی پر رضامند ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ نکاح والی رات کو حضور صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے آپ کے حُجرے میں روشنی کی اور دُلہن کو وہاں لے آئیں۔ حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ یادِ الٰہی میں مُستغرق رہے تہجد کے وقت تک۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبے سے اپنا سَر اُٹھایا۔ تب اُنہیں وہاں ایک عورت کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اِس سے آپ کو حیرت ہوئی، اور

Marfat.com

آپ نے اُس سے پُوچھا کہ وہ کون ہے۔ جب دلہن نے کہا کہ : " میں آپ کی بیوی ہوں "، تو حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ : " یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ایک دل میں دو کی محبّت رکھوں، میں تو پہلے سے ہی اپنا دل کسی کو دے چکا ہوں ؛ اور اب کسی اور کے لئے جگہ نہیں ہے۔ مَیں تو بندۂ خدائے وَحدہٗ لاشریک ہوں اور اُسی کے جمال میں محو ہوں۔" یہ فرمانے کے بعد آپ دوبارہ اپنے استغراق میں ڈوب گئے۔ جُوں ہی یہ الفاظ آپ کی زبان سے ادا ہوئے، نورِ الٰہی کا نزول حُجرے پر ہوا جسے دُلہن برداشت نہ کر سکیں اور چند ہی لمحوں میں اُن کے دل نے دھڑکنا چھوڑ دیا۔ یہ عشقِ الٰہی کی وہی آگ ہے جس نے دنیا کو دکھایا کہ وہ دل جو اس طرح کے جذب و جلال سے معمور ہو، وہ ہر چیز کو جلا ڈالتا ہے سوائے اعلیٰ ترین کی محبّت کے۔

اِس جلالی بزرگ کا ایک اور بھی واقعہ ہے۔ حضرت شیخ جمال الدین ہنسویؒ، بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اوّل تھے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو اس ولی سے اس قدر محبت تھی کہ جب کبھی بھی آپ کسی کو خرقۂ ولایت عطا کرتے تو اُن سے فرماتے کہ پہلے وہ ہانسی جائیں اور شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ سے اُس پہ

Marfat.com

مُہر لگوائیں۔ اُن کی مُہر کے بغیر خلافت نامہ نہ مکمل ہُوا کرتا تھا۔ حضرت صابر پیا رحمۃاللہ علیہ کو بھی ایسا کرنے کو کہا گیا۔ جب آپ ہانسی خانقاہ پہ پہنچے، تو آپ اپنی سواری سے اُترے بِنا ہی اندر داخل ہُوئے۔ دونوں بزرگوں نے نمازِ مغرب ادا کی اور اُس کے بعد حضرت صابر پیا رحمۃاللہ علیہ نے شیخ جمال الدّین رحمۃاللہ علیہ کو اپنا خلافت نامہ دکھایا۔ کسی وجہ سے حجرے میں کافی روشنی نہیں تھی، (اس لئے) شیخ جمال الدّین رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا: ''چلیئے اس کام کو کل صبح تک ملتوی رکھتے ہیں۔ تاہم حضور صابر پیا رحمۃاللہ علیہ نے زور دیا کہ یہ کام ابھی ہو جانا چاہیئے، اِسی لئے ایک چراغ روشن کیا گیا۔ اتّفاق ایسا ہوا کہ وہ چراغ بھی بُجھ گیا۔ یہ دیکھ کر حضور صابر پیاؒ نے اپنی شہادت کی انگلی پر اِسمِ اعظم پڑھ کر دَم کیا تو فوراً ہی انگلی شمع کی طرح روشن ہو گئی۔ جب شیخ جمال الدّین رحمۃاللہ علیہ نے یہ دیکھا تو اُن کو فوراً ہی حضرت صابر پیا رحمۃاللہ علیہ کے جلال اور اُن کی قطبیت کا احساس ہوا اور ساتھ ہی اُنہیں دہلی کے لوگوں کی سلامتی پر تشویش ہوئی، جہاں حضرت صابر پیا رحمۃاللہ علیہ خلیفہ کی حیثیت سے جا رہے تھے۔ چنانچہ شیخ جمال الدّین رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا: ''آپ کے مزاج میں جلال بہت زیادہ ہے اور دہلی والے آپ کے جلال کو نہیں سہہ سکیں گے۔ آپ کا جلال

Marfat.com

ایک چھوٹے سے مٹکے پر بھی اُس شہر کو جلا کر رکھ دے گا۔"
یہ کہہ کر شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی سند کو دو حصّوں میں چاک کیا۔ جب حضور صَابر پِیا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھا تو اُن کو "تاؤ" آگیا اور فرمایا: "آپ نے میری سند کو چاک کیا ہے، میں آپ کے سلسلہ کو چاک کردوں گا!" جب یہ سَب ہو رہا تھا، بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن شریف میں تھے اور رُوحانی طور سے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ: "آج دین کے دو پہلوانوں کے درمیان کُشتی ہو رہی ہے۔" حضرت صَابر پیا رحمۃ اللہ علیہ اپنے مُرشد کے پاس واپس آئے اور اپنے مُرشد کو ساری صورتحال بتادی۔ اس پر حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو کلیر شریف کی خلافت عطا کردی۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ جمال الدّین رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بھی دُعا فرمائی اور اُن کو بتایا کہ اُن کا سلسلہ ایک نسل تک منقطع رہے گا۔ البتہ بعد میں آپ کے پوتے بُرہان الدّین ہنسوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جلال الدّین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید بن جائیں گے، اور حضرت شیخ جمال الدین ہنسوی کے سلسلہِ قطبیہ کو دوبارہ قائم کریں گے؛ اور یہی سب کچھ ہوا۔

کلیر ایک پُر رونق شہر تھا۔ جب حضرت صَابر پیا رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

دہاں پہنچے تو وہ اپنے ساتھ حاکمِ شہر کے نام بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط لے کر آئے تھے۔ اُس خط میں لکھا تھا: "میرے صابر کا احترام آلِ نبی اور اولادِ علی کی نسبت سے کیا جائے۔"

چند ہی دنوں میں لوگوں نے اُن کے گرد جمع ہونا شروع کر دیا۔ جس سے قاضی اور رئیسِ شہر پریشان ہو گئے، اور انہوں نے اُسے اپنی بے عزّتی سمجھی۔ اس لئے انہوں نے حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف سازشیں شروع کیں۔ یہ سلسلہ طویل عرصے تک چلتا رہا، اور بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے خبردار کرنے کے باوجود وہ باز نہ آئے۔ حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ساری صورتحال لکھ کر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو بھیج دی۔ آپ کے مُرشد کا جواب تھا: "کلیئر آپ کیلئے بکری کی مانند ہے، چاہے اُسے کاٹ کر کھاؤ، چاہے اُس کا دُودھ نوش فرماؤ۔" ایک دن حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کلیر کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے تشریف لے گئے اور پہلی صف میں جا کر بیٹھ گئے۔ جب رئیسِ شہر کی نظر آپ پر پڑی تو وہ غصّے میں آگئے اور آپ سے دوسری صف میں جا کے بیٹھنے کو کہا۔ لیکن لوگوں نے آپ کو وہاں بیٹھنے نہ دیا، اور آپ کو مزید پیچھے جانے کو کہا۔ (اس طرح) آخر آپ کو مسجد کے باہر دھکیلا گیا۔ تو آخر میں یہ دلی باہر ہو گئے، اور

Marfat.com

نمازی رکوع بیں گئے۔ حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ پہ انتہائی جلال اور جذب طاری ہوگیا اور آپ نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: "اے مسجد! نمازی رکوع میں ہیں تو بھی رکوع اور سجدے میں جا۔" جوں ہی آپ نے یہ الفاظ ادا کئے، مسجد نے رکوع کیا اور دھڑام سے گر گئی۔ یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی۔ حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کئی دنوں تک حالتِ جذب میں رہے۔ علیم اللہ ابدال نے، جو ہر وقت حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کے قریب رہتے تھے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جلال اور جذب دیکھتے تھے، وہ لوگوں کو اِس دل کے قریب جانے سے روکتے تھے۔ بعد میں حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ نے اُنہیں بتایا: "اب تم مجھ سے عالمِ اِمکان کی بات ہرگز نہ کرنا۔ کچھ کہنا ضروری ہو تو عالمِ وجُود کی بات کرو۔" کئی دنوں تک آپ کی حالتِ جذب برقرار رہی۔ پھر ایک دن آپ اُس جگہ گئے جہاں آج آپکا مزارِ اقدس ہے۔ آپ اُس مقام کے نزدیک جاکر کھڑے ہوگئے۔ وہاں گولر کا ایک درخت تھا، تو آپ نے قبلہ رُخ ہو کر اُس درخت کے تنے کے ساتھ اپنی پیٹھ لگائی۔ آپ نے ایک شاخ پکڑی اور پھر اپنی شہادت کی انگلی اُٹھا کر اُسے اپنے قلب کی طرف لے گئے اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ کچھ وقت تک

Marfat.com

حالتِ استغراق میں رہے۔ پھر آپ نے گولر کی شاخ کو چھوڑا اور ایک جلالی نظر زمین کی طرف ڈالی۔ چند لمحوں میں صرف ۷ قدموں کے فاصلے پر زمین سے ایک آگ بھڑک اُٹھی جو چند ہی لمحوں میں ہر طرف پھیل گئی۔ اِس آگ نے کلیئر کی ہر چیز کو جلانا شروع کیا۔ صرف گولر کا وہ درخت، اُس درخت پر ایک فاختہ کا آشیانہ اور حضرت امام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار (جو غوث پاک کی اولاد میں سے تھے اور شہید بھی تھے) آگ سے جلنے سے بچ گئے۔ کلیئر کی تباہی کے بعد پورا شہر خالی ہوگیا اور اِس طرح شہر اپنی نافرمانی کے انجام کو پہنچا۔

کہتے ہیں کہ سوائے حضرت شمس الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے، حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کے کسی دوسرے مُرید کو اُن کے قریب جانے کی اجازت نہ تھی۔ بڑی ریاضت اور چِلّہ کشی کے بعد آپ کو "ہفتِ اقلیم کا بادشاہ" کا لقب آپ کے مُرشد حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ نے عطا کیا۔ اسی مُرید کے ذریعے سلسلہ چشتیہ صابریہ جاری ہوا۔

محبّت کے کئی چہرے ہیں اور جلال کا چہرہ راہِ حق کا ایک ایسا طاقت ور رُخ ہے جو عاشقوں کو دکھایا گیا ہے۔ جن کی نسبت حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ سے ہے وہ جانتے ہیں محبّت کی

Marfat.com

آگ سارے وجود کے ساتھ کیا کرتی ہے ۔ یہ وجود آگ میں جلتا ہے ، اور وہ آگ جل کر راکھ بن جاتی ہے اور وہ راکھ اَبد تک سلگتی رہے گی ۔ ہر چیز فانی ہے سوائے محبّت کی اِس آگ کے ، کیونکہ یہ ایک عکس ہے ، یہ "نُور" کی ایک تجلّی ہے ۔ بھلا اس آگ کو جلتے رہنے سے کون روک سکتا ہے ؟

آمین ۔ ثم آمین

Marfat.com

(۲۶۵)

۸ فروری ۲۰۱۳ء
۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

حضرتِ قطبُ الدّین بختیار کاکی اُوشی رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو رحمت کی بارشیں اس زمین پر برساتا ہے اور محبت کے رنگ دِلوں پر بکھیرتا ہے تاکہ زمین اور آسمان کا توازن برقرار رہے۔ یہ ہی اُس کی رحمت ہے انسانی نسل پر۔

دُرود و سلام ہوں رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، کیونکہ یہی وہ رحمت ہیں جو عالمین پر بھیجی گئی ہے، جو کبھی کم نہیں ہوگی اور ابد تک باقی رہے گی۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے اور سلامتی ہو نوری دلوں پر جو اِن محفلوں میں خاکسار اور باادب رہتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ حُسن دیکھنے والے کی آنکھوں میں ہوتا ہے حتیٰ کہ معمولی سی چیزیں بھی دلکش لگتی ہیں جب کوئی شخص خوبصورتی کو اپنی آنکھوں کے بجائے اپنے دل سے دیکھتا

Marfat.com

ہے۔ لیکن ایک خوبصورتی ایسی ہے جو کبھی مدھم نہیں پڑتی، کم نہیں ہوتی، اور جو تمام آنکھوں کے لئے موجود ہے: اور وہ حُسن ایک ولی کا حُسن ہے۔ اللہ کے ایک عاشق کے چہرے پر ایک ایسی شاندار اور سحر انگیز چیز ہے کہ اُس کے حُسن کی دلکشی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

کیا آپ اِس سے اتّفاق نہیں کرتے کہ یہ ایک نظرِ خاص ہے؛ اُس کی آنکھوں کی وہ خاص نگاہ ہے جو نہ صرف دلوں کو چیرتی ہیں، بلکہ یہ رُوح میں بھی اُترتی ہے۔

یہی واقعہ ہوا اللہ کے ایک دوست کے ساتھ۔ یہ پہلی نظر کی محبّت کا واقعہ تھا۔ جنہوں نے محبّت کا مزا چکھا ہے، وہی اِس واقعے کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ واقعہ ابُو اللیث ثمرقندی کی مسجد میں ظہور پذیر ہُوا، جہاں ایک سترہ (۱۷) سالہ لڑکا اپنی عبادت میں مصروف تھا۔ جب لڑکے نے ذِکر سے اپنا سَر اُٹھایا تو انہوں نے ایک نہایت عجیب منظر دیکھا۔ لوگوں کے گروہ میں ایک بزرگ موجود تھے جن کی پیشانی روشن اور نورانی تھی، جن کی آنکھیں نہایت پُرکشش تھیں۔ بزرگ کی آنکھیں جب لڑکے کی آنکھوں سے ٹکرائیں تو اُسی وقت لڑکے کے وجود میں محبّت کی ایک شدید لہر دوڑ گئی۔ اُس نے فوری طور

Marfat.com

پر سمجھ لیا کہ اُسے وہ رہبر مل گیا جو اُسے اُس کی منزلِ مقصود کی جانب لے جائیں گے ۔ یہ تو بس چند لمحوں کی بات تھی جب دل ملے اور اَبد تک ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے ۔ مُرید کو اُس کا مُرشد ملا ، اور مُرشد کو اپنا خلیفہ ۔ مُرشد حضرت خواجہ معینُ الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور مُرید شیخ الاسلام ، قطبُ الحق ، حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ تھے ۔ یہ رَجب ، سال ۵۲۲ھ ہجری تھا جب اِس دلی کو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت سے نوازا گیا ۔ اور یہ سُلطانُ الھند رحمۃ اللہ علیہ کا کرم تھا کہ حضرت قُطبُ الدّین بختیار کاکیؒ درویشی ، فقر اور عشق کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے ۔

اس نوجوان مُرید میں نو عُمری سے ہی ولایت کی علامات ظاہر ہونا شروع ہوئی تھیں ۔ آپ کا تعلق ایک نہایت پاک باز خاندان سے تھا ۔ والد کے سائے سے بچپن سے ہی محروم ہو چکے تھے ۔ والدہ نے اپنے بیٹے کی آنکھوں میں ذہانت ٹپکتی دیکھی تھی ، اس لئے جب اُس کے بیٹے کی عمر ۵ سال کی ہوئی ، تو اُس نے اپنے ایک پڑوسی سے کہا کہ اُس کے بیٹے کو کسی اچھے اُستاد کے پاس لے جائے ۔ وہ اَبھی آدھے راستے میں تھے کہ اُن کی ملاقات ایک بُزرگ سے ہوئی جنہیں انہوں نے پہلی بار دیکھا تھا ۔ بزرگ نے اُن سے پوچھا کہ وہ کہاں

Marfat.com

جا رہے ہیں؟ جب انہوں نے اُن کو بتایا کہ ایک اُستاد کے پاس جا رہے ہیں، تو بزرگ نے اُن کے ساتھ جانے کی پیشکش کی۔ اس طرح وہ تینوں ایک نہایت مقبول مذہبی عالِم کے ہاں پہنچ گئے جن کا نام ابوحفص تھا۔ بزرگ نے اُستاد کو ہدایت دی کہ: "یہ لڑکا ولی اللہ میں سے ہے، اِس لئے اِس پر خصوصی توجہ فرمایئے۔" جب دونوں بڑے حضرت قطبُ الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کے نئے اُستاد کے پاس چھوڑ کے چلے گئے تو اُنہوں نے اُن سے پُوچھا کہ وہ دونوں بزرگ کون تھے۔ نوعُمر ولی نے جواب دیا کہ: "ایک تو میرے پڑوسی ہیں اور دوسرے میرے لئے ایک اجنبی ہیں۔" یہ سُن کر ابُوحفص نے فرمایا: "دوسرے بزرگ دَراصل حضرت خِضر علیہ السلام تھے۔"

ایک دوسرے واقعہ میں جب حضرت قطبُ الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے، تو پورا گھر ایک غیبی روشنی سے اس طرح جگمگا اُٹھا کہ ان کی والدہ گھبرا اُٹھیں۔ پھر دِھیرے دِھیرے وہ روشنی مدھم پڑگئی اور ایک غیبی آواز نے کہا: "وہ روشنی جو ابھی آپ کو دِکھائی دی ہے، ہم نے اُس سے آپ کے بیٹے کے دِل کو منوّر کیا۔"

اس بزرگ ولی کے ابتدائی ایام معاشی مصائب میں

Marfat.com

گزرے۔ کبھی کبھی آپ ایک مسلم بقّال سے جو آپ کے پڑوس میں رہتا تھا، قرضہ لیا کرتے تھے۔ ایک دن قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کیا کہ اَب کبھی کسی سے قرضہ نہیں لیا کریں گے۔ اُس دن سے آپ کی جائے نماز کے نیچے سے ایک بڑا نان (کاک) نمودار ہونا شروع ہوا۔ وہ نان پورے گھر کے لئے کافی تھا۔ یہ سبب ہے کہ لوگوں نے آپ کو کاکی پکارنا شروع کیا۔ یہ اللہ پر آپ کا توکّل اور آپ کا فقر اور صبر تھے جن کے باعث آپ کو مقامِ قربت عطا ہوا۔

آپ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا: "اہلِ سُلوک اپنی خصلتوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: آدمی کی کمالیت اِن چار چیزوں یعنی: کم کھانے، کم سونے، کم بولنے اور خلقت سے کم میل جول کرنے سے ہیں۔"

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ: "میں دریا کے کنارے جارہا تھا جب میں نے ایک بزرگ کو دیکھا جو ایک اَمیر درویش تھے۔ لیکن میں نے یہ بھی دیکھا کہ سخت مجاہدے کی وجہ سے ان کے جسم پر صرف چمڑی اور ہڈّیاں رہ گئی تھیں۔ وہ اپنا دن اسی طرح بسر کرتے تھے، یعنی نمازِ چاشت کے بعد وہ سجدے کی حالت میں بیٹھتے۔ آپ کے دسترخوان پر ۲½ من

Marfat.com

کھانا رکھا رہتا تھا۔ جو بھی چاشت سے ظہر کی نماز کے درمیان وہاں سے گزرتا، اسی دسترخوان سے کھاتا۔ اگر کسی کو کپڑے کی ضرورت پیش آتی، وہ اُسے کپڑے فراہم کرتے تھے۔ اگر کوئی ضرورت مند کھانا ختم ہونے کے بعد آتا، تو وہ بزرگ اپنا ہاتھ اپنے مُصلّے کے نیچے ڈالتے اور غیب سے انہیں جو کچھ ملتا وہ اُس ضرورت مند کو دے دیا کرتے تھے۔" قطب صاحبؒ نے مزید فرمایا کہ انہوں نے ان کے پاس کچھ دن قیام کیا۔ ہر روز افطار کے وقت غیب سے چار کھجوریں اس بزرگ کے لئے آتیں؛ اُن میں سے دو (۲) وہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کرتے اور دو (۲) وہ خود کھا لیا کرتے تھے۔ پھر وہ فرمایا کرتے کہ: "جب تک درویش کم نہ کھائے، اور کم نہ سوئے، اور کم نہ بولے، اور لوگوں سے میل جول نہ ترک کرے، کسی مرتبے کو نہیں پہنچتا۔"

تو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر یہ ہی کرتے رہے۔ انہوں نے سونا تقریباً چھوڑ دیا تھا۔ شاذ و نادر کوئی ان کو بستر پر لیٹے پاتا۔ شروع دنوں میں آپ کبھی کبھی سو جایا کرتے جب نیند کا غلبہ ہوتا، لیکن بعد میں آپ نے وہ وقت بھی بیداری میں بدل لیا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ: " اگر میں

Marfat.com

سوتا ہوں تو مجھے بہت زیادہ زحمت اور تکلیف محسوس ہوتی ہے۔" آپ کا شغلِ حق اتنی بلندیوں تک جا پہنچا کہ اگر کوئی زیارت کے لئے آتا، تو آپ صرف تھوڑی دیر کے لئے ہوش میں آتے۔ اور پھر دوبارہ اپنے مشغلِ حق میں لوٹ جاتے۔ کبھی کبھی آپ زائرین سے فرماتے: "مجھے معاف فرمائیں، میرے پاس ملاقات کے لئے فرصت نہیں ہے۔

ایک مرتبہ سُلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ الاسلام حضرت قطبُ الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بیٹے کا اِنتقال ہُوا۔ جب شیخ اپنے بیٹے کی تدفین کے بعد واپس آئے تو انہوں نے ماں کو روتے سُنا۔ شیخ نے اِس پر افسوس کیا۔ جب حضرت شیخ بدرُ الدّین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے پُوچھا: "حضرت، یہ افسوس کیا ہے؟" تو قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ: "مجھے اِس وقت یاد آیا کہ میں نے اپنے فرزند کی بقا کی درخواست اللہ سے کیوں نہ کی۔ اگر میں اُس وقت یہ درخواست کرلیتا تو اُسے ضرور پاتا۔" شیخ المشائخ نے سب سے فرمایا: "دیکھو، شیخ کا استغراق دوست کی یاد میں اس درجہ پہنچ گیا تھا کہ فرزند کی زندگی مَوت کی خبر تک نہ تھی۔"

ایک مرتبہ حضرت قطبُ الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

Marfat.com

"جب تک درویش سب سے یگانہ نہ بن جائے اور ہر وقت مجرد نہ رہے، اور کوئی دنیا کی آلائش باقی نہ رہے، تو وہ ہرگز قرب کے مقام تک نہیں پہنچتا۔" پھر آپ نے مزید فرمایا کہ:

"حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ستر (۷۰) سال بعد مقامِ قرب تک پہنچے تھے، لیکن انہیں واپس جانے کا حکم دیا گیا تھا کیونکہ اُن میں کچھ دنیاوی آلائش باقی تھی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہی اپنے اندر کی تلاشی لی اور پایا کہ ان کے پاس ایک پرانی پوستین اور ایک ٹوٹا ہُوا کوزہ باقی بچا تھا۔ یہی سبب تھا کہ اُن کو روکا گیا تھا۔ جب ایسے بزرگوں کی یہ حالت ہے تو تم جیسے کب یار یاب ہو سکتے ہو، جن میں اتنی دنیاوی آلائش پائی جاتی ہے۔ پس اے بھائی! درویشی کی راہ پر چلنا اور بات ہے، اور ذخیرہ جمع کرنا اور بات ہے۔ یا تو درویش بن، یا ذخیرہ جمع کرنے والا بن۔" اُس نے یہ بھی کہا کہ "جب درویش کامل ہو جاتا ہے تو جو کچھ کہتا ہے وہی ہونا ہے، اور ذرّہ بھر اس بات میں فرق نہیں آتا۔"

آپ کی اپنی زندگی اُن سب کی ایک مثال تھی۔ آپ کا نُورِ بصیرت دلوں کے اندر تک جھانک سکتا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک آدمی حضرت قطبُ الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کے پاس آیا اور غربت و افلاس کی شکایت کی۔ قطب صاحب رح نے توجّہ کی اور فرمایا: "اگر میں یہ کہوں کہ میری آنکھیں اللہ کے عرشِ مجید تک پہنچ سکتی ہیں، تو کیا تم یقین کرو گے؟" اُس آدمی نے کہا کہ، "مجھے اُس پر کوئی شک نہیں کیونکہ آپ ایک صادقُ القول ولی ہیں۔" پھر شیخ نے فرمایا کہ: "جب آپ اتنا کچھ جانتے ہیں تو پہلے اُن اَسّی (۸۰) چاندی کے سکّوں کی تھیلی میں سے خرچ کرلیں جو آپ نے اپنے گھر میں چھپا رکھے ہیں اور پھر آکر غربت کا رونا روئیں۔" آدمی یہ سُن کر بہت شرمندہ ہوا۔ اُس نے زمین کو چوما اور چلا گیا۔

ایک اور واقعہ کچھ اس طرح ہے: مَلِک اِختیار الدّین ایک کچھ رقم تحفے کے طور سے قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے لایا اور اُسے عاجزی سے پیش کیا، لیکن اُسے قبول نہیں کیا گیا۔ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اُس بوری کے کونے کو اُٹھایا جس پر آپ بیٹھے تھے۔ مَلِک اختیار الدّین نے حیرت سے دیکھا کہ اُس کے نیچے سونے کی سلاخوں کا ایک دریا بہہ رہا تھا۔ قطب صاحب رح نے پھر فرمایا: "ازراہِ کرم، اپنا ہدیہ واپس لے جائیں، مجھے آپ کی لائی ہوئی کوئی چیز درکار نہیں ہے۔"

روایت ہے حضرت نظام الدّین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے کہ:

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش چاہتے تھے کہ وہ پانی کا ایک تالاب دہلی کے لوگوں کے لئے تعمیر کرائیں ۔ ایک رات سلطان التمش نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے، "شمس الدین ! اگر تم تالاب بنانا چاہتے ہو تو اُسے اِس جگہ پر بناؤ جہاں مَیں کھڑا ہوں ۔" سلطان شمس الدّین بہت خوش ہوا یہ خواب دیکھ کر اُس نے وہ جگہ ذہن نشین کرلی اور پھر حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو اِس پیغام کے ذریعے بُلا بھیجا کہ : "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہے اور انہوں نے مجھے بشارت دی ہے، اس لئے میں آپ کے پاس حاضر ہونا چاہتا ہوں ۔" حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ " میں اُس جگہ کو پہلے ہی سے جانتا ہوں جس کے بارے میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بتلایا ہے ۔ میں بذاتِ خود وہاں پہنچ رہا ہوں ۔" جب سلطان نے یہ سُنا تو وہ فوراً ہی اُس جگہ پر پہنچے ۔ جب سُلطان وہاں پہنچے ، اُس نے دیکھا کہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ٹھیک اُس مقام پر نماز پڑھ رہے تھے جس کی نشاندہی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اُس مقام پر گھوڑے کے نشان تھے جہاں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے ۔ کچھ ہی دیر میں

Marfat.com

اُس نشان سے پانی اُبل کر چشمے کی طرح بہنے لگا۔ سلطان نے حکم دیا کہ پانی کے اُس چشمے کے گرد ایک تالاب تعمیر کیا جائے۔ یہ تالاب آج دن تک وہاں موجود ہے اور اُسے حوضِ شمسی پکارا جاتا ہے۔

محبت کا اژدہا کسی کے دل پر حملہ کرے تو پھر ایسے شخص کے لئے کوئی تریاق نہیں۔ صرف محبوب کے لبوں کا شہد ہے جو ایسے زخموں کو آرام پہنچاتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی عاشق خود کو اس طرح پیش کرنا چاہتا ہے کہ جیسے اُس کی اپنی زندگی بھی محبوب کے لئے کافی نہیں ہے۔ مزا تو تب ہے جب محبوب خود آکر اپنے ہی ہاتھوں سے عاشق کی جان لے لے، اور پھر اُس کو شہیدِ محبت کہلائے۔ اور اُس کو اَبد تک اَمر کر دے۔

روایت ہے کہ ایک بار کہیں محفلِ سَماع برپا تھی اور قوّال یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

ے تیری صورت کا عاشق کب کسی کی طرف دیکھتا ہے
تیری زُلف کا اَسیر کب گلُو خلاصی پاتا ہے

قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قوّالوں کو اپنے سامنے بلایا اور اُن کو اِن اشعار کو دوبارہ پڑھنے کے لئے فرمایا۔ آپ اُن کو سُنتے رہے، اور روتے رہے۔ پھر قوّالوں نے دوسری قوّالی پڑھنے کی اِجازت مانگی۔

Marfat.com

جب وہ اِس شعر پر پہنچے :

؎ کشتگانِ خنجرِ تسلیم را

ہر زمانِ از غیب جانِ دیگر اَست

(ترجمہ: "تیری راہِ رضا کے مقتولوں کو ہر زمانے میں ایک نئی زندگی ملتی ہے")

قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وَجد اس قدر شدید ہُوا کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ آپ کے ساتھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اسی بے ہوشی کی حالت میں گھر لے گئے، اور ساتھ ساتھ قوال بھی ہمراہ رہے، کیونکہ اُن سے تقاضہ تھا کہ وہ اُن اشعار کو دہراتے رہیں۔ قطب صاحبؒ کی حالت ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بگڑتی گئی۔ آپ کا جسم ۱۰ ، ۱۰ فُٹ تک اُچھلتا رہا، اور پھر نیچے گرتا رہا۔ جسم کا ہر ایک حِصّہ تڑپتا رہا۔ آپ کے جسم کے رُوئیں، رُوئیں سے ہر ایک "اللہ"، کی صدا نکلتے سُن سکتا تھا۔ پھر آپ کے جسم کے ہر حصّے سے خُون بہنا شروع ہُوا، فرش پر ٹپکنے والے خون کے ہر قطرے سے لفظ "اللہ" بنتا اور اُس سے لفظ "سُبحان اللہ" سُنائی دیتا۔ اور درمیانی وقفوں میں آپ دوبارہ بے ہوشی کا شکار ہو جاتے۔ لیکن اِس تمام عرصے میں آپ کی کوئی بھی نماز قضاء نہیں ہوئی۔ پھر قوّال کہتے : "کشتگانِ خنجر تسلیم را"، تو آپ کی سانس رُک جاتی۔ لیکن جب دوسرا شعر: "ہر زمان از غیب جانِ دیگر اَست"

Marfat.com

پڑھا جاتا تو آپ کی سانس دوبارہ لوٹ آتی۔

یہ ہجری سال ۶۳۴ھ کی ۱۴ ربیع الاوّل کی تاریخ تھی، جب اِس شہیدِ محبّت کا سَر اُن کے دوست، حضرت حمید الدّین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں تھا، کہ آپ کی حالت انتہائی خراب ہوگئی۔ آپ سے خلافت کے بارے میں آپ کی وصیّت دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ: "وہ خرقہ جو مجھے میرے مُرشد حضرت خواجہ معینُ الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عصاء، نعلین اور مُصلّح کے ساتھ، عطا کیا تھا، وہ شیخ فرید الدّین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو بھیج دیا جائے۔"

پھر جب قوّالوں نے پہلا شعر پڑھا تو اُنکو دوسرا مصرعہ پڑھنے سے روک دیا گیا۔ (اَب) اللہ کے ولی کو دوسرے مصرعے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ اُن کا (حقیقی) دوست وہاں آن موجود تھا اُنہیں ہمیشہ والی نئی زندگی عطا کرنے کے لئے، جس کے لئے حضرت قطبُ الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ تقاضہ کر رہے تھے۔ عام لوگ اور اولیاء دہلی میں جمع ہونا شروع ہوگئے۔ مولانا سعید صاحب نے اِس موقع پر اعلان کیا کہ یہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وصیّت ہے کہ اُنکی نمازِ جنازہ وہ شخص پڑھائے گا جس نے زندگی بھر خود کو زنا سے بچایا ہو، اور جس نے کبھی بھی عصر کی نماز اور

Marfat.com

پہلی تکبیر نہیں چھوڑی ہو۔ اُس وقت تک سلطان التمش بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ مجمعے پر خاموشی طاری تھی اور کوئی امامت کیلئے آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔ پھر سُلطان التمش آگے بڑھا اور فرمایا کہ: "میں یہ بات کسی پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا، لیکن قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرا راز فاش کر دیا۔ میں ہی وہ شخص ہوں جس میں یہ صفات ہیں۔" تو اِس طرح یہ سُلطان التمش تھے جنہوں نے اللہ کے اس ولی کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

شیخ بدر الدّین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: "قطب صاحبؒ کی رحلت سے تھوڑی دیر پہلے مجھے تھوڑی دیر کے لئے اُونگ آگئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ سے اُٹھے، مُسکرائے اور مُجھ سے یہ فرماتے ہُوئے آسمان کی طرف چلنا شروع ہوئے، 'بدرُ الدّین! اَولیاءَ اللہ مَرتے نہیں، بلکہ جہاں چاہیں وہاں رہتے ہیں، اور جہاں چاہیں وہاں جاتے ہیں۔' جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ خواجہ صاحبؒ کا وِصال ہو چکا تھا۔"

اے اُمتِ محمدی! اللہ کے عاشقوں کی کہانیاں کبھی ختم نہیں ہوتیں۔ ایک سچّا عاشق ہر وقت اور ہر زمانے میں پایا جائے گا۔ اپنا دِل اللہ کے حوالے کریں اور پھر اُس کے رنگ،

Marfat.com

اس کا جلوہ، اس کا کرم دیکھیں۔

اللہ کی رحمت ہو تمام شہیدانِ محبت پر، بے شک وہ زندہ ہیں اور کبھی نہیں مرتے۔

آمین!

ثم آمین

Marfat.com

۱۵ ر فروری ۲۰۱۳ء (۲۶۶)
۴ ر ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، جو اعلیٰ ہے، جس کا نام اور عظمت اُس کی صفات ہیں۔ وہ حاکم ہے ہر ایک ذرّے کا جو کبھی بھی پیدا کیا گیا ہے۔

دُرود و سلام ساتوں آسمانوں کے بدرُ الدّجیٰ پر۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مُبارک "نُور" کے ساتھ لوحِ محفوظ میں کندا ہے۔

☆

رحمت، برکتیں اور سلام ہیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو تمام عارفی نُوریوں پر جو محبّت اور اَدب کے طالبین ہیں۔ یقیناً یہ علمِ الٰہی کے بنیادی عناصر ہیں۔

ہر مومن کی زبان پر ایک عام سوال ہے کہ: "یہ دُنیا کہاں جا رہی ہے؟ اتنی بے چینی اور بوکھلاہٹ کیوں ہے؟ ایسا لگتا ہے کہ ہر ایک بھاگ رہا ہے، قریب آنے والے دوسرے

Marfat.com

شخص سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ حساس جذبے کہاں گئے ؛ ایسے تمام (حساس) دِل کہاں غائب ہو گئے ؟"

اللہ کے عاشقوں میں سے چند ایسے ہیں جو ماضی میں ہوتے تھے، اُن وقتوں میں جب محبّت اور سکون موجود تھے، جب احترام تھا، بے غرضی تھی۔ وہی تھے اچھّے زمانے! وہ آسان تر وقتوں میں رہتے تھے، آسانی سے اپنی مذہبی اقدار کی پیروی کر سکتے تھے، لیکن وہ سب لوگ جو آج کل کے مشکل وقتوں میں اپنی مذہبی قدروں کی پاسداری کرتے ہیں، وہ اللہ کے قریب تر ہیں۔ اُن کے انعامات بھی بے انتہا ہیں۔ اس زمانے میں کیا ہوا ایک اچھا عمل آپ کے پروردگار کی زیادہ خوشنودی کا باعث ہے اور ایسے راست باز لوگ اللہ کے زیادہ قریب ہو جاتے ہیں۔

اس کو ایک مثال کے ذریعے سمجھیئے۔ فرض کیجیے کہ سماج کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے دو لڑکے ہیں۔ ایک کا تعلق ایک امیر گھرانے سے ہے، جسے تمام سہولیات حاصل ہیں۔ اُسے بہترین اسکول اور اساتذہ کی سہولت حاصل ہے۔ بڑی شان سے اُسے تعلیم دلائی جاتی ہے۔ اور دوسرا لڑکا اگرچہ اچھّی تعلیم کا خواہش مند ہے، لیکن اُس کے لئے اُس کے پاس پیسے

Marfat.com

نہیں ۔ وہ ایک بتّی کی روشنی میں بیٹھ کر پرانی کتابوں کے ذریعے پڑھتا ہے ، لیکن پھر بھی اُس کے دل میں عزم ہے ۔ کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کون زندگی میں کامیاب ہوگا اور کون حاصل کردہ اپنی تعلیم کی قدر کرے گا ؟ وقت نے دکھا دیا ہے کہ کم وسائل والے گھرانوں کے بچّے عام طور پر زندگی میں زیادہ مقامات حاصل کرتے ہیں ۔ اِس میں اصل معاملہ یہ ہے کہ ایسے لوگ اپنی دُھن کے کتنے پکّے ہیں ۔

یہی حال آج کل کے لوگوں کا ہے ۔ اگر وقت مشکل ہے ، اُن کے اطراف کے لوگوں کے خیالات مختلف ہیں ، اور وقت بھی کم ہے ، پھر بھی اگر عزم و ہمّت موجود ہو اور اُنکے دل سلامت ہیں ، تو بِلا شُبہ ایسے لوگ نوازے جائیں گے؛ یقیناً اُنہیں اُس ذرّہ بھر اطاعت کے بدلے جو وہ اللہ کے لئے کرتے ہیں ، خیرِ کثیر ملے گا ۔

تو یہ اللہ کے عاشقوں کے لئے خوشخبری ہے ۔ مشکل حالات کے بارے میں نہ سوچیں ۔ بس یہ سوچیں کہ اپنے اللہ کو کس طرح راضی کیا جائے ۔ بس اُس کے آگے اپنا سر جُھکایئے ، اور اُس شغلِ حق میں مشغول رہیں جو اولیاءاللہ کیا کرتے تھے ۔ اُن کی توجّہ کوئی ہٹا نہیں سکتا اور اُنہیں راہِ سلوک سے بھٹکا نہیں سکتا ۔

Marfat.com

اللہ کے عاشقوں کا یہی حُسن تھا۔

آیئے! اللہ کے ایک اور خوبصورت عاشق کی بات کرتے ہیں جو ہر وقت اللہ کی رضا میں راضی رہتے تھے اور جو اپنی زندگی تسلیم، عاجزی اور اپنے اللہ کی اطاعت میں گزارتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے اوراق میں حضرت میاں میر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام ایک بہت بڑے ولی کے طور پر مرقوم ہے۔ حالانکہ اِس ولی کی عظمت کی جانچ زبانی یا کلامی طور سے کوئی نہیں کر سکتا ہے۔

شہزادہ محمد دارا شکوہ اپنی کتاب "سفینۃ الاولیاء" میں لکھتے ہیں کہ: "یہ بزرگ ۹۳۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور خود حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق: "جب میری ماں کے یہاں پہلے بیٹے کی ولادت ہوئی، تو انہوں نے اپنے کشف و کرامت سے معلوم کیا کہ اُن کا یہ بیٹا عرفان کے بلند مقامات تک پہنچے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک روز انہوں نے تہجّد کے وقت دُعا مانگی کہ: "اے اللہ! مجھے ایک ایسا بیٹا عطا کر جو ایک کامل عارف ہو اور جو ہر وقت عبادت و ریاضت میں رہے!" جب وہ یہ کہہ رہی تھیں تو ایک غیبی آواز سنائی دی: "آپ نے ہم سے ایک بیٹا طلب کیا ہے۔ ہم آپ کو ایک بیٹا، اور

Marfat.com

ایک بیٹی عطا کریں گے ، یکساں خوبیوں والے جن کا آپ نے تقاضہ کیا ہے ۔" تو اس طرح حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی ۔ آپ کے ۴ بھائی اور ۲ بہنیں تھیں ۔ آپ کی ایک بہن، بی بی جمال رحمۃ اللہ علیہا بھی اپنے وقت کی مادر زاد وَلیہ اور صاحبِ کرامت بزرگ خاتون تھیں ۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ نسب اَٹھائیس (۲۸) واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے جا ملتا ہے ۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت یتیم ہوئے جب آپ کی عُمر ابھی صرف ۷ سال کی تھی ۔ آپ کی والدہ علمِ باطنی میں آپ کی مُعلّمہ تھیں ، لیکن جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۱۲ برس کی ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس دُنیا سے علیحدہ کیا گیا ۔ آپ نے اپنی والدہ سے اجازت لی اور جنگلوں ، صحراؤں اور باغات میں گھومنا شروع کیا ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حق کی تلاش تھی ، جس کے بغیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو کوئی قرار نہیں تھا ۔ وقت گزرنے کے ساتھ آپ کی ریاضتوں اور مجاہدات میں شدّتِ آتی رہی ۔ آپ سیوستان کے پہاڑوں میں گھومتے رہے ۔ ایک دن حضرت شیخ خضر رحمۃ اللہ علیہ ، جو کہ سلسلۂ عالیہ قادریہ کے بزرگ تھے ، حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے ملے ۔ اس بزرگ نے اُن پہاڑوں میں کافی عرصہ گزارا تھا ۔ وہ ایسی

Marfat.com

حالت میں رہتے تھے کہ اُن کے پاس بمشکل ایک کوُزا، اور ایک بوریا تھے۔ سردیوں میں وہ لکڑی جلا کر ایک تنور گرم رکھتے تھے اور اُس میں رہا کرتے تھے۔ جب حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اُس جگہ پہنچے تو اُس وقت وہ بزرگ کہیں گئے ہوئے تھے۔ تین دنوں تک حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں انتظار کیا، حالانکہ اُس وقت وہاں بہت سردی تھی، لیکن پھر بھی آپ نے تنور میں بیٹھنے سے گریز کیا، کیونکہ آپ نے سوچا کہ اُس میں بیٹھنا بے ادبی ہوگی، کیونکہ وہ کسی بزرگ کا مسکن دکھائی دیتا تھا۔ تین دن کے بعد حضرت شیخ خضر سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ لوٹ آئے۔ اگرچہ وہ پہلی بار مل رہے تھے، لیکن اُن بزرگ نے آپ کا نام لیکر سلام کرتے ہوئے کہا: "السلام علیکم یا میر محمد۔" یہ سُن کر حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ فوراً اُن بزرگ کے مقام کو سمجھ گئے۔ آپ نے جواب دیا: "حضور، میں یہاں تین روز سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔" حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے محسوس کیا کہ مرشد کے لئے اُن کی تلاش ختم ہوگئی تھی اور انہوں نے ایک مُرشدِ کامل پالیا تھا۔ یہ اس بزرگ کی بعیت اور نظرِ فیض کا اثر تھا کہ آپ کا ہر دِن اور ہر رات شغلِ حق میں گزرا اُس وقت تک کہ آپ درجۂ کمال کو پہنچے۔

Marfat.com

حضرت میاں میر محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ جانتے تھے کہ صرف یہ کہہ دینا،
"مجھے آپ سے محبّت ہے" راہِ حق میں کافی نہیں ہے۔ یہ راہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو جانتے ہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور جو ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر ثابت کرتے ہیں جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

★ "حق کی طلب آسان نہیں جب تک تم اُس کی طلب میں یگانہ نہ ہو جاؤ گے اُسے نہیں پا سکو گے۔"

★ "جس کا اللہ ہو وہ فقیر نہیں۔"

★ "کامل صُوفی وہ ہے جس کی نظر میں پتھر اور جواہر یکساں ہوں۔"

بعد میں آپ نے کئی اور سال جنگلوں اور ویرانوں میں چند اَولیاءِ کرام کے مزارات پر گزارے۔ جب آپ سرہند میں رہ رہے تھے تو اُس دوران سخت بیمار پڑ گئے اور گھٹنے شدید درد کا شکار ہو گئے۔ وہاں حاجی نعمت اللہ سرہندیؒ موجود تھے، جنہوں نے آپ کی بڑی تیمارداری کی اور خود کو دلی کی طرف وقف کیا۔ انعام کے طور پر حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو اپنے ایک ہفتے کا فیض عطا کیا۔ حاجی نعمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو کمال کا ایک بلند درجہ عطا کیا گیا۔ اپنی بیماری کے دوران حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے غوثِ اعظم میراں محی الدین حضرت شیخ

Marfat.com

عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اپنا سلام بھیجا، اور اُس دِن غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت خضر رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ، حضرت میاں میرؒ کو دیکھنے تشریف لائے اور آپ کی صحت کے لئے دُعا فرمائی۔ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پھر حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے جسمِ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا اور آپ کو ایک پیالہ پانی پینے کے لئے دیا۔ جب حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے اُس پیالی میں سے ایک گھونٹ پیا تو آپ کی تمام تکلیفیں اور بیماری غائب ہوگئیں۔ حضرت میاں میرؒ پھر لاہور کے لئے چل دیئے، لیکن اس بار آپ کا فیض ہر خاص و عام کے لئے تھا۔

یہ ہی طریق ہے اکثر اولیاء اللہ کا۔ بغیر کسی دنیاوی رکاوٹ کے دُنیا سے ابتدائی کنارہ کشی اُنہیں روحانی قوّت فراہم کرتی ہے۔ ایسا بھی نہیں کہ اللہ کے عاشقوں کی توجّہ ہٹائی جاسکتی ہے، لیکن اکثر لوگ روحانی بھیدوں اور تجلّیات کو جذب کرتے ہوئے مغلوب ہوسکتے ہیں۔ دنیا سے دوری اُنہیں یکسوئی اور کامل عقیدت مندی عطا کرتی ہے، جو راہِ سلوک میں انتہائی ضروری ہیں۔ جب تک کوئی ولی اپنے نفس پر پاؤں رکھ کر اُسے پامال نہیں کرتا، اُسے رُوحانیت میں کوئی بلند مقام حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا تھا کہ :

Marfat.com

"اولیاء کی موت اُن کے نفس کا مارنا ہے، اور جب اُن کا نفس مَر جاتا ہے، تو پھر وہ ابدالآباد تک زندہ ہی رہتے ہیں۔"

جب حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات زبانِ زدِ عام ہوئے۔ بادشاہ جہانگیر بھی اس ولی کے دیدار کے مشتاق ہوئے۔ اِس ملاقات کے دوران بادشاہ بہت متاثر ہوئے اور کہا: "جو کچھ سَلطنت کا زَر و مَال اور جواہر ہیں، وہ میری نظر میں اینٹ، پتّھر کے برابر ہے، اگر آپ توجہ فرمادیں تو میں دنیاوی تعلقات کو چھوڑ دوں۔" اس کے جواب میں اللہ کے ولی نے فرمایا: "تم پہلے اپنے جیسا خلقت کی نگہبانی کے لئے کوئی شخص مُہیّا کرلو۔ پھر میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاکر مشغول کردوں گا۔" یہ سُن کر جہانگیر بادشاہ بہت خوش ہوا اور ولی سے پوچھا: "اگر آپ کی کوئی ضرورت ہو تو مجھے بتا دیجئے۔" حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "کیا آپ مجھے وہ دیں گے جو میں طلب کروں گا؟" بادشاہ نے جواب دیا۔ "جی ہاں۔" پھر حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "تو میں آپ سے رخصت طلب کرتا ہوں۔" اس پر بادشاہ نے آپ کو بڑے عزّت واحترام سے رخصت کیا۔

حتّٰی کہ شاہ جہاں بادشاہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر متاثر تھا کہ ایک بار کہا: "ہم نے ترک وتجرید میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

جیسا کوئی درویش نہیں دیکھا۔"

ایک مرتبہ بادشاہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدہ پر گئے۔ ملاقات کے بعد کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ بادشاہ کے ساتھ آپ کی ملاقات کیسی رہی، تو آپ نے جواب دیا: "بادشاہ فردِ کامل اور مظہرِ خاص ہوتے ہیں، لیکن اُن کی آمد و رفت اور بات چیت سے مجھے کسی طرح کا فرق نہیں آیا کیونکہ میں جس کام میں مشغول تھا، اُسی میں مشغول رہا۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تجرید ایسی تھی کہ ایک مرتبہ آپ نے چلنے کے لئے لاٹھی کا سہارا لیا، لیکن صرف دو یا تین قدم چلنے کے بعد آپ نے لاٹھی پھینک کر فرمایا، "وہ شخص عصاء کا سہارا کیوں لے جس نے حق سُبحانہٗ تعالیٰ کا سہارا لیا ہے۔"

آپ کا توکل ایسا تھا کہ رات کے وقت آپ اپنے کوزے کا پانی گرا دیا کرتے تھے۔ آپ کا فقر و فاقہ ایسا تھا کہ ۳۰ سال تک آپ نے اپنے گھر میں کوئی چیز نہیں پکائی۔ آپ کی خوراک نہایت کم تھی اور آپ کے گھر میں بس ایک پرانی بوریا تھی۔ آپ کا زیادہ تر وقت استغراق میں گزرتا۔ اِس عظیم بزرگ کی بے شمار کرامتیں ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک ولی کرامات پر انحصار نہیں کرتا۔ اُن کی باطنی نورانیت اُن کے لئے یا اُن کے

Marfat.com

اطراف والوں کے لئے کافی ہے۔ لیکن کبھی کبھی اللہ اپنی نشانیاں اپنے اَولیاء کے ذریعے دکھانا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنکے کشف و کرامت دوسروں کو دکھائی دیتے ہیں۔

شہزادہ داراشیکوہ اپنی کتاب سفینۃ الاَولیآء میں لکھتے ہیں:
''میرے ظاہری علوم کے استاد، شیخ اَخوند میرک رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے زاہد بزرگ تھے اور ہمیشہ راست باز تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے شہزادے سے کہا: ''آج میرا ارادہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کا ہے''۔ شہزادے نے کہا کہ وہ ضرور جائیں، لیکن اپنے ساتھ شہزادے کا ایک رُقعہ بھی لے جائیں جس میں ولی کے لئے کوئی پیغام ہے۔ شہزادہ داراشیکوہ نے کاغذ کے ایک پُرزے پر پیغام تحریر کرکے اپنے اُستاد کے حوالے کیا جنہوں نے اپنے دستار کے اندر رکھ لیا جو اُن کے سَر پر تھا۔ بعد میں بزرگ استاد نے شہزادے کو اپنی ملاقات کے بارے میں بتایا۔ انہوں نے کہا کہ ولی اُن سے بڑے احترام سے ملے۔ حضرت اُخوند میرکؒ، حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اتنے منہمک رہے کہ اُنہیں شہزادے کے رُقعے والی بات یاد ہی نہیں رہی۔ جب رخصت لینے کا وقت آیا تو اُستاد کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت میاں میرؒ نے تو اُنہیں کوئی کرامت دکھائی ہی نہیں۔ اُسی لمحے حضرت میاں میرؒ

Marfat.com

نے دستِ مبارک اُٹھایا اور شہزادہ داراشیکوہ کا خط اُستاد کی پگڑی میں سے نکال لیا اور اُسے لفظ بہ لفظ پڑھ لیا۔ پھر آپؒ نے حضرت اخوند رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ: "اَخوند میرک صاحب! سنائیے، یہ میرے لئے ضروری نہیں کہ میں آپ کو کوئی کرامت دکھاؤں۔ میرا ارادہ کوئی کرامت دکھانے کا نہیں تھا اور کرامت کا اظہار کرنا عارفین کے لئے نہایت آسان ہے۔"

ایک اور کرامت بھی حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی آپ کے مُرید شیخ عبدالواحد نبسیانی نے روایت کی ہے، جنھوں نے اکیس[21] سال دلی کے ساتھ گزارے تھے۔ فرمایا کہ: ایک مرتبہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ مرزا کامران باغ میں بیٹھے ہوئے تھے، جو دریائے راوی کے کنارے پر واقع تھا۔ آپ نے اپنے پاؤں پَسارے ہوئے تھے کیونکہ اُن میں دَرد تھا، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ آرام کر رہے تھے۔ مُرید آپ کے پاؤں دَبا رہے تھے۔ عین اُسی وقت ایک بڑا کالا سانپ کہیں سے نکل آیا۔ جب مُرید نے اُسے دیکھا تو اُس نے فوری طور پر دلی کو بتایا کہ ایک کالا سانپ اُن کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لیکن اُس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب حضرت میاں میرؒ نے اُس سے کہا کہ: "اُسے آجانے دو۔" اور جب سانپ قریب آیا تو آپؒ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ سانپ بھی کنڈلی مار

Marfat.com

کے بیٹھ گیا۔ ایسا لگا جیسے اُس نے کچھ کہا۔ حضرت میاں میرؒ نے فرمایا: "ٹھیک ہے، بہتر ہے۔" اس کے بعد سانپ نے تین بار ولی کا طواف کیا اور پھر چلا گیا۔ مُرید نے حضرت میاں میرؒ سے پوچھا کہ: "سانپ کیا کہہ رہا تھا؟" حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ: "سانپ کہہ رہا تھا کہ: جب کبھی بھی میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کے گِرد چکر لگاؤں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے گرد طواف کر لوں؟" اِس لئے میں نے کہا: ٹھیک ہے، بہتر ہے: جس کا مطلب تھا کہ تمہیں اجازت ہے۔"

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کو قربِ حق حاصل کرنے کا سبق سیکھایا۔ آپ نے ایک سالِک کو مانگنے کا طریقہ سیکھایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ: "حق کا طلب آسان قِصّہ نہیں۔ اِس طلب کے لئے کائنات سے بیگانہ ہو کر یگانہ ہونے کی ضرورت ہے۔ ایک کے لئے، ایک جو جائے تو ایک خدا مل سکتا ہے۔ مکان ایک ہے، اور دروازہ بھی اُس کا ایک ہے، اور دِل بھی ایک ہے۔ ایک چیز کو ایک ہی میں سَما سکتے ہیں۔

اے اُمّتِ محمّدی! وہ جو دردِ محبّت میں مبتلا ہیں، جو منزِل کی جانب چلنا جانتے ہیں، اور جو جانتے ہیں کہ بسا اوقات

Marfat.com

منزل خود ہی سالک کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتی ہے بلاشُبہ یہ ایسے لوگ ہیں جو خود کو حوالے کرتے ہیں، اپنی دُوئی کو ختم کرتے ہیں تاکہ وہ اَحدیت کی مٹھاس کو چکھ سکیں۔ بے شک وہ عاشقین جو اِس شیرنی کو چکھتے ہیں، وہ اپنے ظاہری وجود کو اُتار کر نورالحق کے آگے دل کے نُور کے ساتھ سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ یہ وہ خاص لوگ ہیں جو کبھی پیاسے نہیں رہتے، کیونکہ یہ کبھی گمراہ نہیں ہوں گے۔

اللہ کی محبت اور رحمت اُس کے عاشقان پر ہر وقت برستی رہیں، اور ہمیں اُن سے محبت کرنے اور اُن کا احترام کرنے کی توفیق دے۔

آمین!

ثم آمین

Marfat.com

۲۲ , فروری ۲۰۱۳ء
۱۱ , ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

گیارہویں شریف

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کا نور وہ روشنی ہے جو دُنیا کی ظلمت کو جگمگاتا ہے۔ یہ وہ ہے جو دلوں کو جانتا ہے اور اُن دِلوں پر کرم کرتا ہے جو سچّے ہیں۔ بے شک محبّت صرف اُن دلوں میں پروان چڑھتی ہے جن پر رحمت برستی ہے۔

دُرود شریف بڑی شان والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر؛ وہ جن کا نور اُن سب میں موجود ہے جو پیدا کئے گئے ہیں۔ بے شک نورِ محمدیؐ قلبِ الٰہی سے لیا گیا ہے۔

ھُو

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے ہیں۔ سلامتی ہو ان پر جو ہر وقت **نُورِ نبی** کے متمنّی ہیں اور جو اسے اپنے دلوں کا حصّہ بنانے کے آرزومند ہیں۔

روحانیت کی کئی تہہ ہیں جو نہ صرف اس دنیا کا اِحاطہ کئے ہوئے ہیں، بلکہ پوری کائنات پر بھی محیط ہیں۔ ہر تہہ نچلی والی تہہ سے مضبوط تر ہے، اور اُس کا حصُول بھی اتنا ہی مشکل

Marfat.com

ہے۔ سب سے نچلی تہہ اُمتِ محمدی کے تمام مسلمانوں کو حاصل ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو بھی کہتا ہے " اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه ": وہ اَن دیکھے علاقوں میں داخل ہوتا ہے۔ اب یہ ہر ایک شخص کی انفرادی کوششوں پر ہے کہ وہ کس طرح اپنے فرض اور نوافل کو ادا کرتا ہے جو اُسے دوسری تہہ کی طرف اُوپر کھینچتے ہیں۔

صرف انبیاء کو اُن تمام تہوں تک رسائی حاصل ہے جو تمام عالمین میں موجود ہیں۔ اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جنہیں عالمین سے آگے تک بھی رسائی حاصل تھی۔

جب آپ عالمِ غیب میں داخل ہوتے ہیں تو پھر آپ کے لئے اوپر جانے کے لئے کوئی رُکاوٹ نہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ اللہ سے سچے دل سے مانگیں، اور پھر اس کے لئے محنت سے کام کریں۔ ایک مشہور حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ہی ارشاد فرمایا ہے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد کئی صحابہ جمع تھے۔ اس مجمع میں ایک نوجوان، جو سفید لباس میں تھا، آکر ظاہر ہوا۔ وہ دراصل حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اُس نوجوان نے دین کے مختلف مرحلوں سے متعلق تین (۳) سوالات کئے۔ اِس کے جواب میں

Marfat.com

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے تین (۳) مرحلے اس طرح بیان فرمائے: ① اَلْاِسْلَام ، جو رضا کرانا تسلیم ہے؛ ② اَلْاِیْمَان ، یعنی عقیدہ ؛ ③ اَلْاِحْسَان ، یعنی کامل نیکی ، کامل فضیلت ۔ اسلام کی تشریح کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ اس میں پانچ ستونوں کا احترام شامل ہے ؛ یعنی شہادت ، نماز ، روزہ ، زکوٰۃ اور حج ۔ یہ تسلیم و رضا کا ظاہری مذہب ہے ۔ دوسرا مرحلہ ایمان کا ہے جو ایک اعلیٰ تر مقام ہے ۔ یہ تسلیم کا آسان عمل نہیں ہے ، بلکہ یہ ایک رحمت ہے جو دل میں اُترتی ہے اور دین کی بنیادوں کو تسلیم کراتی ہے ، اور داخلی طور اُن پر وضاحت اور صراحت سے عمل کراتی ہے ۔ جہاں تک تیسرے مرحلے کا تعلق ہے ، اس میں پوری جسمانی اور روحانی سپردگی درکار ہوتی ہے ۔ اس میں نہ فقط تسلیم کے خارجی احترام یا داخلی عقیدے کی ضرورت ہے ، بلکہ دنیا کے تفکرات سے ہر وقت لاتعلقی بھی ضروری ہے ۔ وہ شخص جو احسان کے اس مقام پر پہنچتا ہے ، وہ ایک طرح سے اپنے آپے میں نہیں رہتا ۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "وہ اللہ سے ایسی محبت کرتا ہے کہ وہ اللہ کو دیکھتا ہے ، ورنہ اللہ پاک تو اُسے دیکھتا ہی ہے ۔ وہ شخص جو احسان کے مقام پر ہے ، (وہ) مسلمان حقیقتاً زمین پر اللہ کا نائب ہے ۔ وہ تخلیق

Marfat.com

کے اُس کامل حُسن کو دوبارہ پالیتا ہے جس میں اُسے پیدا کیا گیا تھا کیونکہ اُس کا دِل ایک خوب شفاف آئینہ کے مانند ہے جس میں نورانیت جھلکتی ہے۔ ایسے لوگ واقعی اللہ کی رحمت ہیں اِس دنیا کے لئے۔ اور جب اُمّتِ محمدی کے یہ قیمتی جواہرات ہمیں نظر آتے ہیں، تو ہمیں اِن میں کئی ایسے خوبصورت نگینے نظر آتے ہیں جن کی اپنی الگ چمک دمک ہوتی ہے۔

لیکن اِن تمام جواہر میں ایک کوہِ نور ہیرا ہے جو اتنی زبردست چمک کا حامل ہے کہ جو بھی اس کے قریب آتا ہے، وہ خود بھی ہیرا بن جاتا ہے۔

ے به بسم اللہ کنم آغاز مدح شاہِ جیلانی
کہ بر قدش درست آید قبائے اعظم الثانی

آج اس محفل کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں اُس کوہِ نور ہیرے کا ذکرِ اقدس ہو رہا ہے جنہیں محبوبِ سُبحانی، قُطبِ رَبّانی، غوثِ سُبحانی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

"کیا شان ہے آج کی محفل کی! کیا نور ہے آج کے ذکر کا!"

یہ محترم ولی، جیلان میں پیدا ہوئے۔ یہ مقدس ہستی اہلِ رسُول تھے۔ آپ کے والد سید ابُوصالح موسیٰ کا نسب حضرت

Marfat.com

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے اور آپ کی والدہ ، اُمّ الخیر اُمتہ الجبار فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کا نسب اِمام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔

جب کبھی بھی آپ اللہ کے ولیوں کی زندگیوں میں جھانکتے ہیں ، آپ کو اُن میں اللہ کی رحمتوں کی جھلکیاں نظر آئیں گی جو اُن پر ابتداء ہی سے برسائی گئی ہوں گیں ، اور کبھی کبھی تو یہ اُن کے گھروں میں بھی دکھائی دیتی ہیں ۔ کہتے ہیں کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نانا بھی ایک صاحبِ کرامت ولی تھے ۔ ایک مرتبہ اُن کے قبیلے کے کچھ افراد تجارت کا کچھ مال ثمرقند کی طرف لے جا رہے تھے کہ راستے میں رہزنوں (لٹیرے) کے ایک گروہ نے کارواں پر حملہ کر دیا ۔ انہوں نے پریشانی میں غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا کا نام پکارا ، یعنی حضرت شیخ عبد اللہ قزوینی کا ۔ جیسے ہی اُن لوگوں نے اُن کا نام پکارا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ انہوں نے شیخ کو اپنے درمیان کھڑے پایا جو فرما رہے تھے : " ہمارا پروردگار پاک و بے عیب ہے ، اے سوارو ! ہم سے دُور ہو جاؤ ۔" یہ سُنتے ہی رہزن بھاگ کھڑے ہوئے ۔

آپ کی پھوپھی ، سیدہ عائشہ رحمۃ اللہ علیہا بھی ایک زاہدہ تھیں ۔ ایک مرتبہ ایسا قحط پڑا کہ نمازِ استسقاء کے باوجود بارش کے کوئی آثار دکھائی نہ دیتے تھے ۔ جب قحط شدید ہوا تو لوگ اِس

Marfat.com

ولیہ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے صحن میں گئیں اور فرش پر جھاڑو پھیرا۔ پھر دُعا مانگی: "اے میرے مولی! جھاڑو تو میں نے دے دیا، چھڑکاؤ تو کر دے:" اتنا کہنا تھا کہ بارش شروع ہوگئی اور یوں قحط کا خاتمہ ہوا۔

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد سید ابُوصالح رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک نہایت پرہیز گار اور متقی انسان تھے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ایک دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو پانی پر ایک سیب تیرتا نظر آیا۔ چونکہ آپ کئی دنوں کے بھُوکے تھے، آپ نے وہ سیب اٹھا کر کھالیا۔ بعد میں آپ کو احساس ہوا کہ یہ سیب کسی کی ملکیت ضرور ہوگا۔ اس لئے آپ اُس کے مالک کی تلاش میں نکلے اور حضرت عبداللہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کے باغ میں پہنچے۔ آپ نے اُن بزرگ سے معافی مانگی، جنہوں نے فوراً ہی اندازہ لگایا کہ یہ شخص اللہ کا عاشق ہے۔ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ اُنہیں اُس وقت تک معاف نہیں کریں گے جب تک وہ ۱۲ سال اُن کے پاس کام نہیں کریں گے۔ جب یہ وقت ختم ہوا تو اُس بزرگ نے ایک اور شرط لگا دی جو بہت ہی غیر معمولی تھی۔ انھوں نے کہا: "میں آپ کے سیب کھانے کو اس شرط پر معاف کروں گا جب آپ میری بیٹی سے شادی کریں

Marfat.com

گے جس میں ۴ عیب ہیں : وہ آنکھوں سے اندھی ہے ، کانوں سے بہری ہے ، اُس کے ہاتھ پاؤں نہیں ہیں (لنگڑی لولی ہے)۔ آپ کو اُسے قبول کرنا ہوگا۔" حضرت ابُوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شرط بھی قبول کرلی ۔ نکاح کے بعد جب آپ نے دلہن کو دیکھا تو آپ کو یہ دیکھ کر بے حد حیرت ہوئی کہ وہ تو بے انتہا حَسین تھیں ، جن میں کوئی عیب نہیں تھا ۔ آپ نے اپنے سُسر کو بتایا کہ :" لگتا ہے کہ کوئی غلطی ہوئی ہے ۔ بیوی اس طرح نہیں ہے جس طرح آپ نے بتایا تھا ۔" اس پر لڑکی کے والد نے مُسکرا کر فرمایا : "میں نے جو اپنی لڑکی کی صفات بیان کی تھیں ، وہ سب صحیح ہیں ۔ نامحرم کے لئے اُس کی آنکھیں اندھی ہیں ، غیرحق بات سننے کے لئے اُس کے کان بہرے ہیں ۔ کسی غیر محرم کے چھُونے کے لئے اُس کے ہاتھ لنجے ہیں ۔ اور تمہارے حکم کے خلاف قدم اُٹھانے کیلئے اُسکے پاؤں لنگڑے ہیں ۔" ایسے تھے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے والدین ۔

یہ ہجری سال ۴۷۱ھ کی پہلی رمضان تھی جس رات !

ے غوثِ دین ، بحرِ کرامت کے گھر سے پیدا ہوئے
واہ کیا چراغِ نبوّت پر قمر پیدا ہوئے
حُسنِ یوسف ، خُلقِ احمد اور شجاعتِ حیدری
وصف تھے جتنے سو اُن میں سر بسر پیدا ہوئے

Marfat.com

غوثُ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ولادت کی رات آپ کے والد نے خواب میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جنہوں نے آپ کو بشارت دی: "اے ابو صالح! تجھ کو اللہ تعالیٰ نے فرزندِ صالح عطا فرمایا ہے۔ وہ میرے بیٹے کی طرح ہے، میرا اور عزّوجل کا محبوب ہے۔ اَولیآء و اَقطاب میں اُس کا مرتبہ عالیٰ ہے۔"

دوسری عجیب بات یہ ہوئی کہ اُس رات پُورے جیلان صُوبے میں کوئی لڑکی پیدا نہیں ہوئی۔ صرف لڑکے ہی پیدا ہوئے، جن کی تعداد تقریباً گیارہ سو (۱۱۰۰) تھی۔ اور عجیب تر بات یہ ہوئی کہ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی برکت سے اُس رات کو پیدا ہونے والے تمام بچے کامل وَلی بن گئے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مادر زاد ولی تھے، جنہوں نے پیدا ہوتے ہی روزہ رکھنا شروع کیا تھا۔ آپ دُودھ صرف سحری کے وقت پیتے اور افطار کے بعد۔ اِس کے درمیان ایسا لگتا تھا جیسے معصُوم بچہ روزے کی حالت میں تھا۔ یہ خبر اِس قدر مشہور ہوئی کہ اگر (کسی سال) رمضان کا چاند دکھائی دینے پر شک ہوتا، تو وہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی والدہ سے پُوچھتے اور آپ جواب دیا کرتیں کہ: "آج میرے عبدالقادر نے صرف سحری پر دُودھ پیا۔ آج میں سمجھتی ہُوں پہلا روزہ ہے۔"

Marfat.com

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچپن بھی نہایت نرالا تھا، دوسرے بچّوں سے بالکل مختلف۔ آپ کے والد کی وفات کے وقت آپ کم سن تھے۔ آپ اپنے نانا کی نگرانی میں بڑے ہوئے۔ آپ اپنے ہم عمر بچّوں کے ساتھ کبھی نہیں کھیلتے کیونکہ جب کبھی بھی آپ اس کا ارادہ فرماتے تو ایک غیبی آواز آپ کو سُنائی دیتی کہ: "اے خدا کے برکت دیئے ہوئے، اِلیَّ یا مبارک! میری طرف آ۔" اس آواز سے آپ خوفزدہ ہوتے اور بھاگ کر اپنی والدہ کے پاس جاتے۔ جب آپ دس (۱۰) سال کے ہوئے اور مکتب جانا شروع کیا، تو فرشتے آپ کے پیچھے پیچھے چلتے۔ مکتب پہنچنے پر آپ اُن کو یہ کہتے سنتے: "اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو۔ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو۔"

۱۸ سال کی عمر میں آپ نے بغداد کا سفر کیا، ۴۰ دینار کے ساتھ جو آپ کی والدہ نے آپ کی واسکٹ میں سی دیئے تھے۔ اُس سفر کے دوران بھی آپ کی شانِ ولایت کا ایک واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ رہزنوں کے ایک گروہ نے اُس کاروان پر حملہ کیا اور اُسے لوٹا مگر آپ کو نظر انداز کیا آپ کو غریب لڑکا سمجھتے ہُوئے۔ آخر میں ایک ڈاکو نے آپ کے قریب سے گذرتے ہوئے آپ سے ایسے ہی پوچھا کہ کیا اُن کے پاس کچھ ہے دینے کے لئے۔ اس پر

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی والدہ کی یہ نصیحت یاد آئی کہ ہر وقت سچ بولنا، اس لئے آپ نے جواب دیا کہ: "میری واسکٹ میں ۴۰ دینار سِلے ہوئے ہیں۔" اس سے ڈاکو کو بڑی حیرت ہوئی اور وہ لڑکے کو اپنے سردار کے پاس لے گیا۔ سردار کو بھی حیرت ہوئی اور بولا: "آپ نے ہم کو بتایا کیوں؟ آپ آرام سے جھوٹ بول سکتے تھے۔" اِس پر وَلی نے فرمایا: "میں جھوٹ کیوں بولتا جب کہ میری ماں نے مجھے کبھی جھوٹ نہ بولنے کو کہا ہے۔" ان الفاظ نے سردار کے دِل کو چیر دیا، جس نے فوراً ہی کہا: "آہ! تو نے اپنی ماں کا عہد نہ توڑا اور میں کتنے سالوں سے اپنے ربّ کا عہد توڑتا ہوں۔" دوسرے ہی لمحے سردار، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں تھا اور توبہ کے لئے رو رہا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا جب کسی نے اس ولی کے ہاتھوں توبہ کی تھی۔

آپ کی تعلیم کا زمانہ بہت سخت تھا۔ آپ کے پاس صرف ۴۰ دینار تھے، جو زیادہ عرصے نہیں چل سکے۔ دنوں کے دن گزر جاتے جب آپکے منہ میں کوئی کھانا داخل نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ جب کھانے کو کچھ نہ مِلا تو آپ ایوانِ کسریٰ کے قریب ایک ویران جگہ پر گئے، لیکن وہاں آپ نے ۷۰ اولیاء کو جنگلی میوہ یا کھانے کے قابل کوئی اور چیز تلاش کرتے دیکھا۔ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں

Marfat.com

سے حصّہ لینا پسند نہیں فرمایا، اس لئے وہاں سے چلے آئے۔ واپس آتے آپ کو ایک شخص ملے جنہوں نے آپ کو سونے کا ایک ٹکڑا دیا اور کہا کہ، "آپ کی والدہ نے آپ کے لئے دیا ہے۔" اللہ کے ولی فوری طور اُن ۷۰ ولیوں کے پاس پہنچے، اور اُس رقم کو اُن میں تقسیم کرتے ہوئے فرمایا: "یہ میری ماں نے میرے لئے بھیجا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ میں آپ لوگوں کو شریک نہ کروں۔"

ایک اور موقع پر غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی دنوں سے فاقہ میں تھے۔ راستہ چلتے کسی شخص نے آپ کو تہہ شدہ کاغذ دیا۔ ولی نے وہ کاغذ لے کر ایک بقّال (دکاندار) کو جاکر دیا جس نے اُس کے بدلے میں آپ کو ایک روٹی اور کچھ حلوہ دیا، غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ کھانا لے کر ایک ویران مسجد میں گئے۔ آپ سوچ رہے تھے کہ اُسے کھالیں یا نہیں، کہ اُسی لمحے آپ نے پڑا ہوا ایک کاغذ دیکھا جس پر لکھا تھا: "خُدا کے شیروں کو لذّت اور خواہشات سے کیا سروکار؟ یہ تو صرف اُن کے لئے ہے جو کمزور ہیں اور اُنہیں عبادت کے لئے طاقت چاہیئے۔" جیسے ہی آپ نے وہ پڑھا، آپ کے جسم پر لرزا طاری ہوگیا۔ آپ نے کھانے کو وہیں چھوڑا اور دو رکعت نماز پڑھی اور مسجد

Marfat.com

سے باہر نکلے۔"

شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مُشکلات اتنی تھیں کہ اُن کے اپنے مطابق اگر اُن کی جگہ کوئی پہاڑ ہوتا تو اُنکے بوجھ تلے ٹوٹ جاتا۔ ۲۵ سال تک آپ عراق کے جنگلوں اور بیابانوں میں رہے، اور موسموں کی تمام سختیاں جھیلیں، چاہے بارشیں ہوں یا آندھی۔ نہ آپ کسی کو جانتے تھے اور نہ کوئی آپ کو جانتا تھا۔ آپ صرف ایک چھوٹا سا عمامہ اور ایک جُبّہ زیبِ تن کیا کرتے تھے، جو پشم کے سِلے ہوتے۔ اور آپ جوتے بِنا گھومتے تھے۔ آپ دریائے دجلہ کے کنارے اُگے ہُوئے جنگلی پودے کھایا کرتے تھے۔ لوگ آپ کو "مجنون" کہتے۔ آپ کا جسم پتھروں اور سخت روڑوں پر لیٹنے کے باعث خون آلود ہو جاتا۔ کبھی کبھی آپ ایسے بے حرکت ہو جاتے کہ لوگ آپ کو مُردہ سمجھتے لیکن جب آپکو غسل دے کر کفن پہناتے تو آپ زندہ ہو جایا کرتے تھے۔ یہ ایسا تھا کہ جیسے مریضِ عشق پر رحمتِ خدا کا مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دُعا کی۔

شروع میں حضرت خضر علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے، لیکن ایک دن انہوں نے دلی سے کہا کہ ایک جگہ کھڑے رہ کر اُن کا انتظار کریں۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تین سال تک

Marfat.com

انتظار کرتے رہے۔ اُس موقع پر دنیا کی خواہشات اور شیاطین آپ کے سامنے بُری صورتوں میں آتے رہے اور آپ کو اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے، لیکن ہر مرتبہ اُنہیں ولی کی طرف سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادات بھی نہایت خاص تھیں۔ ۴۰ سال تک آپ فجر کی نماز، عشاء کے وضو سے ادا کیا کرتے، اور ۱۵ سال تک آپ رات کو ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر قرآن کی تلاوت کرتے۔ جب آپ کی عبادات اور مجاہدات کا دَور ختم ہوا تو آپ نے شیخ ابُوسعید مُبارک مُخزمیؒ کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ مُرشد نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو کھلایا۔ اِس موقع پر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جو لُقمہ اُن کے ہاتھ سے میرے شکم میں جاتا، وہ میرے باطن میں ایک نُور بھر دیتا۔" اِسکے بعد مُرشد نے آپ کو خرقہ عطا کیا، اور فرمایا: "اے عبدالقادر! یہ وہ خرقہ ہے جو جناب رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا کیا تھا اور اُن سے حضرت حسَن بَصری رحمۃ اللہ علیہ کو ملا تھا اور اُن سے دست بدست مجھ کو پہنچا ہے۔" جیسے ہی آپ نے خرقہ پہنا، غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تجلیاتِ الٰہی کی بارش ہوئی۔ اِس طرح سالہائے گزشتہ کا ہیرا کوہِ نوُر میں بدل گیا، اور پھر یہ کوہِ نوُر

Marfat.com

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تاجِ قبریت بن گیا۔

یہ عباسیوں کا دَور تھا جس کے دوران کئی فتنوں نے جنم لیا۔ طلبِ دنیا اور جاہل صوفیوں نے طریقت کو شریعت سے الگ کر دیا تھا، اور لوگوں کی زندگیوں میں خلفشار پیدا کر رہے تھے۔ اِسی وجہ سے ایک ایسے رہنما کی ضرورت تھی جو کلمۂ حق بلند کرتا اور دین کی تجدید کرتا۔

یہ ۱۶ شوال ۵۲۱ھ ہجری کا دن تھا، جب شیخ عبدالقادر رضی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عبدالقادر! تم اللہ کی مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے لئے وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے"۔ غوث پاک نے فرمایا: "یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک عجمی ہوں۔ فصحائے عرب کے سامنے کس طرح زباں کھولوں"۔ سرورِ کائنات نے فرمایا: "اپنا مُنہ کھولو"۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مُنہ کھولا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات (۷) بار لعابِ دہن آپ کے منہ میں ڈالا، اور فرمایا: "جاؤ! اب تم وعظ و نصیحت کرو اور لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاؤ"۔

نہایت قلیل مُدت میں ایک زبردست خلقت نے آپ کے مدرسے میں آنا شروع کیا۔ مدرسے کی توسیع کرنی پڑی تاکہ ہزاروں افراد کے لئے گنجائش نکالی جا سکے، اور بہت جلد علماء

Marfat.com

اور صالحین کا ایک بڑا گروہ تیار ہوا جس کو مختلف مقامات پر تبلیغ کے لئے روانہ کیا گیا۔ جلدی ہی توسیع کردہ مدرسہ بھی چھوٹا پڑنے لگا اور عیدگاہ کو آپ کی مجلسوں کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی مجلسوں کی حاضری ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) افراد سے زیادہ ہوا کرتی تھی۔ حتیٰ کہ اُن مجلسوں میں ملائک، جِنّ اور رجالُ الغیب بھی موجود رہتے۔ حافظ ابُوذرعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: "ایک روز میں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں موجود تھا۔ آپ فرما رہے تھے کہ: "میرا کلام رجالُ الغیب سے ہوتا ہے جو کوہِ قاف کے دَرّہ سے میری مجلس میں آتے ہیں اور جن کے قدم ہوا میں ہیں، اور دل حضرت القدس میں ہوتے ہیں۔ اور اُنہیں اپنے پروردگار کا اِتنا اشتیاق ہوتا ہے کہ آتشِ شوق میں اُن کی ٹوپیاں سَروں پر جل جاتی ہیں۔"

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے، شیخ عبدالرزّاق رحمۃ اللہ علیہ بھی اُسی مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے اپنا سر اُٹھایا اور آسمان کی طرف دیکھا۔ کچھ ہی دیر میں اُنکی ٹوپی بھی جلنے لگی۔ غوثُ الاعظم رضی اللہ عنہ اپنے تخت سے نیچے اُتر آئے اور اُس آگ کو بجھا دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے عبدالرزّاق! آپ کے قلب میں بھی یہ آگ "شعلہ زن" ہے۔ حضرت عبدالرزّاق رحمۃ اللہ علیہ نے بعد میں فرمایا:

Marfat.com

"جب میں نے سر اُٹھا کر آسمان کی طرف نگاہ کی تو مجھے رجالُ الغیب کے صَف کے صَف نظر آئے۔ پورا آسمان اُن سے بھرا پڑا تھا۔ یہ لوگ خاموشی سے سر جھکائے بیٹھے تھے اور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا خطاب سُن رہے تھے۔ اُن میں سے کچھ رو رہے تھے اور کچھ زمین پر گر پڑے، اور کچھ لرز کے رہ گئے۔ جب میں نے اُن کو غور سے دیکھا، تو دیکھا کہ اُن کے سارے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی تھی۔"

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی شان تھی کہ جو پہلے کبھی نظر نہیں آئی تھی۔ ہر ایک، دُور یا نزدیک اُن کو یکساں طور سُن سکتا تھا۔ آپ (اپنا خطاب) اِس طرح شروع فرماتے: "یا قوم! یا، یا غلام!" آپ کے الفاظ سبحانی ارشادات تھے اور ہر ایک، کیا عوام کیا خواص، سب ماہیٔ بے آب کی طرح تھے۔

جیسے جیسے حکمت اور دانش کی پھوار پڑتی، کچھ پہ وَجد طاری ہوتا، کسی پر گریہ و بُکا، اور کسی پہ استغراق اور جذب طاری ہو جاتا۔ اور اُن میں سے کچھ اس قدر بے چین ہو جاتے کہ اپنے کپڑے پھاڑ دیا کرتے۔ کچھ کے دلوں پر ایسی چوٹ پڑتی کہ اُن کے جگر شَق ہو جاتے اور کچھ دیر میں وہ شمشیرِ محبّت کا شکار بن جاتے اور شہادتِ لقار کا شربت نوش کر کے مَوت کی نیند سو جاتے۔ مجلس کے بعد ایسے شہیدانِ عشق کے جنازے گِنے

Marfat.com

جا سکتے تھے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان تمام اولیاء اللہ پر مُسَلَّم ہے جس کی سَنَد آپ کے یہ الفاظ ہیں جو آپ نے اپنی ایک مجلس میں اِرشاد کئے تھے کہ: "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ"

"میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

جس وقت آپ نے یہ الفاظ ادا کئے، شیخ علی بن ابی نصرہ رحمۃ اللہ علیہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور جھک کر اپنی گردن کے منبر کے قریب لے گئے۔ باقی تمام اولیاء نے اُن کی تقلید کی۔ نہ صرف بغداد کے اولیاء کرام جن کی تعداد تقریباً ۳۱۳ تھی، بلکہ دنیا کے مختلف علاقوں کے اولیاء کرام نے اپنی گردنیں اِسی طرح سے جھکا دیں۔ یہ تھی غوثُ الاعظم، حضرتِ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ غوثیت۔

غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کراماتیں، ربِّ ذوالجلال کی نشانیاں ہیں۔ ایک مرتبہ کئی دنوں تک لوگوں نے آپ کو نہیں دیکھا، پھر ایک دن کیا دیکھتے ہیں کہ آپ دَجلہ دریا کے پانی کی سطح پر سے چلے آرہے ہیں اور مچھلیاں آپ کو سلام کرنے اور آپ کی دست بوسی کے لئے آرہی ہیں۔ لوگوں کے بارے میں آپ کی پیش گوئیاں کبھی غلط نہیں ہوئیں اور جب کسی عالم نے بھی آپ کو آزمانہ چاہا، ایسے

Marfat.com

موقع پر سب عالم ایک کمرے میں بیٹھتے اور جیسے ہی غوثِ پاک رض
اُن کے پاس آ جاتے تو وہ سب اپنا علم بھول جاتے۔ پھر بڑی
توبہ و زاری کے بعد انہیں اُن کا علم واپس ملتا۔

حضرت علی بن الحیاتی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ایک دن شیخ بقار رح
اور میں، غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ پاک
پر گئے۔ ہم دونوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ
امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر سے باہر آکر غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغلگیر
ہوئے، اور اُن کو خلعت عطا کی۔ ۱۱ ربیع الثانی کی تاریخ تھی جب
معشوق کی محبّت نے محبوب کو طلب کیا اور پیر کے دن حضرت
عزرائیل علیہ السلام ایک عربی کی صورت میں حاضر ہوئے اور ایک نورانی
مکتب دکھایا، جس پر لکھا تھا: "یہ خط مُحِبّ کی طرف سے محبوب
کو پہنچے۔ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ضروری ہے"۔ پھر:

ے چُھپ گیا رُوئے جہاں سے مہتابِ قادری
یعنی جنّت کو سدھارے وہ جنابِ قادری

اے اُمّتِ محمّدی! کہنے کو تو بہت کچھ ہے لیکن وقت
بہت کم ہے! انشاء اللہ، کسی دن آپ سب بارگاہِ قادریہ میں
ہوں گے۔ اور اپنی آنکھوں سے اُس عظیم ولی کا جلوہ اور اُن
کی شان دیکھ رہے ہوں گے۔ بس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ

Marfat.com

تھامے رہیئے کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کی طرح ہیں۔ اُنکی شفقت اور اُن کی فاد کو محسوس کریں، اور یقیناً یہ سب کچھ آپ کے لئے اَبد تک رہے گا۔

آمین!

ثم آمین

Marfat.com